فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَتْمِهٖ.

بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا﴾.

بیان میں مناقب انصار کے اور اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں ان سے یعنی مہاجرین سے پہلے یعنی انصار محبت کرتے ہیں ان سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس یعنی مہاجرین سے اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملا یعنی مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ نام اسلامی ہے نام رکھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اوس اور خزرج کو اور ان کے ہم قسموں کو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اوس منسوب ہیں طرف اوس بن حارثہ کی اور خزرج منسوب ہیں طرف خزرج بن حارثہ کی اور وہ دونوں بیٹے قیلہ کے ہیں اور قیلہ ان کی ماں کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام حارثہ ہے جس کی طرف ازد کی نسبت جمع ہوتی ہے اور آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٤٩٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهٖ أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا.

٣٤٩٢۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دو مجھ کو وجہ نام رکھنے اوس اور خزرج کے سے ساتھ انصار کے کہ کیا تھے تم نام رکھے جاتے ساتھ اس کے پہلے اترنے آیت قرآن کے یا اللہ نے تمہارا یہ نام رکھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ اللہ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے غیلان نے کہا کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے یعنی بصرہ میں سو بیان کرتے تھے ہم سے مناقب انصار کے اور جہاد ان کے کے یعنی جس جس جہاد میں وہ حاضر ہوئے سو متوجہ ہوئے

طرف میری یا طرف ایک مرد کی ازد سے پس کہتے کہ کیا قوم تیری نے ایسا ایسا دن فلاں اور فلاں یعنی بیان کرتے ان کی بہادریوں اور دلیریوں کو جو واقع ہوئیں ان سے بیچ جہادوں کے اور مدد کرنے اسلام کے۔

فائدہ: اور غیلان کی قوم اگرچہ انصار میں داخل نہیں لیکن ان سے نسبت میں ملتے ہیں۔

۳۴۹۲۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

۳۴۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے اپنے رسول کے یعنی واسطے مصلحت رسول کے پس تشریف لائے رسول اللہ ﷺ مدینے میں اور حالانکہ جدا جدا ہوا تھا گروہ ان کا اور مارے گئے تھے رئیس ان کے اور زخمی کیے گئے تھے سو آگے کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کی مصلحت سے تا کہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

فائدہ: بعاث ایک جگہ کا نام ہے نزدیک بنی قریظہ کے دو میل پر مدینے سے واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی درمیان اوس اور خزرج کے سو ان میں سے بہت لوگ وہاں مارے گئے پہلے اس میں خزرج کی فتح ہوئی پھر اوس کی اور تھا یہ واقعہ پانچ برس ہجرت سے پہلے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا دستور تھا کہ اصیل نہ مارا جائے بدلے حلیف کے اوس ایک مرد نے خزرج کے ایک حلیف کو مار ڈالا تو خزرج نے چاہا کہ اوس سے قصاص لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو اس سبب سے ان کے درمیان لڑائی واقع ہوئی پس مارے گئے اس میں ان کے رئیسوں اور امیروں سے وہ لوگ کہ نہ تھے ایمان لائے یعنی تکبر کرتے اور عار کرتے اس سے کہ اسلام میں داخل ہوں تا کہ غیر کے حکم کے نیچے نہ آئیں اور تحقیق باقی رہا تھا ان میں سے اس قسم سے عبداللہ بن ابی ابن سلول جو منافقین کا سردار تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اس کتاب وغیرہ میں کہ وہ مرتے دم تک ایمان نہ لایا اور تمام عمر حضرت ﷺ کی بدخواہی میں رہا (فتح) سو عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے مصلحت اپنے رسول کے اور ظاہر ہونے دین اسلام کے اس واسطے کہ اگر رئیس لوگ جن کی عادت تکبر کرنے اور غیر کے حکم کو نہ ماننے کی تھی زندہ ہوتے تو تکبر کرتے اور جب ریاست سے حضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول نہ کرتے اس واسطے اللہ نے ہجرت سے پہلے ہی ان کا کام تمام کیا اور ان مفسدوں کو جہان سے اٹھایا۔

٣٤٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَّاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآءِ قُرَيْشٍ وَّغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوْا هُوَ الَّذِيْ بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ۔

٣٤٩٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے فتح مکہ کے سال کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے غنیمت کا مال قریش کو دیا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بے شک یہ یعنی قریش کو دینا اور ہم کو نہ دینا البتہ یہ عجب بات ہے بے شک ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپکتے ہیں یعنی بہ سبب لڑنے کے ان سے اسلام لانے کے لیے اور ہماری غنیمتیں ان کو پھیر کر دیں جاتی ہیں تو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی سو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی اور انصار کا دستور تھا کہ جھوٹ نہ بولتے تھے سو انہوں نے عرض کیا کہ وہی بات ہے جو آپ ﷺ کو پہنچی سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں اس سے کہ لوگ اپنے گھروں کی طرف غنیمتیں لے کر پھریں یعنی غیر تمہارے کہ مؤلفة القلوب ہیں اور تم اپنے گھروں کی طرف یعنی مدینے میں حضرت ﷺ کے ساتھ پھرو یعنی تم حضرت ﷺ کو گھروں میں لے آؤ گے یہ بہتر ہے اس مال سے کہ لوگ اس کو لے کر اپنے گھروں میں آئیں گے یعنی تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں اگر انصار چلتے پہاڑ کے نالے یا راہ میں تو البتہ میں انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: اور مراد یہاں غنیمتوں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب رضی اللہ عنہم مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ پر نہ ہوتی تو میں اپنے تئیں انصاریوں سے شمار کرتا روایت کی یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: یہ حدیث ٹکڑا ہے ایک حدیث طویل کا کہ اس کی شرح آئندہ آئے گی خطابی نے کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی

ساتھ اس کے انصار کے دلوں کو خوش کرتا ہے اس واسطے کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے کہ ایک ان میں سے ہوں اگر ہجرت کا مانع نہ ہوتا۔ (فتح)

٣٤٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ فِيْ وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ آوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرٰى.

٣٤٩٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انصار پہاڑ کے کسی نالے یا راہ میں چلتے تو البتہ میں انصار ہی کی راہ پر چلتا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زیادتی کی حضرت ﷺ نے قول مذکور میں اور نہیں دیا ان کو زیادہ حق ان کے سے انصار نے حضرت ﷺ کو جگہ دی اور آپ ﷺ کی مدد کی یعنی تو اس سبب سے اس تعریف کے مستحق ہوئے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ سلوک کیا انصار نے حضرت ﷺ سے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ساتھ اپنے مالوں کے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں انصار کے راہ چلتا تو مراد ساتھ اس کے نیک موافقت ان کی ہے واسطے آپ ﷺ کے واسطے اس چیز کے کہ مشاہد کیا اس کو حضرت ﷺ نے نیک ہمسائیگی سے اور پورا کرنے قول اقرار کے سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ ان کے تابع ہو جاتے بلکہ متبوع اور فرمانبرداری جن کی کی گئی آپ ﷺ ہی ہیں جن کی فرمانبرداری ہر آدمی پر واجب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

باب ہے بیان میں برادری کروانے حضرت ﷺ کے درمیان مہاجرین اور انصار کے

فائدہ: اس کا مفصل بیان ہجرت میں آئے گا۔

٣٤٩٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا

٣٤٩٦۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جو مہاجرین مدینے میں آئے تو برادری کرائی حضرت ﷺ نے درمیان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع انصاری کے کہ اس کے اپنے سگے بھائی کے برابر جانے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مال دار ہوں تو میں اپنا مال آدھم آدھ بانٹتا ہوں یعنی آدھا میں رکھتا

فَأَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ أُطَلِّقُهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَآءَ يَوْمًا وَّبِهٖ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ.

ہوں اور آدھا تو لے اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو تو پسند کرتا ہے سو اس کا مجھ سے نام لے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے کہا اللہ برکت کرے تجھ کو تیرے اہل اور مال میں کہاں ہے تمہارا بازار تو لوگوں نے اس کو بازار بنی قینقاع کی طرف راہ دکھائی سو نہ پھرا بازار سے کہ اس کے ساتھ کچھ نفع تھا پنیر اور گھی سے پھر پے در پے ہر صبح کو جانا شروع کیا پھر ایک دن آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے یعنی کیا سبب ہے اس کا یا کیوں لگائی کہا میں نے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔

٣٤٩٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّاٰخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّيْ مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا سَأَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتّٰى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى أَفْضَلَ شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ وَّأَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ

٣٤٩٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینے میں ہمارے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے اس کے اور سعد رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور سعد رضی اللہ عنہ بہت مال دار تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار کو معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مال دار ہوں سو میں عنقریب اپنا مال اپنے اور تیرے درمیان آدھم آدھ تقسیم کروں گا اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے سو میں اس کو طلاق دوں یہاں تک کہ وہ حلال ہو یعنی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برکت کرے اللہ تیرے واسطے تیرے اہل میں سو نہ پھرا اس دن کہ نفع حاصل کیا اس نے کچھ گھی اور پنیر سے پھر نہ دیر کی اس نے مگر تھوڑی سی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کیا ہے کہا میں نے ایک

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۳۴۹۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُوْنَنَا الْمَئُوْنَةَ وَتُشْرِكُوْنَنَا فِي التَّمْرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۳۴۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کھجور کے درخت ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا انصار نے کہا مہاجرین کو کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت اور خبر گیری تم بھی کرو جیسی ہم کرتے ہیں اور شریک کرو ہم کو میوے میں۔

فائدہ: اس کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

باب بیان میں محبت رکھنے کے انصار سے یعنی انصار سے محبت رکھنے کی کیا فضیلت ہے

۳۴۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ.

۳۴۹۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں محبت رکھتا انصار سے مگر ایماندار اور نہیں عداوت رکھتا ان سے مگر منافق سو جو ان کو دوست رکھے اللہ ان کو دوست رکھے گا اور جو ان سے عداوت رکھے اللہ ان سے عداوت رکھے گا۔

۳۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ

۳۵۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنی ہے اور نفاق کی نشانی

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.

ان سے عداوت رکھنی ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد محبت اور عداوت سب انصار کی ہے اس واسطے کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ دین کے واسطے ہوتی ہے اور جو بغض رکھے ان سے واسطے کسی اور معنی کے جائز ہے بغض رکھنا واسطے اس کے تو یہ نہی میں داخل نہیں اور یہ تقریر عمدہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے واسطے انصار کے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو

فائدہ: یہ بطور اجمال کے ہے یعنی مجموع تمھارا محبوب تر ہے نزدیک میرے تمہارے غیر کے مجموع سے پس نہ معارض ہوگا اس حدیث کو جو پہلے گزر چکی ہے بیچ جواب اس شخص کے جس نے کہا کہ کون ہے محبوب تر لوگوں میں نزدیک آپ ﷺ کے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ (فتح) یعنی انصار کے مجموع کو محبوب رکھنا اس کے معارض نہیں کہ ان کے غیر کے مجموع میں سے ایک مرد کو محبوب تر رکھا ہے۔

۳۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۳۵۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا کہ پھرے آتے ہیں دعوت شادی سے تو حضرت ﷺ سیدھے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ الٰہی تم لوگ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔

۳۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَكَلَّمَهَا

۳۵۰۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا یعنی اس کے سوال کے جواب میں یا ابتداء سے سو فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب ہو دو بار فرمایا۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَیَّ مَرَّتَیْنِ.

بَابُ أَتْبَاعِ الْأَنْصَارِ

انصار کے تابعداروں کا بیان یعنی ان کے حلیفوں اور غلاموں آزاد کردہ سے

۳۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَّإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ فَنَمَيْتُ ذٰلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِیْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ.

۳۵۰۳۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر کے تابع ہوتے ہیں اور بے شک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ دعا کی یعنی کہا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو مراد یہ ہے کہ ان کو بھی انصار کہا جائے تا کہ جو وصیت لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں احسان کرنے کی کی ہے ان کو بھی شامل ہو یعنی جیسا کہ فرمایا اوصیکم بالانصار اور اس جیسی دوسری احادیث۔ (فتح)

۳۵۰٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَّإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهٗ لِابْنِ أَبِیْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهٗ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ.

۳۵۰۴۔ ابوحمزہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہر قوم کے واسطے تابعدار ہوتے رہتے ہیں اور تحقیق ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

انصار کے گھروں کی فضیلت کا بیان یعنی ان کی جگہوں کا

۳٤۰٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۳۴۰۵۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَّا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ.

فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلّہ بہتر ہے اور کے بعد عبدالاشہل کی اولاد بہتر ان کے بعد حارث بن خزرج کی اولاد بہتر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر اور انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ نے کہا یعنی اور تھا وہ ساعدہ کی اولاد سے کہ نہیں دیکھتا میں حضرت ﷺ کو مگر کہ فضیلت دی ہم پر کئی قوموں کو یعنی پہلے تین قوموں کو جو مذکور ہوئیں تو کسی نے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت ﷺ نے بہت قبیلوں پر یعنی جو حدیث میں مذکور نہیں ہوئے۔

فائدہ: بنی نجار حضرت ﷺ کے دادا کے ماموں ہیں اس واسطے کہ والدہ عبدالمطلب کی ان میں سے ہے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو انہیں کے گھروں میں اترے پس واسطے ان کے زیادہ فضیلت ہے ان کے غیروں پر اور انس رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے اس واسطے ان کو زیادہ کوشش ہے ساتھ یاد رکھنے فضیلتوں ان کی اور پہلی خیر کے معنی افضل ہیں اور دوسری خیر کے معنی فضل ہیں یعنی فضیلت حاصل ہے تمام انصار میں اگرچہ ان کے مراتب جدا جدا ہیں۔ (فتح)

۳۵۰۶۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُوْ سَاعِدَةَ.

۳۵۰۶۔ ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلّہ افضل ہے ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد افضل ان کے بعد حارث کی اولاد افضل ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر۔

۳۵۰۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ

۳۵۰۷۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا

عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبَا أُسَيْدٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيْرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُيِّرَ دُوْرُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا اٰخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ.

محلہ افضل ہے پھر عبدالاشہل کی اولاد افضل پھر حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور انصار کے سب محلوں میں فضیلت ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہم سے ملے فرمایا کہ اے ابو اسید رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انصار کو بعض انصار پر فضیلت دی اور ہم کو پیچھے ڈالا تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بعض محلوں کو بعض پر فضیلت دی گئی سو ہم پیچھے ڈالے گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو کفایت نہیں کرتا کہ ہو تم نیکوں سے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ افضل ہیں بہ نسبت ان کی جوان سے کم ہیں اور شاید ایک دوسرے پر فضیلت دینی درمیان ان کے واقع ہوئی باعتبار سبقت کرنے کے طرف اسلام کی اور باعتبار کوشش ان کی کے بیچ بلند کرنے کلمہ اللہ کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی مخاطب کیا انصار کو ساتھ اس کے روایت کی ہے یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۵۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

۳۵۰۸۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تحصیل زکوۃ یا کسی شہر پر حاکم نہیں کرتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے کو حاکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی سوائے تمہارے اور لوگوں کو حکومت ملے گی تو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ انصار کے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی پس خاص ہوں گے سوائے ان کے ساتھ اموال کے اور ہوا یہ کام جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اور یہ امر بھی پیش گوئیوں میں گنا گیا ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو آپ ﷺ کے فرمانے کے موافق واقع ہوا اور زیادہ شرح اس کی فتن میں آئے گی۔ (فتح)

۳۵۰۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ.

۳۵۰۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ بے شک میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو اور وعدہ گاہ تمہاری حوض ہے یعنی حوض حضرت ﷺ کا دن قیامت کے۔

۳۵۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلٰى أَنْ يُّقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ فَإِنَّهٗ سَيُصِيْبُكُمْ أَثَرَةٌ بَعْدِیْ.

۳۵۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا کہ ملک بحرین میں ان کو جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے مگر یہ کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم قبول نہیں کرتے تو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو پس تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی اگر تم لیتے نہیں تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے یوں دعا کی کہ الٰہی سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو

۳۵۱۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْأٰخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۱۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سو سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو اور ایک روایت میں ہے کہ بخش دے انصار کو۔

مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ.

۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

۳۵۱۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں یہ دعا دی کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سو اکرام کر مہاجرین اور انصار کو۔

۳۵۱۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.

۳۵۱۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مدینے کے گرد خندق کھودتے تھے اور مٹی کو اپنے پیٹھوں پر لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں یوں دعا فرمائی کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مقدم کرتے ہیں اوروں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو اپنی حاجت ہو۔

فائدہ: یہ پھرتا ہے اس سے طرف اس کی کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری اور یہی ہے ظاہر سیاق اس کا اور حدیث باب کی ظاہر ہے کہ وہ انصاری کے قصے میں اتری پس مطابق ہوگی ترجمہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اور قصے میں اتری اور ممکن ہے تطبیق۔ (فتح)

۱۴۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلٰى نِسَآئِهٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ

۳۵۱۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یعنی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا کہ کچھ کھانا ہو تو بھیجیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کی ضیافت کرے تو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضُمُّ أَوْ يُضِيْفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ إِلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَأَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَآءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾.

ایک انصاری مرد نے کہا کہ میں اس کی ضیافت کرتا ہوں سو وہ اس کو اپنی عورت کے پاس لے گیا سو کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر داری کر اور اس کو کھانا کھلا تو عورت نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں مگر قوت ہمارے لڑکوں کا یعنی فقط اسی قدر رزق ہے کہ اس سے لڑکوں کی زیست اور گزران ہو سکے تو کہا کہ اب کھانا تیار کر اور چراغ روشن کر اور اپنے لڑکوں کو سلا دے جب کہ رات کا کھانا چاہیں تو اس نے اپنا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا اور اپنے لڑکوں کو سلایا پھر عورت نے چراغ دیکھنے کے بہانے چراغ کو گل کر دیا تو اس کو دکھلانے لگے کہ وہ کھاتے ہیں سو دونوں نے بھوکے رات کاٹی پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت راضی ہوا اللہ آج کی رات تم دونوں کے کام سے جو اللہ نے یہ آیت اتاری اور مقدم کرتے ہے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو حاجت ہو اور جو بچایا گیا اپنے نفس کے بخل سے تو وہی مراد کو پہنچے۔

فائدہ: ہنسی اور عجب کرنے کو اللہ کی طرف منسوب کرنا بطور مجاز کے ہے اور مراد ساتھ ان دونوں کے رضا ہے یعنی راضی ہونا ان کے کام سے اور یہی صحیح تر قول ہے اس آیت کے نزول میں اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے ایک مرد کو ایک بکری کا سر تحفہ بھیجا تو اس نے کہا کہ میرا بھائی اور اس کا عیال زیادہ تر محتاج ہیں طرف اس کی تو اس نے اس سر کو اس کے پاس بھیجا سو بدستور ایک دوسرے کی طرف بھیجتا رہا یہاں تک کہ پہلے کی طرف پھر آیا بعد سات آدمیوں کے تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ ان سب کے سبب میں اتری ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جاری ہونے فعل باپ کو چھوٹے لڑکے کے حق میں اگرچہ خالی پیٹ ہو ضرر ہلکے پر جب کہ ہو اس میں مصلحت دینی یا دنیاوی اور یہ محمول ہے اس پر جب کہ عادت سے معلوم ہو کہ چھوٹا لڑکا اس کی طرح صبر کر سکتا ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوں کار سے اور ٹال جاؤ ان

مُسِيئِهِمْ.

کے بدکار سے یعنی انصار کے سے۔

٣٥١٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى أَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُوْ عَبْدَانَ حَدَّثَنَا أَبِیْ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ مَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ.

٣٥١٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس پر گزرے اور انصار روتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تو انہوں نے کہا کہ ذکر کی مجلس ہم نے حضرت ﷺ کی ہم سے یعنی جس میں وہ حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور تھا یہ معاملہ حضرت ﷺ کی مرض الموت میں تو وہ ڈرے اس میں کہ حضرت ﷺ اپنی اس بیماری میں فوت ہو جائیں اور آپ ﷺ کی مجلس ان کو حاصل نہ ہو تو روتے غمناک ہوکراس کے فوت ہونے پر تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس اندر گئے اور حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ گھر سے تشریف لائے اور حالانکہ کہ چادر کا کنارہ اپنے سر مبارک پر باندھا تھا یعنی بطور پٹے کے واسطے دفع دردسر کے بہ سبب شدت کے سو منبر پر چڑھے یعنی خطبہ پڑھنے کے لیے اور اس دن کے بعد منبر پر نہ چڑھے یعنی یہ آخری خطبہ تھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے مقدمے میں اس واسطے کہ وہ میرے خاص دلی دوست اور میرے راز دار ہیں اور البتہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا یعنی دین کی مدد اور باقی رہا ہے ان کا حق یعنی ثواب اور احسان سو قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوکار سے اور ٹل جاؤ ان کے بدکار سے۔

فائدہ: بیان کی مثال ساتھ کرش کے یعنی اوجھری کہ اس واسطے کہ حیوان کی غذا اس میں ٹھہرتی ہے جس میں اس کا بڑھنا ہوتا ہے اور عیبہ وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنی عمدہ اور نفیس چیز کو نگاہ رکھے یعنی گٹھری اور مراد یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے امانتی اور راز دار تھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے ان کے بیعت کرنے سے عقبہ کی تحقیق انہوں نے بیعت کی اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں

اور آپ ﷺ کی مدد کریں بعوض بہشت کے تو انہوں نے اپنا عہد پورا کیا۔ (فتح)

۳۵۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ.

۳۵۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ پر چادر ہے کہ اس کو اپنے دونوں مونڈھوں پر لپیٹے تھے اور آپ ﷺ کے سر پر ایک پٹی تھی چکنی یا سیاہ یا پگڑی یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ اما بعد حمد اور صلوۃ کے بات تو یہ ہے کہ البتہ انصار کے سوا اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار روز بروز گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ ہوں گے برابر نمک کے کھانے میں یعنی بہت ہی کم ہو جائیں گے سو جو شخص کہ تم میں سے حاکم ہو کسی چیز کا پھر اس کو اپنی حکومت میں اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے یا کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کے نیکوں کار کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

فائدہ: منبر پر بیٹھنے کا سبب پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ انصار گھٹتے جائیں گے اور ان کے سوا اور لوگ بہت ہوتے جائیں گے تو اس میں اشارہ ہے طرف دخول عرب اور عجم کے اسلام میں اور وہ کئی گناہ زیادہ ہے انصار کے قبیلے سے سو جس قدر کہ انصار میں کثرت فرض کی جائے مانند پیدا ہونے اولاد کی تو اسی طرح فرض کی جائے ہر گروہ میں ان میں سے سو انصار ہمیشہ بہ نسبت ان کی کم ہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی ہو اس پر کہ وہ مطلق کم ہو جائیں گے پس خبر دی ساتھ اس کے سو مطابق اس کے واقع ہوا اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے موجود ہیں اور جن کی نسبت ان سے ثابت ہے وہ کئی گناہ زیادہ ہیں بہ نسبت ان کی جو اوس اور خزرج کے قبیلے سے موجود ہیں جن کی نسبت ان سے ثابت ہے اور نہیں التفات ہے طرف کثرت ان لوگوں کی جو بے دلیل دعوی کرتے ہیں کہ وہ ان میں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ جو تم میں سے حاکم ہو تو اس میں اشارہ ہے خلافت انصار میں نہیں ہوگی میں کہتا ہوں اور یہ صریح نہیں اس میں اس واسطے کہ نہیں منع ہے وصیت کرنی بر تقدیر اس کے کہ واقع ہو ظلم اور نہیں منع ہے وصیت کرنی واسطے متبوع کے برابر ہے کہ ہو ان میں سے یا غیر ان کے سے اور درگزر کرے ان کے بدکاروں سے یعنی بیچ حدوں اور حقوق آدمیوں کے۔ (فتح)

۳۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۳۵۱۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

غُندَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ.

نے فرمایا کہ انصار میرے اندرونی دوست اور راز دار ہیں اور عنقریب ہے کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے سو ان کے نیکوں کاروں کی نیکی قبول کرو اور ان کے بدکار سے درگزر کرو۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یعنی بن نعمان بن امراء القیس بن عبدالاشہل اور وہ سردار ہے اوس کا جیسا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سردار ہے خزرج کا۔

۳۵۱۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِّنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۱۸۔ براء سے روایت ہے کہ اکیدر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ بھیجا تو اصحاب نے اس کو چھونا شروع کیا اور اس کی نرمی سے تعجب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی جوڑے کی نرمی سے البتہ بہشت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہیں۔

۳۵۱۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِيْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۳۵۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنبش کی عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تو ایک مرد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء کہتا ہے کہ جنبش کی چوپائے نے جس پر وہ اٹھائے گئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں گروہوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان کینے اور عداوتیں تھیں یعنی اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوس میں سے ہیں اور میں خزرج سے ہوں لیکن تاہم اظہار حق سے انکار نہیں کر سکتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِيْرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَآئِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے ظاہر کرنے حق کے اور اعتراف کرنے کے ساتھ فضیلت اہل اس کے پس گویا کہ اس نے تعجب کیا براء سے کہ اس نے یہ بات کس طرح کہی باوجود یہ کہ وہ بھی اوس میں سے ہے پھر کہا کہ میں اگرچہ خزرجی ہوں اور اوس اور خزرج کے درمیان عداوت تھی لیکن نہیں مانع ہے مجھ کو یہ کہ میں حق بات کہوں اور براء کا عذر یہ ہے کہ اس کی یہ مراد نہ تھی کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو چھپائے بلکہ اس نے تو عرش کے معنی صرف چوپائے سمجھے اور اللہ کے عرش کے جنبش کرنے سے انکار کیا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس سے انکار کیا پس کہا کہ اللہ کا عرش کسی کے واسطے جنبش نہیں کرتا اور نہیں ہلتا پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور مراد ساتھ جنبش کرنے عرش کے خوش ہونا اس کا ہے ساتھ آنے روح اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ جنبش کی عرش نے واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس کے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی براء کی طرح اس کی تاویل یہ کی ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جنبش کی چوپائے نے واسطے خوش ہونے کے اللہ کی ملاقات سے ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کی لکڑیاں ہمارے مونڈھوں پر کشادہ ہو گئیں لیکن یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کی معارض ہے جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا کہ اس کا جنازہ کیا ہلکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں اور حاکم نے کہا کہ عرش کے ہلنے کی حدیثیں صحیح میں ہیں اور ان کے معارض کا صحیح میں ذکر نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عرش کے جنبش کرنے سے اس کے حاملین کا جنبش کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نشانی ہے کہ قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے مرنے اپنے ولیوں کے تاکہ خبردار ہوں فرشتے اس کی فضیلت سے اور اس حدیث میں بڑی منقبت ہے واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اور لیکن تاویل براء کی کہ مراد ساتھ عرش کے چوپائے ہے پس نہیں مستلزم ہے یہ اس کی فضیلت کو اس واسطے کہ اس میں اس کو ہر مردہ شریک ہے اور مالک سے روایت ہے کہ اس نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس حدیث سے منع کیا یعنی تاکہ کوئی جاہل یہ وہم نہ کرے کہ جب عرش جنبش کرتا ہے تو اس کی جنبش سے اللہ بھی جنبش کرتا ہے جیسا کہ اگر کوئی مرد کرسی پر بیٹھے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امام مالک نے اس سے اس واسطے منع نہیں کیا اس واسطے کہ اگر ان کو یہی خوف ہوتا تو مؤطا میں یہ حدیث

روایت نہ کرتے کہ اللہ پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے اس واسطے کہ صریح تر ہے حرکت میں عرش کی حرکت سے اور باوجود اس کے پس اعتقاد سلف آئمہ اور علماء سنت کا خلف سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حرکت سے اور تحول سے اور حلول سے یعنی کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے عرش کے جنبش کرنے کی حدیث دس اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اکثر سے اور ثابت ہے بخاری اور مسلم میں پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے انکار کی۔ (فتح)

٣٥٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى خَيْرِكُمْ أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

٣٥٢٠۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود بنی قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اترے کہ جو ہمارے حق میں وہ حاکم کریں ہم کو منظور ہے تو حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے کہلا بھیجا تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب مسجد کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے بہتر کی طرف یا سردار کی طرف پس پھر فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ البتہ یہ لوگ اترے ہیں تیرے فیصلہ کرنے پر تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کے لڑکے اور عورتیں لونڈیاں اور غلام بنائے جائیں حضرت ﷺ نے کہا کہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا۔

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ دونوں صحابی انصاری ہیں۔

٣٥٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَّإِذَا نُوْرٌ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا

٣٥٢١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس سے نکلے اندھیرے رات میں تو ناگہاں نور تھا ان کے آگے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو نور بھی ان کے ساتھ جدا ہوا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّرَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بات چیت کرتے رہے سخت اندھیری رات میں یہاں تک کہ ایک گھڑی بھر رات گزر گئی پھر دونوں نکلے اور ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ایک کی لاٹھی روشن ہوئی تا کہ دونوں اس کی روشنی میں چلیں یہاں تک کہ جب دونوں کی راہ جدا جدا ہوئی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوئی یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچا۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں حاضر ہوئے جنگ بدر میں اور عقبہ میں اور تھے امیر ملک یمن پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں پھر آئے پھر شام کی طرف نکلے اور وہاں طاعون کے ساتھ فوت ہوئے اور ان کی عمر تینتیس سال کی تھی

۳۵۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيٍّ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۳۵۲۲۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور ابی رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زیادہ تر رحم کرنے والا میری امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور زیادہ عالم ساتھ حلال اور حرام کے معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو فقہ چاہے وہ معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (فتح)

بَابُ مَنْقَبَةُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

باب ہے بیان میں فضیلت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اور

عَنْهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اس سے پہلے بھی نیک آدمی تھے۔

فائدہ: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس تھے خزرج کے اور ایک ہیں ان میں سے جو مشہور ہیں ساتھ بخشش کے اور فوت ہوئے شام میں بیچ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ۱۵ھ میں (فتح)

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بہت طویل ہے اور تمام حدیث آئندہ آئے گی اور ذکر کیا اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو دائر ہوا درمیان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے جس جگہ کہا اور اگر ہوگا ہمارے بھائیوں خزرجیوں سے تو ہم کو حکم ہوا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو مار نہیں سکتا پس اٹھا درمیان ان کے فتنہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چپ کرایا تو اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تحقیق سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے پہلے اس سے کہ کہی یہ بات مرد نیکو کار اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نکل گیا وہ اس صفت سے اور نہیں ہے حدیث میں تعارض واسطے اس چیز کے کہ بعد اس قول کے ہے اور ظاہر بدستور رہنا اس صفت کا ہے اس واسطے کہ وہ معذور ہے قول میں اس لیے کہ وہ اس میں تاویل کرنے والا تھا اسی واسطے ارادہ کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے مناقب میں اور ظاہر نہیں ہوئی اس سے وہ چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ پہلے اس قول کے اور سعد رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اس نے خیال کیا کہ اوسی نے ارادہ کیا ہے پستی کا قبیلے خزرج کے واسطے اس چیز سے کہ تھی درمیان دونوں گروہ کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر رد کیا پھر نہیں واقع ہوئی سعد رضی اللہ عنہ سے بعد اس کے کوئی چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ اس کے مگر کہ باز رہا وہ بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سے اور متوجہ ہوا طرف شام کی اور عذر اس کا اس میں یہ ہے کہ اس نے تاویل کی کہ انصار کے واسطے خلافت میں استحقاق ہے پس وہ معذور ہے اگرچہ اس کا یہ اعتقاد خطا تھا۔ (فتح)

۳۵۲۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۳۵۲۳۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور پھر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد کا محلہ افضل ہے انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا پرانا مسلمان کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی تو کسی نے اس سے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں پر یعنی جو یہاں ذکر نہیں ہوئے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيرٍ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے قول اس کے اس طریق میں کہ تھا پرانے اسلام والا۔

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری خزرجی ہیں تھے سابقین انصار میں سے حاضر ہوئے بیعت عقبہ اور بدر میں اور جوان کے بعد ہے اور فوت ہوئے ۳۰ھ میں۔

٣٥٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

٣٥٢٤۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزدیک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ایک مرد ہے کہ میں اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہوں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ قرآن سیکھو چار سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کو ذکر کیا اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

٣٥٢٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

٣٥٢٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ پڑھوں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کیا خاص میرا نام لیا ہے یا فرمایا کہ اپنے کسی صحابی پر پڑھ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اختیار کیا اور رونا یا تو خوشی کے سبب سے تھا ساتھ اس کے اور یا خشوع اور خوف سے قصور سے اس نعمت سے شکر میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تیرے نام اور نسب سے بلند

درجے کے گروہ میں یعنی فرشتوں میں قرطبی نے کہا کہ تعجب کیا ابی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اس واسطے کہ نام لینا اللہ کا اس کو خاص کر کے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پڑھیں بڑی بزرگی ہے اس واسطے ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے یا تو خوشی سے یا خوف سے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد ساتھ پڑھنے قرآن کے ابی رضی اللہ عنہ پر تا کہ ابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرأت سیکھیں اور اس میں زیادہ مضبوطی حاصل کریں اور تا کہ ہو قرآن کا پیش کرنا سنت اور واسطے تنبیہ کرنے کے ابی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر اور مقدم ہونے اس کے قرآن کے یاد رکھنے میں اور یہ مراد نہیں کہ یاد کریں اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز بھولی ہوئی قرآن سے ساتھ اس پیش کرنے کے اور لی جاتی ہے اس حدیث سے مشروعیت تواضع کے بیچ سیکھنے آدمی کے علم کو اس کے اہل سے اگرچہ اس سے کم ہو علم میں اور درجے میں اور خاص کیا اس سورہ کو ساتھ ذکر کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اس پر توحید اور رسالت سے اور اخلاص اور صحف اور کتب سے جو اتاری گئیں ہیں پیغمبروں پر اور ذکر نماز اور زکوۃ اور معاد اور بیان اہل جنت اور نار میں سے باوجود مختصر ہونے اس کے۔(فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: زید بن ثابت وحی کے لکھنے والے تھے اور فقہاء اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

۳۵۲۶- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّأَبُوْ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَّنْ أَبُوْ زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِيْ.

۳۵۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع کیا قرآن کو یعنی یاد کیا تمام قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار شخصوں نے سب انصار سے ہیں ابی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابو زید رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ کون ہے کہا میرا ایک چچا ہے۔

فائدہ: اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ معارض ہو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ سیکھو قرآن چار سے اس واسطے کہ یہ جو فرمایا کہ ان سے قرآن سیکھو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سب قرآن کے حافظ تھے اور رہا یہ کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم کو نہ لیا جائے اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ جمع کیا تھا اس کو چار نے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی نے اس کو جمع نہ کیا ہو پس مراد یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا جمع کرنا اس کا واسطے چار کے ایک قبیلے سے مگر واسطے اس قبیلے انصار کے اور باقی بیان اس کا فضائل قرآن میں آئے گا۔(فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری ہیں اور وہ خاوند ہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی ماں کے۔ (فتح)

۳۵۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْشُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأُمَّ سُلَيْمٍ وَّإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

۳۵۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے اپنی ڈھال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کرتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مرد تیر انداز اور سخت کمان دار تھے البتہ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں یعنی بہت تیراندازی کے سبب سے اور تھا مرد کہ گزرتا اور اس کے ساتھ تیروں کی ترکش ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ان کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آگے ڈال دے کہ کافروں کو مارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھانک کر قوم کر دیکھنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ جھانکئے نہیں کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی قوم کفار کا تیر لگے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے قریب چاہیے یعنی میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال ہو اور البتہ دیکھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اور بے شک دونوں کپڑوں کے کنارے پنڈلیوں سے اٹھائے ہیں اور اس حال میں کہ دیکھتا ہوں پازیبیں ان کی پنڈلیوں کی کہ مشکوں کو اپنی پیٹھوں پر اٹھاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پلٹ جاتی تھیں اور مشکوں کو بھر لاتی تھیں اور لوگوں کو پلاتی تھیں اور البتہ گر پڑی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی تلوار دو یا تین بار۔

فائدہ: شدید القد بکسر اکثر روایتوں میں شدید از بر کے ساتھ آیا ہے اور لقد میں لام جدا ہے اور قد جدا ہے اور بعض نے اس کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ — باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے

اللّٰهُ عَنْهُ.

فائدہ: عبداللہ بن سلام ساتھ تخفیف لام کے یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ (فتح)

۳۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ﴾ الْأٰيَةَ قَالَ لَا أَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الْأٰيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

۳۵۲۸۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ فرماتے تھے واسطے کسی شخص کے کہ زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہی حق میں یہ آیت اتری کہ گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل کی قوم سے الآیۃ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ مالک نے یہ آیت اپنی طرف سے کہی ہے یا حدیث میں ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں سنا میں نے الخ تو یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے عبداللہ بن سلام کو سوائے اور بہت اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں بھی فرمایا ہے کہ وہ بہشتی ہیں اور وہ بعید ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور جواب یہ کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان لوگوں کے مرنے کے بعد کہی تھی جن کو حضرت ﷺ نے بہشت کی خوش خبری دی اس واسطے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے بعد زندہ رہے اور نہیں پیچھے رہا ساتھ ان کے کوئی عشرہ مبشرہ سے سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے اور سعید رضی اللہ عنہ کے اور یہ بات لی جاتی ہے اس لفظ سے کہ زمین پر چلتا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ کسی کو بہشتی کہا ہو مگر عبداللہ بن سلام کو اور سلیمان فارسی کو اور یہ جو جواب مذکور کے مخالف ہے لیکن یہ حدیث منکر ہے اور اگر محفوظ ہو تو محمول ہوگا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے ابتداء میں فرمایا تھا پھر اس سے کہ بشارت دیں اس کے غیر کو ساتھ بہشت کے۔ (فتح)

۳۵۲۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ

۳۵۲۹۔ قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک مرد اندر آیا جس کے چہرے پر خشوع کا نشان تھا یعنی اطمینان اور حضور کا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے سو اس نے دو رکعت ہلکی سی نماز پڑھی پھر

أَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ أَسْفَلُهٗ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِي ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيْفٌ مَّكَانَ مِنْصَفٌ.

نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلا سو میں نے اس سے کہا کہ تحقیق جس وقت مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ مرد بہشتی ہے کہا قسم ہے اللہ کی کسی کے واسطے لائق نہیں یہ کہ کہے جو نہ جانتا ہو اور میں تجھ سے بیان کروں گا کہ لوگوں کے کہنے کا کیا سبب ہے یا میں انکار کیوں کرتا ہوں میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تو میں نے حضرت ﷺ سے وہ خواب بیان کیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں ذکر کی عبداللہ بن سلام نے فراخی اس کی اور سبزی اس کی اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے لوہے کا کہ اس کے نیچے کی طرف زمین میں ہے اور اوپر کی طرف آسمان میں اس کی اوپر کی طرف ایک دستہ ہے مضبوط مانند دستے کوزے کی تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ میں نے کہا میں چڑھ نہیں سکتا تو میرے پاس ایک خادم آیا تو اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھا یہاں تک کہ اس کے اوپر پہنچا تو میں نے دستہ پکڑا پھر کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کو مضبوط پکڑے رہ پھر میں بیدار ہوا اور حالانکہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا تو میں نے یہ خواب حضرت ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ باغ جو تو نے دیکھا ہے دین اسلام ہے کہ فراخ اور تر و تازہ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور یہ دستہ جس کو تو نے پکڑا عروۃ الوثقٰی ہے کہ آیت استمسك بالعروة الوثقٰی میں وارد ہوا ہے سو تو ثابت رہے گا اسلام پر یہاں تک کہ تو مرے یعنی مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا اور یہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کسی کے لائق نہیں الخ تو یہ انکار ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس پر جو اس کو قطعی بہشتی کہے تو شاید اس نے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی اور شاید ان لوگوں نے سنی ہوگی اور احتمال ہے کہ اس نے بھی سنی ہو لیکن اپنی

تعریف کو مکروہ رکھا ہو از راہ تواضع کے اور احتمال ہے کہ وہ واسطے انکار کے عبداللہ بن سلام سے اس پر جس نے اس سے یہ پوچھا اس واسطے کہ اس نے ان کو خبر سے تعجب سمجھا سو عبداللہ بن سلام نے ان کو خبر دی کہ اس میں کچھ تعجب نہیں ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو واسطے اس کے خواب کے قصے سے اور اشارہ کیا ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے انکار کرنا اس چیز سے کہ اس کو معلوم نہ ہو جب کہ ہو خبر دینے والا اس کا سچا اور یہ جو کہا کہ میں جاگا اور حالانکہ وہ میرے ہاتھ میں تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جاگنا تھا حالت پکڑنے میں بغیر فاصلہ کے اور یہ مراد نہیں کہ وہ جاگنے کے بعد بھی میرے ہاتھ میں رہا اور اگر اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ اللہ کی قدرت میں محال نہیں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے خلاف ہے اور احتمال ہے کہ جاگنے کے بعد اس کا اثر ہاتھ میں باقی رہا ہو کہ صبح کو اس نے اپنا ہاتھ بند ہوا دیکھا ہو اور یہ جو کہا کہ وہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے تو احتمال ہے کہ یہ خود عبداللہ بن سلام کا قول ہو اور احتمال ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ (فتح)

۳۵۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا تَجِيءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلَ فِي بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ.

۳۵۳۰۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا تو میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ تو میرے ساتھ نہیں آتا کہ میں تجھ کو ستو اور کھجوریں کھلاؤں اور داخل ہو تو ایک گھر میں پھر ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو ایک زمین میں ہے جس میں بیاج ظاہر اور عام ہے جب کسی مرد پر تیرا حق ہو جس کا ادا کرنا واجب ہے سو تحفہ بھیجے وہ تجھ کو بھوسے کا یا جو کا یا گھاس کا تو تو نہ لے کہ بے شک وہ بیاج ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو داخل ہو ایک گھر میں تو وجہ تعظیم اس کی کی یہ ہے کہ اس میں حضرت ﷺ داخل ہوئے تھے اور ہو گا یہی قدر تقاضا کرنے والا واسطے داخل کرنے اس حدیث کے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یا واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر حکم کرنا ابن سلام کا ساتھ ترک قبول ہدیہ قرض دار کے پرہیز گاری سے یعنی یہ جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرض دار کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو اس کہنے سے ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کمال پرہیز گاری ثابت ہوئی پس یہی وجہ ہے داخل کرنے کی اس حدیث کے ابن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ جو کہا کہ بے شک وہ بیاج ہے تو احتمال ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی رائے ہو نہیں تو فقہاء اس پر ہیں کہ یہ بیاج فقط اسی وقت ہوتا ہے جب

کہ شرط کر لی ہو ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ اس سے بچنا افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کی فضیلت میں

فائدہ: نہیں تصریح ہے باب کی حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ ترجمہ باب میں ہے مگر یہ کہ لیا جائے یہ بطریق لزوم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں نے کسی عورت پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی اور قول حضرت ﷺ کے سے کہ میری اولاد اس سے ہوئی۔ (فتح)

۳۵۳۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ح حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ.

۳۵۳۱۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں میں افضل ہے اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدی ﷺ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا جمع ہوتیں ہیں ساتھ حضرت ﷺ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ بعید دادون سے ہے اور وہ قریب تر ہیں نسب میں آپ ﷺ کی سب بیویوں سے طرف آپ ﷺ کی اور جب حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال کی تھی نکاح کیا تھا ان کا ساتھ حضرت ﷺ کے ان کے باپ خویلد نے اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے پہلے سفر کیا تھا اس کے مال میں طرف شام کی بطور مضاربت کے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے حضرت ﷺ سے اس سفر میں عجیب چیزیں دیکھیں جو باعث ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ سے نکاح کرنے پر اور جالیت کے وقت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کہا جاتا تھا اور حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے فوت ہوئیں اور فاکہی نے کتاب مکہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے اجازت مانگی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اس نے آپ ﷺ کو اجازت دی اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنی ایک

لونڈی بھیجی جس کا نام نبعہ تھا اور اس کو کہا کہ سنتے رہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو کیا کہتی ہے نبعہ نے کہا کہ سو میں نے عجب بات دیکھی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سن کر دروازے تک نکلیں اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا پھر کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے اللہ کی نہیں کرتی میں یہ کام مگر اس واسطے کہ میں امید کرتی ہوں کہ تو پیغمبر ہے عنقریب تو پیغمبر کر کے بھیجا جائے گا پس اگر تم وہی ہو تو میرا حق اور قدر پہچاننا اور اللہ سے میرے واسطے دعا مانگنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں پیغمبر میں ہوا تو میں اسی طرح کروں گا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو اللہ تجھ کو ضائع نہیں کرے گا اور باب الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل اس نے حضرت ﷺ کی تصدیق کی اور بیچ ثابت رہنے اس کے امر دین میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے یقین اس کے اور زیادہ ہونے عقل اس کے اور صحت قصد اس کے کی پس لا بد وہ ہوئیں افضل سب عورتوں سے راجح قول پر اور طیبی نے کہا کہ پہلی ضمیر اس امت کی طرف پھرتی ہے اور مراد ان کے زمانے کی عورتیں ہیں جیسا کہ احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مردوں میں سے بہت لوگ باکمال ہوئے اور عورتوں میں سے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی مگر مریم اور آسیہ تو حضرت ﷺ نے اس حدیث میں آسیہ کے واسطے یہی کمال ثابت کیا کہ جیسا کہ مریم کے واسطے ثابت کیا پس منع ہوا محمول کرنا خیر کے باب کی حدیث میں مطلق طور پر اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ فضیلت دی گئی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میری امت کی سب عورتوں پر جیسا کہ فضیلت دی گئی مریم کو دنیا کی سب عورتوں پر پس یہ حدیث صریح ہے مراد میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن تین نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھیں اور مراد حدیث میں بالغ عورتیں ہیں اور یہ تاویل ابن تین کی ضعیف ہے پس تحقیق مراد ساتھ لفظ نساء کا عام ہے شامل ہے بالغ اور نابالغ عورتوں کو عام طور پر اس سے کہ جو اس وقت موجود تھیں اور جو آئندہ پیدا ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں میں خدیجہ اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہن ہیں اور یہ حدیث نص ہے اس میں تاویل کا احتمال نہیں قرطبی نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا کسی ایک کے حق میں چاروں سے کہ وہ نبی ہے مگر واسطے مریم کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کی جو کہتا ہے کہ مریم نبی نہیں واسطے برابر کرنے اس کے باب کی حدیث میں ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق نبی نہیں اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا برابر کرنے سے خیر میں برابر کرنا تمام صفتوں میں۔ (فتح)

۳۵۳۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۳۵۳۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی فوت ہوگئیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ مجھ سے نکاح کریں

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ وَّإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

واسطے اس چیز سے کہ میں آپ ﷺ سے سنتی تھی کہ آپ ﷺ اس کو یاد کرتے تھے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے اور اس کے گوشت سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی عورتوں کو تحفہ بھیجتے تھے جو ان کو کفایت کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھے حضرت ﷺ کی کسی بی بی پر غیرت نہیں آئی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی تو اس میں ثابت ہونا غیرت کا ہے اور یہ کہ نہیں انکار کیا گیا ہے واقع ہونا اس کا بافضیلت عورتوں سے چہ جائے کہ ان سے ہو جو ان سے کم ہیں اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ کی بیویوں پر غیرت آتی تھی لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اکثر غیرت کرتی تھیں اور تحقیق بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سبب اس کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اصل غیرت عورت کی یہ ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میرے سوا اور عورت کے ساتھ اس کو زیادہ محبت ہے اور بہت یاد کرنا دلالت کرتا ہے اوپر بہت ہونے محبت کے اور مراد ذکر سے عام ہے بطور ثناء کے ہو یا اور کسی طرح سے اور یہ جو کہا کہ میرے نکاح سے پہلے فوت ہو گئیں تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اگر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں زندہ ہوتیں تو اس سے سخت تر غیرت کرتیں اور یہ جو کہا کہ حکم کیا آپ ﷺ کو اللہ نے یہ کہ بشارت دیں اس کو نرم موتی کے گھر سے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ خاص ہونا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس خوشخبری کے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی اور یہ جو کہا کہ بکری کا گوشت حضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تحفہ بھیجتے تھے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ کی محبت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بدستور رہی یہاں تک کہ ان کی مصاحبہ عورتوں کی خبر گیری کرتے تھے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۵۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَّا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۳۵۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی عورت سے غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی اس سبب سے کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے ان کے فوت ہونے کے تین برس پیچھے اور آپ ﷺ کو اللہ نے یا جبرائیل نے حکم کیا کہ یہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے بہشت میں۔

أَوْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

فائدہ: مراد ساتھ نکاح کرنے کے اس حدیث میں دخول ہے نہیں تو نکاح اس سے پہلے ہو چکا تھا۔

٣٥٣٤۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ.

٣٥٣٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اور حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہ تھا اور حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور اکثر اوقات بکری ذبح کرتے تھے تو اس کا ایک ایک جوڑ کاٹ کر بہت ٹکڑے کرتے تھے پھر اس کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھیجتے تھے اور بانٹتے تھے سو میں اکثر اوقات آپ ﷺ سے کہتی تھی کہ شاید خدیجہ رضی اللہ عنہا کے برابر دنیا میں کوئی عورت نہ تھی تو حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی تھیں ایسی تھیں اور میری اولاد ان سے ہوئی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ ایسی تھیں یعنی فاضلہ تھیں اور عاقلہ تھیں اور مانند اس کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایمان لائی وہ میرے ساتھ جب کہ کفر کیا میرے ساتھ لوگوں نے اور سچا جانا مجھ کو جب کہ جھٹلایا مجھ کو لوگوں نے اور سلوک کیا مجھ سے ساتھ مال اپنے کے جب کہ محروم کیا مجھ کو لوگوں نے اور یہ جو کہا کہ میری اولاد اس سے ہوئی تو حضرت ﷺ کی سب اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی مگر ابراہیم کہ وہ آپ ﷺ کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے تھے اور آپ ﷺ کی متفق علیہ اولاد سے ایک قاسم ہیں وہ لڑکپن میں فوت ہو گئے آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے یا پیچھے اور آپ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں زینب رضی اللہ عنہا رقیہ رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک آپ ﷺ کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوا پس تھا کہا جاتا اس کو طاہر اور طیب اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو بھائی ہیں سب لڑکپن میں فوت ہوا اس پر سب کا اتفاق ہے اور قرطبی نے کہا کہ حضرت ﷺ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھتے تھے تو اس کے سبب بہت ہیں اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اس پر اور نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ فوت ہو گئیں اور اس میں کسی اہل علم کو اختلاف نہیں اور اس میں دلیل ہے اوپر بلند ہونے قدر ان کی کے نزدیک حضرت ﷺ کے اور اوپر زیادہ فضیلت ان کی کے اس واسطے کہ بے پرواہ کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو اپنے غیر

سے اور خاص ہوئیں ساتھ اس کے اس چیز سے کہ مشترک ہے اس میں غیر ان کا دوبار اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو اس کے بعد اڑتیس سال زندہ رہیں اکیلی ہوئیں آپ ﷺ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا ساتھ پچیس سال کے اور یہ بقدر دوتہائی کے ہے مجموع مدت سے اور باوجود طویل ہونے مدت کے پس نگاہ رکھا حضرت ﷺ نے دل اس کا غیرت سے اور رنج سوکنوں کے سے اور یہ فضیلت ایسی ہے کہ نہیں شریک اس کو اس میں کوئی سوائے اس کے اور ان اوصاف سے کہ خاص ہے ساتھ اس کے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک یہ ہے کہ وہ امت کی سب عورتوں سے پہلے ایمان لائیں تو جاری کیا انہوں نے یہ طریقہ واسطے ہر اس عورت کے کہ ایمان لائے بعد اس کے سو ہوگا واسطے ان کے ثواب ان کا واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو اسلام میں خوب طریقہ نکالے اس کو ثواب ہے ہر عمل کرنے والے کا ساتھ اس کے کہ بعد اس کے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب مردوں سے پہلے ایمان لائے اور جس قدر ان دونوں کو اس کا ثواب حاصل ہے اس کے مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۳۵۳۵۔ اسمعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی اس نے کہا کہ ہاں ساتھ گھر کے نرم موتی سے کہ نہ اس گھر میں شور ہوگا اور نہ رنج۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ساتھ ایک گھر کے تو مراد ساتھ اس کے گھر زائد ہے اوپر اس کے جو تیار کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس کے عمل کے ثواب سے اس واسطے کہا کہ اس میں رنج نہیں اور سہیلی نے کہا کہ گھر کے ذکر کرنے میں ایک معنی لطیف ہے اس واسطے کہ تھیں وہ صاحب ایک گھر کی پیغمبر ہونے سے پہلے پھر ہوئیں صاحب ایک گھر کی اسلام میں تنہا ساتھ اس کے پس نہ تھا روئے زمین میں کوئی گھر اسلام کا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے روز مگر گھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور یہ بھی ایسی فضیلت ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور گھر کے ذکر کرنے میں ایک اور معنی بھی ہے کہ مرجع اہل بیت نبی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت حسنین رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے پس ظاہر ہوا اہل بیت نبوی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوائے غیر اس کی کے اور یہ جو کہا کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج تو مناسبت نفی ان دونوں صفتوں کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جب اسلام کی دعوت کی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خوشی سے قبول کیا اور نہ حاجت ڈالی حضرت ﷺ کو طرف بلند کرنے آواز کی اور نہ جھگڑے کی اور نہ مشقت کی بیچ اس کے بلکہ دور کیا آپ ﷺ سے ہر رنج کو اور غمخواری کی آپ ﷺ کی ہر وحشت سے اور آسان کیا آپ ﷺ پر ہر مشکل کو پس مناسب ہوا کہ ہو گھر اس کا جس

کے ساتھ اس کو خوشخبری دی اس کو اس کے رب نے ساتھ ایسی صفت کے کہ مقابل ہے اس کے فضل سے۔ (فتح)

۳۵۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِّنْ عَجَآئِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَآءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا.

۳۵۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آئی ہیں ان کے ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن ہے یا کھانا پینا سو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے تو اس پر سلام پڑھو اس کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو بشارت دو اور ساتھ ایک گھر کے بہشت میں نرم موتی سے کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اجازت مانگی ہالہ بنت خویلد خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس پہچانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن چاہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یعنی پہچانا کہ یہ آواز خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کی طرح ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے آواز کے ساتھ آواز اپنی بہن کی پس یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس سبب سے اور گھبرائے واسطے اس کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد سے پھر کہا کہ الٰہی یہ ہالہ ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو غیرت آئی تو میں نے کہا کہ کیا یاد کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کو قریش سے سرخ مسوڑھوں والی یعنی اس کے منہ میں کوئی دانت باقی نہ رہا تھا صرف گوشت ہی تھا فوت ہوگئی اگلے زمانے میں تحقیق بدلا دیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ہی ہے سلام یعنی ہر عیب اور مکروہ سے سالم اور اسی ہی کی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے اور جبرائیل کو سلام اور یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں علماء نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل اس کی کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے نہیں کہا کہ وعلیہ السلام جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے جس جگہ کہ تھے کہتے التحیات میں السلام علی اللہ یعنی اللہ کو سلام تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ اللہ ہی کو ہے سچی سلامتی اور کہا کہ التحیات للہ یعنی جیسا کہ اس کا بیان التحیات کے باب میں گزر چکا ہے سو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی فہم کی صحت

سے پہچانا کہ اللہ کو سلام کا جواب نہیں دیا جاتا جیسا کہ مخلوق کو دیا جاتا ہے اس واسطے کہ سلام اسم ہے اللہ کے ناموں سے اور وہ بھی دعا ہے ساتھ سلامتی کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ میں کس طرح کہوں اللہ کو سلام اور حالانکہ سلام نام ہے اس کا اور اسی سے سلامتی مانگی جاتی ہے اور اسی سے حاصل ہوتی ہے پس اسی سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے مگر ثناء کہنا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سلام کے جواب کے بدلے اس پر ثنا کہی پھر مغایرت کی درمیان اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے لائق ہے ساتھ غیر اس کی کے پس کہا اور جبرائیل کو پھر کہا کہ اور آپ ﷺ کو سلام اور مستفاد ہوتا ہے اس سے سلام کا جواب دینا جو سلام بھیجے اور جو اس کو پہنچائے اور ظاہر یہ ہے کہ جبرائیل اس کے جواب دینے کے وقت حاضر تھے پس جواب دیا سلام کا اس کو اور حضرت ﷺ کو دوبار ایک بار ساتھ تخصیص کے اور ایک بار ساتھ تعمیم کے بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے حضرت ﷺ کے واسطے سے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا تو یہ واسطے تعظیم حضرت ﷺ کے ہے اور مریم علیہا السلام کو اس واسطے مخاطب کیا کہ وہ پیغمبر تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا کہ اس کے خطاب سے اس کی تعظیم کی جائے سہیلی نے کہا ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس قصے کے ابوبکر بن داؤد نے اس پر کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود جبرائیل نے اپنی طرف سے سلام کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی طرف سے سلام پہنچایا اور گمان کیا ابن عربی نے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں کہتا ہوں کہ جو صریح روایتیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں آئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جو ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور سبکی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بے شمار فضیلتیں ثابت ہو چکی ہیں لیکن ہمارے نزدیک مختار یہ بات ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس کے ترجمہ میں گزر چکی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں ایمانداروں کی عورتوں کی اور ہمارے بعض ہم عصروں نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق اولی ہے اور یہ کہ ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے اور سبکی نے کہا کہ حضرت ﷺ کی بیویاں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب برابر ہیں فضیلت میں۔ (فتح)

اور ابن تین نے کہا کہ حضرت ﷺ کے چپ رہنے میں دلیل ہے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لیکن نہیں لازم آتا نہ منقول ہونے حضرت ﷺ کے جواب سے اس طریق میں نہ ہونا اس کا واقع میں بلکہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات کو رد کیا چنانچہ طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات سے غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلہ نہیں دیا پس رد ہوگئی تاویل ابن تین کی طبری وغیرہ علماء نے کہا کہ غیرت کی حالت میں جو عورتوں سے صادر ہو وہ معاف ہے ان پر اس کا مواخذہ نہیں اس واسطے کہ یہ ان کی پیدائشی عادت ہے اور قرطبی نے کہا کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

غیرت پر عورتوں کا مواخذہ نہیں لیکن یہ احتمال ہے کہ یہ کم سن ہونے کے سبب سے صادر ہوا ہو میں کہتا ہوں کہ غیرت خاص کر ثابت ہے اور کم سن ہونا محتاج ہے طرف دلیل کی اور جس کو غیرت ہو اس کی عقل کامل نہیں ہوتی اسی واسطے غیرت کی حالت میں جو کام صادر ہوتے ہیں وہ غیرت نہ ہونے کے وقت صادر نہیں ہوتے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی نویں سال مسلمان ہوئے اور ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

٣٥٣٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ.

٣٥٣٧۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں روکا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے یعنی جب کہ اپنے گھر میں ہوتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مگر کہ تبسم فرمایا۔

٣٥٣٨۔ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ أَوِ الْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

٣٥٣٨۔ اور جریر نے کہا کہ کفر کے زمانے میں ایک بت خانہ تھا اس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا اور اس کو یمن کا کعبہ اور شام کا کعبہ کہتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت دینے والا ہے ذوالخلصہ کے ڈھانے سے تو میں احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ وہاں گیا سو ہم نے اس کو توڑا اور جس کافر کو اس کے پاس پایا مارا پھر ہم نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اور قوم احمس کے واسطے دعا کی۔

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کے

٣٥٣٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

٣٥٣٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو شکست ہوئی مشرکین کو ظاہر تو شیطان نے پکارا کہ اے مسلمانوں مدد کرو اپنے پچھلوں کو یا بچو اپنے پچھلوں سے یعنی

قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ فَنَادَى أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِيْ أَبِيْ فَقَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتَّى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ أَبِيْ فَوَاللَّهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

تمہارے پچھلوں کو کافر مار ڈالتے ہیں ان کی مدد کرو یا تمہارے پیچھے کافر آتے ہیں تو اگلے مسلمان اپنے پچھلوں پر پلٹے اور اپنے پچھلوں سے لڑنے لگے یعنی شیطان کے دھوکے سے اگلے اور پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے اور گھبراہٹ کہ وجہ سے ایک کو دوسرے کی تمیز نہ رہی کہ میں کس سے لڑ رہا ہوں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو اچانک دیکھا کہ ان کا باپ ہے تو اس نے پکارا کہ اے مسلمانو! میرا باپ ہے میرا باپ ہے راوی کہتا ہے کہ نہ جدا ہوئے لوگ اس سے یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے اے مسلمانوں کہ تم سے کافروں کے دھوکے سے میرے باپ کو مار ڈالا ہے عروہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس کلمے سے نیکی باقی رہی یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: یعنی اس غم سے کہ میرا باپ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا کافروں کے ہاتھ سے نہ مارا گیا جو لائق تھا یا نیکی باقی رہی یعنی اپنے باپ کے قاتل کے واسطے ہمیشہ دعا یا استغفار کرتے رہے کہ اللہ اس کے بخشے اس کا ثواب اس کو ہمیشہ ہوتا رہا اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام کی برکت پھرتی ہے اس کے کرنے والے پر جب تک کہ وہ زندہ رہے یعنی نیک کام کی برکت تمام عمر آدمی میں باقی رہتی ہے۔(فتح)

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں ہند عتبہ کی بیٹی کا

فائدہ: یہ عورت معاویہ کی ماں ہے احد میں کافروں کے ساتھ حاضر ہوئی پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اور بڑی عقل والی عورت تھی جب حضرت ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو کہنے لگی کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔(فتح)

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَآءٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی اور کہا کہ یا حضرت ﷺ نہ تھا زمین میں کوئی خیمہ والوں سے محبوب تر نزدیک میرے کہ ذلیل ہوں تیرے خیمہ والوں سے یعنی میں چاہتی تھی کہ آپ ﷺ کے تابعدار ذلیل ہوں پھر نہیں صبح کی آج کے دن کسی خیمہ والوں

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنَ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَتْ وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

نے کہ محبوب تر ہوں میرے نزدیک یہ کہ باعزت ہوں آپ ﷺ کے خیمہ والوں سے یعنی آج میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ کے تابعداروں کی عزت سب دنیا سے زیادہ ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تیری محبت ہم سے اور بھی زیادہ ہوگی یعنی جیسے جیسے تیرے دل میں ایمان قرار پکڑتا جائے گا ویسے ویسے تیری محبت بھی زیادہ ہوتی جائے گی ہند نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک ابوسفیان مرد بخیل ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں فرمایا دستور کے موافق درست ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل ہند کے اور اچھی نرمی اس کی کے حضرت ﷺ سے کلام کرنے میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے واسطے صاحب حاجت کے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے عذر بیان کرے جب کہ اس کے مخاطب کے دل میں کچھ غصہ ہو اور یہ کہ عذر والے کو مستحب ہے کہ پہلے وہ چیز بیان کرے جس سے اس کے صدق کی تاکید ہو اس واسطے کہ ہند نے مقدم کیا اعتراف کو ساتھ ذکر عداوت کے جو آپ ﷺ سے پہلے رکھتی تھی تاکہ معلوم ہو صدق اس کا اس کی محبت کے دعوے میں اور ہند آنحضرت ﷺ کی خوش دامنوں کے مرتبہ میں تھی اس واسطے کہ ام حبیبہ آپ ﷺ کی بیوی اس کے خاوند ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب ہے بیان میں حدیث زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نفیل کے

فائدہ: زید بن عمرو رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی تھا اور تھا طلب کرتا توحید کو اور چھوڑ دیا تھا اس نے بتوں کو اور علیحدہ ہوا تھا شرک سے فوت ہوا پہلے پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے پس فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ زید بن عمرو نے مجھ سے کہا کہ میں نے اپنی قوم سے مخالفت کی اور میں نے دین ابراہیم کی پیروی کی وہ بت نہ پوجتے تھے اور نماز پڑھتے تھے طرف اس کعبہ کی اور میں منتظر ہوں کہ حضرت اسمعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا میں نہیں جانتا کہ اس کو پاؤں اور اس کے ساتھ ایمان لاتا ہوں اور اس کو سچا جانتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بے شک پیغمبر ہیں اور تیری زندگی دراز ہو تو میری طرف سے اس کو سلام پہنچاؤ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر بتلائی تو حضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا کہ اپنے کپڑے کا دامن گھسیٹتا جاتا ہے۔ (فتح)

٣٥٤٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَآءِ الْمَآءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ.

٣٥٤٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے تنعیم کی راہ میں کہ مکے کے پاس ہے) میں ملے پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تو حضرت ﷺ کے آگے کھانے کا دسترخوان لایا گیا تو انکار کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ کھائیں اس میں سے پھر زید نے کہا کہ نہیں کھاتا میں اس چیز میں سے کہ ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر اور نہیں کھاتا میں مگر وہ چیز کہ یاد کیا جائے اس پر اللہ کا نام اور یہ کہ زید بن عمرو عیب کیا کرتا تھا قریش پر ان کی ذبح کردہ چیزوں کو اور کہتا تھا کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے واسطے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے واسطے زمین سے سبزہ اگایا پھر تم اس کو ذبح کرتے ہو اوپر غیر نام اللہ کے کہتا تھا یہ واسطے انکار کرنے کے اس سے اور واسطے بڑا جاننے اس گناہ کے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ تھا وہ دسترخوان واسطے قریش کے کہ اس کو حضرت ﷺ کے آگے لائے تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے کھانے سے انکار کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو زید بن عمرو کے آگے کیا تو اس نے بھی اس سے کھانے سے انکار کر دیا اور قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو تمہارے بتوں پر ذبح ہو اور یہ حدیث اس وجہ کا احتمال رکھتی ہے اور خطابی نے کہا کہ تھے پیغمبر ﷺ نہ کھاتے ان جانوروں سے جو بتوں کے واسطے ذبح کیے جاتے اور اس کے سوا اور جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اگرچہ اس پر اللہ کا نام نہ لیتے تھے اس واسطے کہ شرح ابھی اتری نہ تھی بلکہ نہیں اتری تھی شرح واسطے منع ہونے کھانے اس چیز کے کہ اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ مدت دراز کے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب اولی ہے ابن بطال کے جواب سے اور برتقدیر اس کی کہ زید بن حارثہ نے پتھر مذکور پر ذبح کیا ہو پس سوائے اس کے نہیں کہ محمول کیا جائے گا کہ اس نے تو اس پر ذبح کیا تھا واسطے غیر بتوں کے اور چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ تو مراد ساتھ اس کے وہ جانور

ہے جو ذبح کیا جائے پتھروں پر واسطے بتوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ زید بن عمرو حضرت ﷺ اور زید بن حارثہ پر گزرا اور حالانکہ وہ دونوں ایک دسترخوان سے کھاتے تھے تو دونوں نے اس کو بلایا تو زید بن عمرو نے کہا کہ اے بیٹے میرے بھائی کے میں نہیں کھاتا ان جانوروں سے جو بتوں پر ذبح کیے جائیں تو نہیں کھایا حضرت ﷺ نے بعد اس دن کے اس جانور سے کہ بت پر ذبح ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید بن حارثہ نے کہا کہ ہم نے بعض پتھروں پر بکری ذبح کی سہیلی نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ اولی اور لائق تر تھے زید سے ساتھ اس فضیلت کے تو جواب یہ ہے کہ حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تھا اور برتقدیر اس کے کہ کھایا ہو تو زید نے یہ قول اپنے اجتہاد سے کہا تھا نہ ساتھ کسی شرع کے کہ اس کو پہنچی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا نزدیک اہل جاہلیت کے باقی دین ابراہیم علیہ السلام کا اور تھا بیچ شرع ابراہیم علیہ السلام کے حرام ہونا مردار کا نہ حرام ہونا اس چیز کا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا حرام ہونا دین اسلام میں اترا اور صحیح تر یہ بات ہے کہ شرع سے پہلے نہ کسی چیز کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ کسی چیز کو حلال کہا جاتا ہے باوجود یکہ ذبح ہوئی چیزوں کے واسطے اصل ہے شرع کے حلال کرنے میں اور بدستور رہا یہ قرآن کے اترنے تک اور نہیں منقول ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد کسی ذبح کی چیز سے باز رہا ہو یہاں تک کہ آیت اتری میں کہتا ہوں کہ یہ جو سہیلی نے کہا کہ یہ زید بن عمرو نے قول اپنے اجتہاد سے کہا اولی ہے اور حدیث باب کی ظاہر ہے اس میں باوجود یکہ زید نے خود تصریح کی ہے کہ وہ دونوں کتاب والوں یعنی یہود نصاری سے کسی کے تابع نہیں ہوا اور تحقیق کہا ہے قاضی عیاض نے بیچ ملت مشہورہ کے بیچ معصوم ہونے پیغمبروں کے پہلے پیغمبر ہونے کے کہ وہ مانند محال کی ہے یعنی عصمت پہلے نبوت کے اس واسطے کہ نواہی یعنی منع ہونا تو صرف ہوتا ہے بعد قرار پانے شرع کے اور حضرت ﷺ نہ تھے مامور پہلے اترنے وحی کے طرف آپ ﷺ کی ساتھ پہلی شرع کے صحیح قول پر بنا بریں اس کے نواہی جب موجود نہ ہوئیں تو حضرت ﷺ کے حق میں بھی معتبر ہوں گی یعنی حضرت ﷺ کو بھی کسی چیز کا کرنا منع نہ ہوگا بلکہ درست ہوگا اور اگر ہم دوسرے قول پر تفریع کریں تو جواب اس کے قول سے کہ ہم نے بعض بتوں پر بکری ذبح کی یہ ہے کہ مراد وہ پتھر ہے جو بت نہیں اور نہ معبود ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو صرف قصاب کے ہتھیاروں سے ہے جس پر وہ ذبح کرتا ہے اس واسطے کہ نصب اصل میں بڑا پتھر ہے سو بعض تو ان میں سے ان کے نزدیک وہ ہوتے ہیں جو منجملہ بتوں سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتے ہیں واسطے اس کے اور اس کے نام پر اور بعض ان میں سے وہ ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی بلکہ وہ آلات ذبح سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتا ہے اس پر ذبح کرنے والا نہ واسطے بت کے یا تھا باز رہنا زید کا اس سے واسطے اکھاڑنے جڑ کے۔ (فتح)

٣٥٤١۔ قَالَ مُوسٰى حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ ٣٥٤١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن عمرو شام کی

اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَّا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَّا أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَّمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهٖ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَّا أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ

طرف نکلا دین حق کو پوچھتا اور طلب کرتا تو ایک یہودی عالم سے ملا اور اس سے اس کا دین پوچھا سو کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تمہارے دین کی پیروی کروں سو مجھ کو خبر دے تو اس یہودی نے کہا کہ نہیں ہوتا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ لے تو اپنا حصہ اللہ کے غضب سے یعنی اگر تو اس دین میں آئے گا تو اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگا زید نے کہا نہیں بھاگتا میں مگر اللہ کے غضب سے اور میں اللہ کے غضب سے کبھی کچھ نہیں اٹھاؤں گا اور کیا میں اس کے طاقت رکھتا ہوں یعنی نہیں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی طرف راہ دکھاتا ہے کہا میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ تو حنیف ہو زید نے کہا اور حنیف کیا ہے کہا دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے کسی اور کی پھر زید نکلا سو ایک نصرانی عالم سے ملا پس ذکر کیا اس سے مثل اس کی تو اس نے کہا کہ ہرگز نہ ہوگا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ تو لے اپنا حصہ اللہ کی لعنت سے زید نے کہا میں نہیں بھاگتا مگر اللہ کی لعنت سے اور نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ کی لعنت سے اور نہ اس کے غضب سے کچھ کبھی کیا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی راہ بتلاتا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ ہو تو حنیف کہا کہ حنیف کیا ہے اس نے کہا کہ دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ نہ وہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ وہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا کسی اور کی سو جب دیکھا زید نے قول ان کا ابراہیم علیہ السلام کے حق میں تو نکلا پھر جب ان کی زمین سے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو دیکھا کہ اپنی

عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَّاللهِ مَا مِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْؤُدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيْكَهَا مَئُوْنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُوْنَتَهَا.

پیٹھ سے کعبہ کو تکیہ دیے کھڑا ہے کہتا ہے اے گروہ قریش کے قسم ہے اللہ کی نہیں تم میں سے کوئی ابراہیم کے دین پر سوائے میرے اور تھا وہ زندہ رکھتا لڑکی جیتی گاڑدی کو یعنی جب کوئی اپنی بیٹی کو مارنے کا ارادہ کرتا تو اس کو کہتا تھا کہ اس کو مار نہیں میں کفایت کروں گا تجھ کو اس کے خرچ کو سو اس کو لیتا پھر جب جوان ہوتی تو اس کے باپ کو کہتا کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو تیری لڑکی دے دوں اور اگر تو چاہے کفایت کروں تجھ سے خرچ کو یعنی اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس کو بیاہ دوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شام کے عالموں سے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ البتہ تو مجھ سے دین پوچھتا ہے میں نہیں جانتا کہ کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہو مگر ایک بزرگ جزیرہ میں تو میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ جس کو تو تلاش کرتا ہے وہ تیرے شہر میں ظاہر ہوا یعنی پیغمبر ﷺ یا یوں کہا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں سو تو پلٹ جا اور اس کے تصدیق کر اور اس کے ساتھ ایمان لا اور کہا کہ جن لوگوں کو تو نے دیکھا یہ سب گمراہی میں ہیں اور مراد ساتھ غضب کے ارادہ پہنچانے عذاب کا ہے اور مراد ساتھ لعنت کے دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید کہتا تھا کہ میرا رب ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے اور میرا دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور کفر کی حالت میں دستور تھا کہ تنگی کے خوف سے زندہ بیٹی کو زمین میں گاڑ دیتے تھے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب ہے بیان میں بنانے کعبہ کے

فائدہ: یعنی قریش کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور پہلے گزر چکا ہے بیان بنانے ابراہیم علیہ السلام کا کعبے کو پہلے بنانے قریش کے اور بیان بنانے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ خانہ کعبہ آدمی کے قد سے اوپر تھا سو قریش نے چاہا کہ اس کو اونچا کریں اور اس پر چھت ڈالیں تو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے کعبے کو بنایا تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو عمالقہ نے بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو جرہم نے بنایا اور مدت کے بعد پھر گر گیا پھر اس کو قریش نے بنایا اور حضرت ﷺ اس وقت جوان تھے سو جب انہوں نے حجر اسود کے رکھنے کا ارادہ کیا تو اس میں جھگڑنے لگے کہ کہاں رکھا جائے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا منصف وہ ہے جو پہلے پہل بنی شیبہ کے دروازے سے کعبے کے اندر آئے تو پہلے پہل حضرت ﷺ اندر آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس حال سے خبر دی کہ ہم نے

آپ ﷺ کو منصف ٹھہرایا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ ایک کپڑا بچھاؤ اور حجر اسود کو اس کے درمیان رکھو اور ہر قبیلہ اس کا ایک کنارہ پکڑے تو انہوں نے اس کو کپڑے میں ڈال کر اٹھایا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کعبے کی دیوار میں رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے ان کو کہا کہ نہ بناؤ اس کو مگر مال پاک سے اور عہد کیا کہ نہ اس میں ناتا توڑا جائے اور نہ ذمہ اللہ کا۔ (فتح)

٣٥٤٢۔ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰی رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِیْ إِزَارِیْ فَشُدَّ عَلَيْهِ إِزَارُهُ.

٣٥٤٢۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنا تہبند اپنی گردن پر ڈال لے کہ تجھ کو پتھروں کی تکلیف سے بچائے یعنی تو حضرت ﷺ نے اپنا تہبند کھول کر اپنی گردن پر ڈالا اور ننگے ہوئے سو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں پھر آپ ﷺ کو ہوش آئی تو فرمایا کہ میرا تہبند مجھ کو دو میرا تہبند مجھ کو دو تو آپ ﷺ کا تہبند آپ ﷺ پر باندھا گیا اور آپ ﷺ کا ستر ڈھانکا گیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے کہ ناگہاں آپ ﷺ کی شرم گاہ کھل گئی تو کسی نے پکارا کہ اے محمد ﷺ اپنی شرم گاہ چھپاؤ پھر اس کے بعد کبھی حضرت ﷺ کی شرم گاہ نہیں دیکھی گئی

٣٥٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ يَزِيْدَ قَالَا لَمْ يَكُنْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَآئِطٌ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتّٰی كَانَ عُمَرُ فَبَنٰی حَوْلَهُ حَائِطًا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ جَدْرُهُ قَصِيْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ.

٣٥٤٣۔ عمرو رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کعبہ کے گرد دیوار نہ تھی لوگ کعبے کے گرد نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنائی عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اونچا کیا۔

فائدہ: کعبے کے بنانے میں اقوال مختلف آئے ہیں تاریخ مکہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دس بار بنایا گیا پہلے پہل

فرشتوں نے بنایا پھر آدم علیہ السلام نے پھر آدم علیہ السلام کی اولاد نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر عمالقہ نے پھر جرہم نے پھر قصی بن کلاب نے پھر قریش نے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر حجاج نے پھر بدستور رہا حجاج کی بنا پر اور اب تک اسی بنا پر ہے (ت) اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خانے کعبے کی مسجد کے گرد گھر تھے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آدمیوں کی کثرت سے مسجد تنگ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اردگرد کے گھروں کو خریدا اور ان کو گرا کر مسجد میں ملایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس میں اور طرفوں سے کشادگی کی پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور کشادگی کی پھر ابوجعفر منصور نے پھر اس کے بیٹے مہدی نے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر کچھ چھت ڈالی تھی پھر عبدالملک بن مروان نے اس کو اونچا کیا اور سال کی لکڑی سے اس پر چھت ڈالی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے یہ کام کیا تھا اور یہ بات بہت ثابت ہے۔ (فتح)

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ — باب ہے بیان میں جاہلیت کے دنوں کے

فائدہ: مراد یہاں وہ دن ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے درمیان ہیں اور اکثر اوقات جاہلیت اس زمانے کو کہا جاتا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور اسی قسم سے ہے یہ آیت ﴿يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ اور قول اس کا ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ اور اسی قسم سے ہیں اکثر حدیثیں باب کی اور اخیر اس کا فتح مکہ ہے۔ (فتح)

٣٥٤٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَا يَصُوْمُهُ.

٣٥٤٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشورہ ایک دن تھا کہ قریش جاہلیت میں اس کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا روزہ رکھتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا لوگوں کو حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور میں نے اس جگہ احتمال ذکر کیا ہے کہ قریش نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہوگا پھر میں نے بعض خبروں میں پایا کہ قریش پر ایک قحط پڑا تھا پھر ان سے قحط دور ہوا تو انہوں نے شکر کے واسطے روزہ رکھا۔ (فتح)

٣٥٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

٣٥٤٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کا اعتقاد تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ ہے زمین میں یعنی حج کے

اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَّيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَا الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ رَابِعَةً مُّهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهٗ.

مہینوں میں حج کے سوا اور کچھ نہ کیا جائے اور ان کے سوا اور مہینے عمرہ کے واسطے ہیں اور محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ تندرست ہو اور قدم کا نشان مٹ جائے تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم چوتھی تاریخ ذوالحجہ کو مکے میں آئے حج کو احرام باندھے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کون سا حلال ہونا ہے یعنی عمرے کے بعد احرام کی ممنوع چیزیں سب حلال ہو جائیں گی یا بعض حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب چیزیں حلال ہو جائیں گی یعنی خواہ عورت سے جماع کرنا ہو یا کچھ۔

٣٥٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَحَدِيْثٌ لَّهٗ شَأْنٌ.

٣٥٤٦۔ اور مسیب نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ جاہلیت میں پانی کا سیل آیا تو چھپایا اس نے اس چیز کو کہ مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے یعنی ان کے درمیان کو پانی سے بھر دیا سفیان کہتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث کے واسطے قصہ ہے دراز۔

فائدہ: شافعی نے روایت کی ہے کہ کعب نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ مکے کو بناتا تھا کہ اس کی بنیاد کو مضبوط کر اور پکا کر پس تحقیق ہم کتابوں میں پاتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں بہت سیلاب ہوں گے پس مراد مشار الیہ سے یہ ہے کہ انہوں نے معلوم کیا اس سیلاب سے جس کی مثل آگے معلوم نہ تھی کہ وہ مبداء ہے ان سیلابوں کا جن کی طرف کتابوں میں اشارہ ہے۔ (فتح)

٣٥٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِّنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً

٣٥٤٧۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ احمس کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا تو اس کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتی کہا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے چپکے حج کیا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر اس واسطے کہ چپ رہنا درست نہیں کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے

قَالَ لَهَا تَكَلَّمِي فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنَ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَئُوْلٌ أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَّأَشْرَافٌ يَّأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَهُمْ أُولٰٓئِكِ عَلَى النَّاسِ.

پھر اس نے کلام کیا سو صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تو کون ہے؟ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مرد مہاجرین سے، کہا کن مہاجرین سے؟ کہا قریش سے، کہا کن قریش سے کہا البتہ تو بڑی پوچھنے والی ہے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں کہا کب تک ہے باقی رہنا ہمارا اس نیک کام پر جس کو اللہ جاہلیت کے بعد لایا یعنی دین اسلام اور جس پر شامل ہے وہ عدل سے اور جمع ہونے کلمے سے اور نصر مظلوم کے سے کہا باقی رہنا تمہارا اس پر اس وقت تک ہے جب تک کہ تمہارے امام تمہارے ساتھ قائم ہیں اس عورت نے کہا کہ اماموں سے کیا مراد ہے کہا کیا تیری قوم کے واسطے رئیس اور شریف لوگ نہ تھے جو ان کو حکم کرتے اور لوگ ان کی فرمانبرداری کرتے اس نے کہا کیوں نہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہ لوگ امام ہیں لوگوں پر یعنی حاکم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسلام نے اس راہ رسم کو گرا دیا ہے یعنی چپ رہنا اسلام میں درست نہیں پس کلام کر اور تحقیق استدلال کیا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جو قسم کھائے اس کی کہ نہ کلام کرے تو اس کو مستحب ہے کہ کلام کرے اور اس پر کفارہ نہیں اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کفارے کا حکم نہیں کیا اور قیاس اس کا یہ ہے کہ جو نذر مانے اس کی کلام نہ کرنے سے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کہا ہے کہ یہ حلال نہیں اور یہ جاہلیت کے فعل سے ہے اور بے شک اسلام نے اس کو گرا دیا ہے اور نہیں کہتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مانند اس کی مگر توقیف سے پس یہ حدیث حکما مرفوع ہوگی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ قصے ابو اسرائیل کے جس نے نذر مانی تھی کہ پیادہ پا چلے اور نہ سوار ہو اور نہ سائے میں بیٹھے اور نہ کلام کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ سوار ہو اور سائے میں بیٹھ اور کلام کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں یتیم ہونا بعد بالغ ہونے کے اور نہ چپ رہنا ایک دن اور رات تک روایت کی یہ حدیث ابو الدرداء وغیرہ نے خطابی نے اس کی شرح میں کہا کہ تھا جاہلیت کی عبادتوں سے چپ رہنا پس تھا کوئی آدمی اعتکاف کرتا ایک دن رات اور چپ رہتا سو ان کو اس سے منع ہوا اور حکم ہوا بولنے کا ساتھ بہتر بات کے اور ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں اسلام سے چپ رہنا کلام سے اور ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی یعنی نہیں چپ رہنا ایک دن رات تک پس اگر

کوئی اس کی نذر مانے تو اس کو اس کا پورا کرنا لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے شافعی اور اصحاب رائے کا اور نہیں جانتا میں اس میں کوئی مخالف اور یہ پہلے پیغمبروں کی شرع میں درست تھا اب ہماری شرع میں درست نہیں اور شیخ ابو اسحاق نے کہا ہے کہ مکروہ ہے چپ رہنا ایک دن اور رات تک اور ایک روایت میں ہے کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو مقصود کا فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے پس یہ حدیث چلائی گئی ہے اس میں کہ روزہ دار کے سب کام محبوب ہیں نہ یہ کہ خاص کر چپ رہنا مطلوب ہے اور رویانی نے کہا کہ جاری ہوئی عادت لوگوں کی ساتھ ترک کرنے کلام کے رمضان میں اور ہماری شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ پہلی شرعوں میں ہے پس ثابت ہوگا اس کا جواز اختلاف پر کہ اس مسئلے میں ہے اولیکن جو حدیثیں کہ وارد ہیں چپ رہنے میں اور اس کی فضیلت میں مانند حدیث مَنْ صَمَتَ نَجَا اور سوائے اس کے پس نہیں معارض ہیں شیخ ابو اسحاق کی کلام کو کہ چپ رہنا مکروہ ہے واسطے اختلاف مقاصد کے بیچ اس کے پس بہتر چپ رہنا وہ ہے جس میں کلام باطل کا ترک کرنا ہو اور اسی طرح مباح ہے اگر اس کی طرف کھینچے اور چپ رہنا منع وہ ہے جس میں ترک کلام کا ہو حق میں واسطے اس کے جو اس کی طاقت رکھے اور اسی طرح مباح ہے جس کی دونوں طرفیں مباح ہوں۔(فتح الباری) اور یہ جو کہا کہ جب تک قائم رہیں امام تمہارے تو یہ اس واسطے ہے کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں سو جو امام حق سے پھرے وہ خود بھی پھرا اور اس نے لوگوں کو بھی پھیرا۔(فتح)

٣٥٤٨۔ حَدَّثَنِیْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَآءِ أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِیْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِیْثِهَا قَالَتْ وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِیْ فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا یَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَیْرِیَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِیْ وَعَلَیْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَیْهِ

٣٥٤٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت بعض عرب کی لونڈی تھی مسلمان ہوئی اور اس کی جھونپڑی مسجد میں تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور ہمارے پاس بات چیت کرتی تھی پھر جب اپنی بات سے فارغ ہوتی اور کہتی کہ وشاح کا دن اللہ کے عجیب کاموں سے ہے خبردار ہو بے شک اس دن نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی سو جب اس نے وشاح کے دن کا بہت ذکر کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وشاح کا دن کیا ہے کہا کہ میرے بعض گھر والوں کی ایک چھوٹی لڑکی باہر نکلی اور اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ہار تھا تو اس سے گر پڑا اس پر چیل جھپٹی اور وہ اس کو گوشت گمان کر کے اٹھا لے گئی تو انہوں نے مجھ کو اس کی

الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهِ فَعَذَّبُوْنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ أَمْرِيْ أَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِيْ قُبُلِيْ فَبَيْنَاهُمْ حَوْلِيْ وَأَنَا فِيْ كَرْبِيْ إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُؤُوْسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ.

تہمت دی سو مجھ کو مارا اور میری تلاشی لی یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی سو جس حالت میں کہ وہ میرے گرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں تھی کہ اچانک سامنے سے چیل آئی یہاں تک کہ ہمارے سروں کے برابر ہوئی پھر اس نے ہار کو ڈالا تو انہوں نے اس کو لیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہے وہ جس کی تم نے مجھ کو تہمت دی اور میں اس سے پاک تھی یعنی یہ حال مجھ کو باعث ہوا دار کفر چھوڑنے اور اسلام کے اختیار کرنے پر۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وجہ اس کے داخل ہونے اس جگہ اس چیز کی جہت سے ہے کہ تھے اس پر اہل جاہلیت ظلم کرتے قول فعل میں۔ (فتح)

۳۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ.

۳۵۴۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے اور قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھایا کرو۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی

۳۵۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا يَقُوْلُوْنَ إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِيْ أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ.

۳۵۵۰۔ عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم جنازے کے آگے چلا کرتا تھا اور اس کے واسطے کھڑا نہ ہوتا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتا تھا کہ اس نے کہا کہ جاہلیت والوں کی رسم تھی کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے اور جب اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ تھی تو اے روح اپنے گھر والوں میں جو تھی دوبار کہتے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ کا حکم جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا

نہیں پہنچا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ یہ جاہلیت کی رسموں سے ہے اور اسلام ان کی مخالفت کے واسطے آیا ہے اور میں نے اس مسئلے کے اختلاف کا بیان جنازے میں کر دیا ہے اور کیا یہ نسخ ہے واسطے اس حکم کے یا نہیں اور بنا بریں اس قول کے کہ کیا وہ نسخ ہے اور استحباب باقی ہے یا نہیں یا مطلق جواز ہے اور اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اخیر کو اور اکثر شافعیہ کراہت پر ہیں اور دعوی کیا ہے محاملی نے اس میں اختلاف کا اور مخالف ہوا متولی پس کہا اس نے کہ مستحب ہے اور اختیار کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور یہ جو کہا کہ تھی تو اے روح جو کچھ تھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تو اب ہے اسی طرح تو زندگی میں تھی اس واسطے کہ ان کو قیامت کے ساتھ ایمان نہ تھا بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جب روح خارج ہوتی ہے تو جانور بن کے اڑ جاتی ہے پس اگر ٹھیک ہو تو اس کی روح نیک جانوروں میں ہوتی ہے نہیں تو بالعکس اور احتمال ہے کہ یہ دعا ہو واسطے مردے کے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو یعنی تو دوسری بار اپنے گھر والوں کی طرف نہیں پھرے گی ایک بار تو ان میں تھی وہ گزر چکی اور احتمال ہے کہ ما استفہامیہ ہو یعنی تو اپنے گھر والوں میں شریف تھی سو اب تیرا کیا حال ہے یہ غم سے کہتے ہیں۔ (فتح)

۳۵۵۱۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ الْمُشْرِكِیْنَ كَانُوْا لَا یُفِیْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰی ثَبِیْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۳۵۵۱۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ پھرتے تھے یہاں تک کہ روشن ہوتا سورج ثبیر پر یعنی سورج کی روشنی اس پر پڑتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی سورج کے نکلنے سے پہلے پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۵۵۲۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ یَحْیَی بْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿وَكَاْسًا دِهَاقًا﴾ قَالَ مَلْاٰی مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اسْقِنَا كَاْسًا دِهَاقًا.

۳۵۵۲۔ حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا وَكَاْسًا دِهَاقًا کہ پیالہ بھرا ہوا پے در پے عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا جاہلیت میں کہتے تھے پلا ہم کو پیالہ بھرا ہوا۔

فائدہ: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واقع ہوا ہے سماع میرا واسطے اس آیت اپنے باپ سے جاہلیت میں اور مراد

ساتھ اس کے جاہلیت نسبتی ہے نہ مطلق اس واسطے کہ پیغمبر ہونے سے پہلا زمانہ اس نے نہیں پایا بلکہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے پیدا ہوئے پس گویا کہ مراد یہ ہے کہ سنا انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے یہ پہلے مسلمان ہونے ان کے۔(فتح)

۳۵۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ.

۳۵۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت سچے مضمون کی بات جو شاعر نے کہی لبید شاعر کی بات ہے کہ خبر دار ہو اللہ کے سوا ہر چیز جھوٹی اور فنا ہونے والی ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد کلمے سے بیت ہو جس کا آدھا یہاں ذکر ہے اور احتمال ہے کہ مراد کل قصیدہ ہو اور یہ جو کہا کہ ہر چیز جھوٹی ہے تو اس سے یہ سوال آتا ہے کہ ہر چیز میں بندگیاں اور عبادتیں بھی ہیں اور حالانکہ وہ حق ہیں لامحالہ اور اسی طرح فرمایا حضرت ﷺ نے رات کی دعا میں کہ الٰہی کہ تو سچ مچ ہے اور تیرا قول بھی سچ مچ ہے اور بہشت بھی سچ مچ ہے اور دوزخ بھی سچ مچ ہے الخ اور اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ قول شاعر کے جو سوائے ہے اللہ کے اور سوائے صفتوں اس کی کے جو ذاتیہ اور فعلیہ ہیں رحمت اس کی سے اور عذاب اس کے سے اور سوائے اس کے اسی واسطے ذکر کیا بہشت کو اور دوزخ کو یا مراد بیت میں باطل ہونے سے فنا ہونا ہے نہ فاسد ہونا سو اللہ کے سوا جائز ہے ہر چیز پر فنا لذاتہ یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ پر بھی یعنی ممکن ہے فنا ہونا ہر چیز کا سوائے اللہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باقی رہے گی بہشت اور دوزخ واسطے باقی رکھنے ان کو اللہ کے اور پیدا کرنے ہمیشگی کے واسطے بہشتیوں اور دوزخیوں کے اور حق حقیقت میں وہ چیز ہے جس پر زوال جائز نہیں اور بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمہ اللہ کو اس حدیث کو اس باب میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے عثمان بن مظعون کے ساتھ لبید شاعر کے پہلے مسلمان ہونے اس کے اور حضرت ﷺ اس وقت مکے میں تھے اور قریش مسلمانوں کو نہایت ایذا دیتے تھے پس ابن اسحاق نے روایت کی ہے عثمان بن مظعون سے کہ جب وہ حبشہ کی ہجرت سے پھرا تو داخل ہوا مکے میں ولید بن مغیرہ کی امان میں پھر جب اس نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور وہ امن میں ہے تو پھر اس نے اس کی امان کو واپس کر دیا سو جس حالت میں کہ وہ قریش کی مجلس میں تھا کہ اچانک ان کے پاس لبید شاعر آیا اور بیٹھ کر شعر پڑھنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا کہ سوائے اللہ کے ہر چیز جھوٹی ہے تو عثمان بن مظعون نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر لبید نے کہا کہ ہر نعمت دور ہونے والی ہے تو عثمان نے کہا کہ تو جھوٹا ہے کہ بہشت کی نعمتیں دور نہ ہوں گی تو لبید نے

کہا کہ اے گروہ قریش کے کب تک یہ تمہارے ساتھی کو ایذا دے گا تو ان میں سے ایک مرد نے اٹھ کر عثمان کو طمانچہ مارا تو اس کی آنکھ پھوٹ گئی پس ملامت کی اس کو ولید نے کہ تو نے میری امان مجھ کو کیوں پھیر دی اور پھر یہ لبید شاعر مسلمان ہو گیا و کاد امیة بن ابی الصلت ان یسلم اور نزدیک تھا امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

فائدہ: یہ شخص حضرت ﷺ سے پہلے تھا اور دین حق تلاش کرتا تھا اور کہتے ہیں کہ نصرانی ہو گیا تھا اور شاعر تھا اپنے شعروں میں اس نے توحید اور قیامت کا بہت ذکر کیا تھا کہ قیامت آنے والی ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ امیہ نے ابوسفیان کے ساتھ سفر کیا پس کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہو گا سو مجھ کو امید تھی کہ وہ میں ہوں پھر میں نے سوچا تو وہ عبد مناف کی اولاد سے ہے سو میں نے ان میں نظر کی تو عتبہ کے مانند کسی کو نہ دیکھا تو میں نے گمان کیا کہ وہ یہی ہے سو جب تیری زبانی معلوم ہوا کہ اس کی عمر چالیس برس سے بڑھ گئی ہے تو میں نے پہچانا کہ وہ نہیں ابوسفیان نے کہا سو کچھ دن گزرے تھے کہ محمد ﷺ ظاہر ہوئے تو میں نے امیہ سے اس کا ذکر کیا تو امیہ نے کہا کہ بیشک بیشک یہ وہی ہے میں نے کہا کہ ہم اس کی پیروی نہ کریں امیہ نے کہا کہ میں ثقیف کی بدگوئی سے شرماتا ہوں کہ میں ان کو کہا کرتا تھا کہ وہ میں ہوں پھر میں عبد مناف کی اولاد میں سے ایک لڑکے کا تابع ہوں۔ (فتح)

٣٥٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَقَآءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ.

٣٥٥٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اس کو خراج دیا کرتا تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے خراج سے کھایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ کچھ چیز لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا تو غلام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے یعنی یہ کھانا کس قسم کا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک آدمی کے واسطے کہانت کی تھی اور مجھ کو کہانت خوب نہ آتی تھی لیکن میں نے اس سے دغا بازی کی سو وہ مجھ سے ملا اور اس کے سبب سے مجھ کو انعام دیا پس یہ جو کچھ کہ تم نے کھایا اس میں سے ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے حلق میں داخل کیا پس قے کی کہ ہر چیز اس کے پیٹ میں تھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا کہ وہ مزدوری کر کے لاتا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جب تک

اس کو پوچھ نہ لیتے تھے اس سے نہ کھاتے تھے اور وہ ایک رات اپنی مزدوری لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا اور پھر کھانے کے بعد اس سے پوچھا ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قے کی واسطے کمال تقویٰ کے اور ظاہر یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بے شک قے کی واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی تھی نزدیک اس کے کہ کاہن کی شرینی منع ہے اور کاہن کی شرینی وہ ہے وہ ہے کہ لیتا ہے اس کو اپنی کہانت پر اور کاہن وہ ہے جو آئندہ کی خبریں دے بغیر دلیل شرعی کے اور جاہلیت کے زمانے میں اس کا بہت رواج تھا خاص کر حضرت ﷺ کے ظاہر ہونے سے پہلے۔(فتح)

٣٥٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

٣٥٥٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ آپس میں اونٹ کے گوشت حمل کے حمل تک بیچتے تھے اور حمل سے حمل یہ ہے کہ جنے اونٹنی اپنے پیٹ کا بچہ پھر حاملہ ہو وہ بچہ کہ اس سے پیدا ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس کی پوری شرح بیع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ وہ جاہلیت میں بیچتے تھے۔(فتح)

٣٥٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا.

٣٥٥٦۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے تو وہ ہم سے انصار کا حال بیان کرتے تھے اور مجھ کو کہتے تھے کہ کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن اور کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن۔

فائدہ: یہ حدیث انصار کے مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول اس کے کی کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں دن اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کے جو جاہلیت کے وقت واقع ہوئیں جیسا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کی اسلام میں یا واسطے عام ہونے کے اس سے اور غیلان اگرچہ انصار کی قوم سے نہیں لیکن باعتبار نسبت چچا ہونے کے ہے طرف ازد کی پس وہ ان کو جمع کرتے تھے۔(فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب ہے قسامہ کا جاہلیت میں

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ ترجمہ نہیں اور یہی بات ٹھیک ہے اس واسطے کہ یہ سب حدیثیں ایام جاہلیت کے ترجمہ

میں داخل ہیں۔ (فتح)

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ فَخِذٍ أُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِيْ إِبِلِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ أَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ قَالَ فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَتَبَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ

۳۵۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک پہلی قسامت جو جاہلیت میں تھی البتہ ہم ہاشم کی اولاد میں واقع ہوئی اور اس کا بیان یوں ہے کہ مزدور ٹھہرایا ایک مرد ہاشمی کو ایک مرد قریشی نے جو دوسری قبیلے سے تھا تو اس کو اپنے اونٹوں میں لے گیا تو ایک مرد ہاشمی اس مزدور سے گزرا جس کے تھیلے کی رسی ٹوٹ گئی تھی تو اس نے کہا کہ میری فریاد رسی کر ساتھ ایک رسی کے جس سے میں اپنے تھیلی کی رسی مضبوط کروں کہ تیرا اونٹ بغیر بندش کے بھاگتا نہیں سو اس مزدور نے اس مسافر کو رسی دی تو اس نے اس کو اپنی تھیلی سے باندھا پھر جب اپنی جگہ میں اترے تو باندھے گئے سب اونٹ مگر ایک اونٹ کھلا رہا تو مستاجر نے کہا کہ کیا حال ہے اس اونٹ کا کہ اونٹوں میں سے نہیں باندھا گیا اس مزدور نے کہا کہ اس کی کوئی بندش نہیں کہا کہ اس کی بندش کہاں ہے راوی نے کہا سو مستاجر نے اس کو لاٹھی ماری کہ اس میں اس کی موت تھی یعنی وہ اس لاٹھی سے مر گیا سو یمن والوں سے ایک مرد اس سے گزرا تو اس مزدور نے کہا کہ تو حج کے موسم میں حاضر ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں اور اکثر اوقات حاضر ہوا ہوں کہا تو کبھی کسی وقت میرا پیغام پہنچائے گا اس نے کہا ہاں کہا سو جب تو حج کے موسم میں حاضر ہو تو سو پکار اے آل قریش کی سو جب وہ تجھ کو آواز دے تو پکار کہ اے اولاد بنی ہاشم کی سو اگر تجھ کو جواب دیں تو پھر ابو طالب کو تلاش کر کے اس کو خبر دے کہ فلاں نے مجھ کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا اور پھر وہ مزدور مر گیا سو جب مستاجر یعنی مزدور رکھنے والا مکے میں آیا تو ابو طالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارے ساتھی نے کیا کیا

صَاحِبَنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكُثَ حِيْنًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ أُوْصٰى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ أَيْنَ أَبُوْ طَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا أَبُوْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِيْ فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِيْ عِقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَأَتٰى قَوْمَهُ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا أَنْ يَّحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

یعنی کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ بیمار ہوا تھا سو میں نے اس کی بیمار پرسی خوب کی یعنی اور وہ مر گیا تو میں نے اس کو دفنا دیا کہا کہ وہ تجھ سے اس کے لائق تھا یعنی ایسا ہی چاہیے جیسا تو نے کیا سو ابوطالب کچھ زمانہ ٹھہرا پھر جس آدمی کو اس نے اپنا پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی وہ موسم حج میں آیا تو اس نے کہا اے آل قریش کی لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں قریش کہا اے بنی ہاشم لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں بنو ہاشم کہا ابوطالب کہاں ہیں کہا یہ ہیں ابوطالب کہا فلاں نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ میں تجھ کو اس کا پیغام پہنچاؤں کہ فلاں اس کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا تو ابوطالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ تین چیز سے ایک چیز اختیار کر اگر تو چاہے تو سو اونٹ دیت دے یعنی خون بہا کہ تحقیق تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے اور اگر تو چاہے تو پچاس آدمی تیری قوم کے قسم کھائیں کہ تو نے اس کے نہیں مارا اور اگر تو نے نہ مانا تو ہم تجھ کو اس کے بدلے مار ڈالیں گے سو وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم کھاتے ہیں سو بنی ہاشم سے ایک عورت ابوطالب کے پاس آئی جو ایک مرد قریشی کے نکاح میں تھی تحقیق اس نے اس قریشی سے لڑکا جنا تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوطالب میں چاہتی ہوں کہ بخشے تو میرے اس لڑکے کو بدلے ایک مرد کے پچاس سے یعنی جو اس پر قسم آتی ہے اس کو معاف کر دے اور نہ لازم کرے تو اس پر قسم کو جس جگہ کہ لازم کی جاتی ہیں قسمیں یعنی درمیان رکن اور مقام کے تو ابوطالب نے اس کو قسم معاف کر دی پھر ان میں سے ایک مرد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ تو نے چاہا ہے کہ سو اونٹ کے بدلے پچاس مرد قسم کھائیں کہ ہر مرد کو دو اونٹ دینے آتے

ہیں یہ دو اونٹ ہیں سو میری طرف سے ان کو قبول کر اور نہ مجبور کر مجھ کو قسم پر جس جگہ کہ قسمیں لازم کی جاتی ہیں تو ابوطالب نے ان کو قبول کیا اور باقی اڑتالیس مرد آئے سو انہوں نے رکن کے پاس قسم کھائی کہ وہ بری ہیں مقتول کے خون سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ گزرا ایک سال یعنی قسم کھانے کے دن سے اور حالانکہ اڑتالیس میں سے آنکھ کوئی جھپکے یعنی ایک برس سے پہلے ہی سب ہلاک ہو گئے۔

فائدہ: طاؤس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت حرم کے پاس کوئی برا کام نہ کرتا مگر کہ دنیا میں اس کو بدلہ مل جاتا تھا ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے قسامہ میں حرم میں قسم کھائی پھر وہ نکل کر ایک پہاڑ کے نیچے اترے تو وہ پہاڑ ان پر گرا اور سب اس کے نیچے دب کر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لونڈی نے کعبے کے ساتھ پناہ مانگی پھر اس کا سردار آیا تو اس نے اس کو کھینچا تو اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا اور طاؤس سے روایت ہے کہ اخیر زمانے میں بھی اسی طرح ہوگا۔

٣٥٥٨۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ یَوْمُ بُعَاثٍ یَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دُخُوْلِهِمْ فِی الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَیْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَیْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَیْسَ السَّعْیُ بِبَطْنِ الْوَادِیْ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَسْعَوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ لَا

٣٥٥٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ جدا جدا ہوئی تھی جماعت ان کی اور مارے گئے تھے سردار ان کے اور زخمی ہوئے مقدم کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے لیے واسطے داخل ہونے ان کے سلام میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفا مروہ کے درمیان وادی کے اندر دوڑنا سنت نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاہلیت والے اس میں دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ نہیں گزرتے ہم پتھریلی زمین سے مگر دوڑ کر۔

نُجِيْزُ الْبَطْحَآءَ إِلَّا شَدًّا.

فائدہ: راجح یہ بات ہے کہ بعاث کا دن حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوڑنا نہیں بلکہ مراد بہت تیز چلنا ہے اور یہ فرض نہیں اور یہ پہلے گزر چکا ہے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں کہ ابتداء سعی کا صفا اور مروہ سے تھا ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے پس معلوم ہوا کہ مراد اس کی جو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی ابتدا جاہلیت میں نہایت دوڑنا ہے اور یہ جو کہا کہ سنت نہیں سو اگر یہ مراد ہے کہ یہ مستحب نہیں تو یہ مخالف ہے جمہور کے اور یہ نظیر ہے اس کے انکار کرنے کی رمل کے مستحب ہونے سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سنت کے طریقہ شرعیہ ہو اور اس کا اطلاق فرض پر بہت آتا ہے اور نہیں مراد ہے اس کی سنت جو اہل اصول کے اصطلاح میں ہے اور وہ چیز وہ ہے جو ثابت ہے دلیل اس کے مطلوب ہونے کی بغیر احساس گناہ تارک اس کی کے۔ (فتح)

٣٥٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ وَأَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهٗ أَوْ نَعْلَهٗ أَوْ قَوْسَهٗ.

٣٥٥٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اے لوگو مجھ سے سنو جو میں تم کو کہتا ہوں اور سناؤ مجھ کو جو تم کہتے ہو اور نہ جاؤ آگے لوگوں کے پس کہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا یعنی دوہراؤ مجھ پر جو مجھ سے سنتے ہو تا کہ میں جس معلوم کروں کہ تم نے میری بات کو سن کر خوب یاد رکھا ہے کہ شاید تم میری بات کو خوب یاد نہ رکھو اور میرے قول کے برخلاف مجھ سے روایت کرو جو خانے کعبے کا طواف کیا چاہے تو چاہیے کہ حجر کے پیچھے سے طواف شروع کرے یعنی جو جگہ کہ پرنالے کے نیچے گھری ہوئی ہے اس کو طواف کے اندر لے اس واسطے کہ وہ جگہ بھی کعبے کے اندر داخل ہے اور نہ کہو حطیم اس واسطے کہ بے شک جاہلیت میں مرد قسم کھاتا تھا سو اپنا کوڑا یا جوتا یا کمان ڈالتا تھا۔

فائدہ: یعنی جاہلیت میں دستور تھا کہ جب ان میں سے ایک دوسرے کو قسم دیتا تھا تو قسم کھانے والا اپنا جوتا یا کوڑا یا کمان حجر میں ڈال دیتا تھا نشانی واسطے قصد قسم اپنی کے اور تاکید اس کی کے تو اس واسطے انہوں نے اس کا نام حطیم رکھا اس واسطے کہ وہ جگہ ان کے اسبابوں کو کھا جاتی تھی اس واسطے کہ حطم کے معنی توڑنے کے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانے میں اس کو حطیم کہتے تھے اب اس کو حطیم نہیں کہنا چاہیے۔ (فتح)

٣٥٦٠۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ

٣٥٦٠۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک بندر دیکھا جس پر بہت بندر جمع

قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ. ہوئے تھے تحقیق اس نے زنا کیا تھا تو بندروں نے اس کو سنگسار کیا اور میں نے بھی اس کو ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں یمن میں تھا اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا اور میں ایک اونچان پر تھا کہ ایک بندر آیا اس کے ساتھ ایک مادہ تھی سو وہ بندر مادہ کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا پھر ایک اور بندر آیا جو پہلے بندر سے چھوٹا تھا تو اس نے مادہ کو آنکھ ماری تو مادہ نے اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے سے سرکایا نرمی اور آہستگی کے ساتھ اور اس کے پیچھے پیچھے چلی تو اس بندر نے اس سے زنا کیا اور میں دیکھتا تھا کہ پھر وہ مادہ پلٹ آئی اور اپنا ہاتھ اپنے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی نرمی سے سو وہ بندر جاگا گھبرایا ہوا پھر اس کو سونگھا پھر اس نے چیخ ماری سو بندر جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس مادہ کی طرف اشارہ کرتا تھا یعنی کسی بندر نے اس سے زنا کیا ہے تو بندر دائیں بائیں گئے تو اس بندر کو لائے میں اس کو پہچانتا تھا سو انہوں نے اس کے واسطے ایک گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا پس تحقیق دیکھا میں نے رجم کو غیر بنی آدم میں اور ابو اسحاق زجاج اور ابوبکر عربی کا یہ مذہب ہے کہ جو بندر موجود ہیں یہ ان کی نسل سے ہیں جن امتوں کی صورت بدل گئی اور یہ مذہب شاذ ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ شاید یہ ان امتوں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پہلے اس سے کہ وحی ہو طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ حقیقت امر کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یقین نہیں کیا برخلاف نفی کے کہ اس کے ساتھ یقین کیا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اللہ نے جس قوم کو ہلاک کیا اس کی نسل نہیں چھوڑی لیکن نہیں لازم آتا کہ بندر مذکورہ نسل سے ہوں پس احتمال ہے کہ جب مسخ شدہ لوگ بندروں کی صورت پر ہو گئے باوجود باقی رہنے ان کی عقلوں کے تو صحبت کی ان سے اصل بندروں نے واسطے مشابہ ہونے کے شکل میں تو سیکھا انہوں نے ان سے جو ان کے کاموں سے دیکھا اور اس کو یاد رکھا سو وہ ان میں دستور پایا اور خاص کیے گئے ہیں بندر ساتھ اس کے اس واسطے کہ ان میں اور حیوانوں سے سمجھ زیادہ ہے اور اسی واسطے کہ اس میں ہر کسب سیکھنے کی قابلیت ہے جو اکثر حیوانوں میں نہیں اور اس کی عادتوں سے یہ ہے کہ وہ ہنستا ہے اور ناچتا ہے اور جو دیکھتا ہے اس کی حکایت کرتا ہے اور اس میں سخت غیرت ہے وہ چیز ہے جو آدمی کے برابر ہے اور ان میں کوئی اپنے جوڑے کے سوا اور کسی مادہ کی طرف نہیں بڑھتا اور جو کسی کی مادہ کی طرف بڑھے تو اس کو غیرت اس کی سزا کی باعث ہوتی ہے اور اس کے خصائص سے یہ ہے کہ مادہ اپنے بچے کو عورت کی طرح اٹھاتی ہے اور اکثر اوقات چلتا ہے بندر اپنے دو پاؤں پر لیکن اس پر بدستور نہیں رہتا اور اپنے ہاتھ سے چیز کو لیتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کھاتا ہے اور عجیب بات کہی ہے حمیدی نے کہ شاید یہ حدیث ان حدیثوں سے ہے جو بخاری میں کسی نے پیچھے سے ملا دیں اور یہ قول اس کا مردود ہے اس واسطے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ بخاری کی سب حدیثیں صحیح ہیں اور اتفاق

ہے ان کا اس پر کہ صحیح بخاری کی نسبت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قطعی ہے اور یہ احتمال فاسد ہے اس کا بخاری کی سب حدیثوں کی طرف راہ پاتا ہے اور اس واسطے کہ جب جائز ہوا یہ احتمال ایک حدیث غیر معین میں تو جائز ہو گا ہر فرد فرد میں سو نہ باقی رہے گا کسی کو اعتماد کرنا ساتھ حدیثوں صحیحین کے اور اتفاق علماء کا اس کے خلاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ گھوڑے کو گھوڑی پر چڑھائے اور وہ گھوڑی اس گھوڑے کی ماں تھی وہ گھوڑا اس پر چڑھنے سے باز رہا اس نے اس گھوڑی کو ایک گھر میں داخل کر کے اس پر ایک کپڑا ڈالا کہ گھوڑا اس کو پہچان نہ سکے پھر اس گھوڑے نے اس پر جست کی پھر جب اس نے اس کو سونگھا تو معلوم کیا کہ یہ میری ماں ہے تو اس گھوڑے نے اپنے دانتوں سے اپنے ذکر کو کاٹ ڈالا سو جب گھوڑے میں اتنی سمجھ ہے باوجودیکہ بعید تر ہے سمجھ سے بہ نسبت بندر کے تو بندر میں ایسی سمجھ کا پایا جانا بطریق اولی جائز ہے۔ (فتح)

٣٥٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهَا الْاِسْتِسْقَآءُ بِالْأَنْوَآءِ.

٣٥٦١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کئی خصلتیں ہیں جاہلیت کی خصلتوں سے یعنی زمانہ کفر کی رسموں سے ہیں ایک تو عیب لگانا لوگوں کی نسبوں میں دوسرے نوحہ کرنا یعنی مردے کی خوبیوں کو بیان کرنا اور تیسرے کو عبیداللہ بھول گیا سفیان نے کہا کہ کہتے ہیں کہ تیسری چیز مینہ کا چاہنا ہے ستاروں سے یعنی کہتے ہیں کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے مینہ برسا اور ایک روایت میں چار خصلتوں کا ذکر آیا ہے چوتھی اپنے خاندان پر فخر کرنا کہ ہم شریف خاندان ہیں۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

باب ہے بیان میں پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیٹے عبداللہ کے عبداللہ بیٹا عبدالمطلب کا وہ بیٹا ہاشم کا ہاشم بیٹا عبدمناف کا عبدمناف بیٹا قصی کا قصی بیٹا کلاب کا وہ بیٹا مرہ کا اور مرہ بیٹا کعب کا وہ بیٹا لوی کا اور وہ بیٹا غالب کا اور وہ بیٹا فہر کا وہ بیٹا مالک کا وہ بیٹا نضر کا وہ بیٹا کنانہ کا وہ بیٹا خزیمہ کا وہ بیٹا مدرکہ کا وہ بیٹا الیاس کا وہ بیٹا مضر کا وہ بیٹا نزار کا وہ بیٹا سعد کا وہ بیٹا عدنان کا۔

فائدہ: مبعث کے معنی ہیں کسی کو پیغام دے کر بھیجنا اور مقصود یہاں بیان کرنا نسب شریف کا۔ ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت ﷺ کے نسب شریف کو فقط عدنان تک بیان کیا ہے اور اپنی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آپ ﷺ کی نسب بیان کی ہے اور میں نے حضرت ﷺ کے ترجمہ میں پہلے بیان کر دیا ہے کہ عدنان سے ابراہیم علیہ السلام تک اور ابراہیم علیہ السلام سے آدم علیہ السلام تک اختلاف ہے یعنی ان کے عدد میں اور تعیین میں اور ان کے ناموں میں اس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے باپ کا انتقال کب ہوا بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے سے پہلے مر گئے تھے یعنی حضرت ﷺ اس وقت اپنی ماں کے شکم میں تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کے بعد فوت ہوئے اور پہلی بات بہت مثبت ہے اور برتقدیر ثانی اس میں اختلاف ہے کہ جب حضرت ﷺ کے باپ فوت ہوئے تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر کتنی تھی راجح یہ ہے کہ ایک برس سے کم تھی (فتح) بعض کہتے ہیں کہ عدنان سے آدم تک چالیس آدمی درمیان میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ ہیں۔

٣٥٦٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٥٦٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی اور حالانکہ آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی یعنی چالیس برس کے بعد آپ ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی پھر اسکے بعد تیرہ برس مکے میں ٹھہرے پھر آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا سو آپ ﷺ نے مدینے میں ہجرت کی سو وہاں دس برس ٹھہرے پھر فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چالیس برس کے بعد آپ ﷺ پر وحی اتری تو یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ چالیس برس کے سرے پر پیغمبر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں پیغمبر ہوئے پس بنا بر صحیح اور مشہور قول کے کہ آپ ﷺ ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہوگی عمر آپ ﷺ کی وقت پیغمبر ہونے کے ساڑھے چالیس برس۔ (فتح)

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں اس تکلیف کے جو حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے مکے میں پائی یعنی کس طرح تھی۔

٣٥٦٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَّإِسْمَاعِيْلُ قَالَا سَمِعْنَا قَيْسًا

٣٥٦٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ کعبے کے سائے میں اپنی

يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ. زَادَ بَيَانٌ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ.

چادر اپنے سر کے نیچے رکھ کر لیٹے تھے اور ہم نے مشرکین سے بہت تکلیف پائی سو میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ اللہ سے نہیں مانگتے کہ اللہ اس کفار کی تکلیف سے نجات دے تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا سو فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ان کے گوشت یا ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور ان کے سر پر آرا رکھا جاتا تھا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکڑے کیا جاتا تھا ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور بے شک اللہ اپنے اس دین کو کامل اور پورا کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعا سے حضر موت کے شہر تک سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور بھیڑیے سے خوف کرے گا اپنی بھیڑ بکری پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں نے اللہ کی راہ میں تکلیف پائی اور کوئی ایسی تکلیف نہیں پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ جو میں نے تکلیف پائی کسی نے نہیں پائی اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے زیادہ تکلیف پائی ہے جیسا کہ روایت ہے کہ بے شک کافر مسلمانوں کو مارتے تھے اور بھوکا پیاسا رکھتے تھے یہاں تک کہ آدمی بھوک پیاس کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے مسلمانوں کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور سورج کی دھوپ میں کھڑا کیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی تکلیف خود حضرت ﷺ کی تکلیف تھی اس واسطے کہ اس سے آپ ﷺ کو نہایت رنج ہوتا تھا اس واسطے کہ ان کی کل تکلیف آپ ﷺ کے سبب سے تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کے سبب سے ان کو کافر یہ سب تکلیف پہنچاتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ زکریا وغیرہ پیغمبر قتل ہوئے کافروں نے ان کو جان سے مار ڈالا تھا پھر اس کے کیا معنی کہ جو مجھ کو تکلیف پہنچی کسی کو نہیں پہنچی تو جواب یہ ہے کہ ایذا سے مراد جان سے مار ڈالنے کے سوا ہے۔ (فتح)

٣٥٦٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ

٣٥٦٤۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا سو کوئی باقی نہ رہا مگر کہ اس نے سجدہ کیا مگر ایک مرد نے میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِيْنِيْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللهِ.

کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور اس کو اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور کہا کہ یہ مجھ کو کافی ہے سو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے بعد کفر کی حالت میں مارا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی اور حق اس حدیث کا یہ تھا کہ ہجرت کے باب میں ذکر کی جاتی پس تحقیق عنقریب آئے گا اس میں کہ مشرکین کا اس میں سجدہ کرنا تھا سبب واسطے پھر آنے ان مسلمانوں کے جنہوں نے پہلے پہل حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اس واسطے کہ جب مشرکین نے اس میں سجدہ کیا تو مسلمانوں کو گمان ہوا کہ سب مشرکین مسلمان ہو گئے ہیں پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ یہ سجدہ یوں ہی تھا تو انہوں نے دوبارہ ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۶۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ.

۳۵۶۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے یعنی نماز پڑھتے تھے اور چند کفار قریش کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے کہ عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھری لا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر لا کر ڈال دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نہ اٹھایا یعنی نہایت استغراق کی وجہ سے سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سن کر آئیں اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے پکڑ کر اتارا اور اس کے ڈالنے والے پر بد دعا کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یوں بد دعا دی کہ الٰہی پکڑ لے قریش کے گروہ کو الٰہی پکڑ لے ابوجہل بن ہشام کو عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو یا ابی بن خلف کو شعبہ کو اس میں شک ہے کہ امیہ فرمایا یا ابی سو میں نے ان کو دیکھا کہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کے کہ کاٹے گئے جوڑ اس کے یعنی اس کا بند بند جدا ہو گیا تو وہ کنویں میں نہ ڈالا گیا۔

فائدہ: تھا یہ قصہ بعد ہجرت دوسری کے طرف حبشہ کی اس واسطے کہ جن کو حضرت ﷺ نے بد دعا دی ایک ان میں سے عمارہ ابوجہل کا بھائی تھا اور مشرکین نے اس کو حبشہ کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا تا کہ مہاجرین کو ان کو حوالے کر دے اس نے نہ مانا۔

تنبیہ: شیخ عمادالدین نے بڑی عجیب بات کہی پس کہا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے شَكَوْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَا فَلَمْ يُشْكِنَا تو مراد اس حدیث سے تکلیف ہے جو مسلمانوں نے مشرکین سے پائی تھی اور بعید ہے یہ احتمال اس واسطے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں نماز کا ذکر آ چکا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے الرمضا اور احمد کے نزدیک ہے یعنی نماز ظہر کی پھر جب آفتاب ڈھل جائے تو نماز پڑھو اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ظہر کے اول وقت میں پڑھنے میں وارد ہوئی ہے اور یہ پہلے مشروع ہونے ابراد (قدرے تاخیر) کے ہے اور اس پر اعتماد ہے۔ (فتح)

۳۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى قَالَ سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْأٰيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْ أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ الْأٰيَةَ فَهٰذِهِ لِأُولٰٓئِكَ وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَآئِعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

۳۵۶۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن نے مجھ کو حکم کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کا حکم پوچھ کہ ان میں تطبیق کیوں کر ہے اور وہ دونوں آیتیں یہ ہیں کہ نہ مار ڈالو جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور جو مار ڈالے کسی ایماندار کو جان بوجھ کر سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب سورہ فرقان کی آیت اتری تو مکے کے مشرکوں نے کہا کہ البتہ ہم نے قتل کی ہے جان جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ ٹھہرایا اور البتہ ہم نے بے حیائیاں کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مگر جو تائب ہوا اور ایمان لایا پس یہ آیت واسطے مشرکوں کے ہے اور جو آیت سورہ نساء میں ہے تو اس کا بیان یوں ہے کہ جب مرد اسلام لائے اور اس کے احکام پہچانے پھر کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے پھر میں نے اس کو مجاہد سے ذکر کیا سو اس نے کہا مگر جو توبہ کرے یعنی یہ آیت دوسری مقید ہے ساتھ الامن تاب کے یعنی ناحق مارنے والا دوزخ میں اسی وقت داخل ہوگا جب کہ اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو مشرکین نے مسلمانوں کو قتل اور مار وغیرہ کے ساتھ تکلیف دی تھی وہ مشرکین سے اسلام کے ساتھ ساقط ہوگئی یعنی جب وہ مشرکین مسلمان ہوئے تو وہ گناہ ان کو معاف ہوگیا۔ (فتح)

۳۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ الْآيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ.

۳۵۶۷۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ نہایت سخت تکلیف کے جو مشرکین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی کہا جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے حجر میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا سو اس نے اپنا کپڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا سخت گھونٹا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس لیے کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے۔

فائدہ: عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا طواف کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حجر میں عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا تین بار پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی بار شوط میں آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑے سو میں نے اس کو ہٹایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ کو ہٹایا اور

حضرت ﷺ نے عقبہ کو ہٹایا اور فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں باز رہو گے یہاں تک کہ تم پر دنیا میں عذاب اترے تو وہ خوف سے کانپنے لگے اور یہ قوی کرتا ہے تعدد کو اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ مشرکین نے حضرت ﷺ کو ایک بار مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پکارنے لگے کہ کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو یہ کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے اور اسی طرح کی اور بھی کئی روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

۳۵۶۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُوْ بَكْرٍ.

۳۵۶۸۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور نہ تھے ساتھ آپ ﷺ کے مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اوپر پرانے ہونے اسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا عمار رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی مرد دیکھا ہو اور جمہور کا اتفاق ہے اس پر کہ مردوں میں سب سے پہلے پہل ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے اور آیت مذکور پڑھی پس دلالت کی اس نے کہ ان کا اسلام سب سے مقدم تھا ساتھ اس حیثیت کے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے باوجود مقدم ہونے اسلام اپنے کے نہیں دیکھا ساتھ حضرت ﷺ کے کسی کو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے مردوں سے اور حق اس باب کا یہ تھا کہ مقدم ہوتا یا تو مبعث میں یا اس کے پیچھے لیکن وجہ اس کی اس جگہ وہ چیز ہے جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے الخ۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعد رضی اللہ عنہ کے

۳۵۶۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ

۳۵۶۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نہیں اسلام لایا کوئی مگر اس دن جس دن میں اسلام لایا اور البتہ میں سات دن ٹھہرا اور بے شک میں تہائی اسلام کا تھا۔

أَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَّإِنِّیْ لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے اور جمع ہونا دونوں کا اس میں ہے کہ ہر ایک دونوں سے چاہتا ہے کہ جو اس میں مذکور ہے خاص کر پہلے وہی مسلمان ہوا لیکن وہ محمول ہے اس کی اطلاع پر یعنی اس کو اور کے اسلام کی اطلاع نہیں ہوئی تھی نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہم مسلمان ہو چکے تھے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ أُوْحِیَ إِلَیَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾.

باب ہے بیان میں ذکر جنوں کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ کہہ دیجیے وحی کی گئی ہے میری طرف کہ یقیناً سنا ہے اس کو جنوں کی ایک جماعت نے۔

فائدہ: جنوں کا ذکر کتاب بدء الخلق میں گزر چکا ہے اس کے دہرانے کی حاجت نہیں اور اللہ نے فرمایا کہ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وحی ہوئی کہ چند جنوں نے قرآن سنا ہے۔ باب سے مراد اس آیت کی تفسیر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو باب میں ہے اگرچہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کے ساتھ جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات چیت کی لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن پڑھا اور نہ یہ کہ جن وہ تھے جنہوں نے قرآن سنا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ اس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتویں سال مدینے میں آئے اور جنوں کے قرآن سننے کا قصہ مکے میں تھا ہجرت سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں صریح ہے اور تطبیق ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نفی اور اس کے غیر کے اثبات کے درمیان یہ ہے کہ جنوں کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار آئے مکے میں تو قرآن سننے کے واسطے آئے تھے اور مدینے میں احکام پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور یہ ظاہر ہے دونوں حدیثوں مذکور سے اور احتمال ہے کہ دوسری بار بھی مکے میں ہی آئے ہوں اور اس پر دلالت کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صریح نہیں اس میں کہ دوسری بار مدینے میں آئے تھے اور احتمال ہے کہ مکے میں بھی دو بار آئے ہوں اور مدینے میں بھی اور بیہقی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابتداء امر کا ذکر ہے جب کہ جنوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کیا اور اس وقت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا پھر دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنوں کا ایلچی آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ گئے اور ان پر قرآن پڑھا جیسا کہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہما نے حکایت کی ہے جیسا کہ احمد اور حاکم وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن حضرت ﷺ پر اترے اور آپ ﷺ بطن نخل میں قرآن پڑھتے تھے پھر جب انہوں نے قرآن سنا تو آپس میں کہا کہ چپ رہو میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور مسلم میں علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جنوں کی رات کوئی ہم میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اس نے کہا نہیں لیکن ایک رات ہم نے حضرت ﷺ کو گم کیا ہم نے وہ رات بہت مشکل کاٹی پھر جب سحری کا وقت ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت ﷺ حرا کی طرف سے آتے ہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ ہم کو رات نہایت مشکل گزری فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایلچی آیا تھا تو میں نے ان پر قرآن پڑھا پھر حضرت ﷺ چلے اور ہم کو ان کے قدموں کے نشان اور آگ کے نشان دکھائے اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس رات کو حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنوں کو دیکھنا چاہے تو دیکھے سو میرے سوا کوئی ان میں سے حاضر نہ ہوا پھر جب ہم مکے کی اونچان میں پہنچے تو حضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے میرے واسطے ایک لکیر کھینچی پھر مجھ کو حکم کیا کہ میں اس میں بیٹھوں پھر آپ ﷺ چلے تو آپ ﷺ نے قرآن پڑھا سو آپ ﷺ کو بہت اشخاص نے ڈھانکا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی آواز نہ سنی پھر چلے گئے اور حضرت ﷺ فارغ ہوئے ان سے ساتھ فجر کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ پہلی حدیث میں گم کرنے سے مراد یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے سوا اور لوگوں نے آپ ﷺ کو گم کیا اور ایک روایت اس کے متابع بھی آئی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سننا جنوں کا تھا بعد پھرنے حضرت ﷺ کے طائف سے جب کہ آپ ﷺ ان کی طرف نکلے ان سے مدد چاہی اور ظاہر اس حدیث کے سیاق سے جس میں مبالغہ ہے بیچ مارنے چنگاریوں کے واسطے حفاظت آسمان کی جنوں کی چوری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے اور زمین پر وحی اترے سے پہلے کا ہے تو جنوں نے اس امر کو کشف کیا یعنی اس کے سبب کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ واقف ہوئے سبب پر اسی واسطے نہیں قید کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ کو ساتھ قدوم کے اور نہ ساتھ نمائندگی کے پھر جب دعوت اسلام ملک میں پھیل گئی اور لوگ مسلمان ہوئے تو جن حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سنا اور مسلمان ہوئے اور یہ واقع درمیان دو ہجرتوں کے ہوا پھر جن کئی بار آئے یہاں تک کہ مدینے میں بھی (فتح) اور جن ایک جسم ہیں عاقل جو آدمیوں سے پوشیدہ ہیں۔

٣٥٧٠۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَأَلْتُ

٣٥٧٠۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ کس نے حضرت ﷺ کو جنوں کی خبر دی جس رات کو انہوں نے قرآن سنا کہا حدیث بیان کی مجھ سے

مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْكَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّهٗ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

تیرے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک درخت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر دی تھی یعنی کیکر کے درخت نے۔

٣٥٧١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ یَحْمِلُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ یَتْبَعُهٗ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا أَبُوْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ ابْغِنِیْ أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَأَتَیْتُهٗ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِیْ طَرَفِ ثَوْبِیْ حَتّٰی وَضَعْتُهَا إِلٰی جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰی إِذَا فَرَغَ مَشَیْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهٗ أَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُوْنِی الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا یَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْهَا طَعَامًا.

٣٥٧١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور حاجت کے واسطے چھاگل اٹھاتے تھے سو جس حالت میں کہ وہ چھاگل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں کہا تلاش کر لا میرے واسطے پتھر کو کہ میں ان سے استنجا کروں اور نہ لانا میرے واسطے ہڈی اور گوبر کو سو میں اپنے کپڑے کے کنارے سے پتھر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھے پھر میں پھرا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں چلا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے ہڈی اور گوبر کا یعنی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں منع کیا فرمایا وہ دونوں جنوں کے کھانے سے ہیں اور تحقیق شان یہ ہے کہ نصیبین کے جنوں کے ایلچی میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے ان کے واسطے اللہ سے دعا مانگی یہ کہ نہ گزریں کسی ہڈی پر اور نہ گوبر پر مگر کہ اس پر کھانا پائیں۔

فائدہ: نصیبین ایک شہر ہے مشہور جزیرے میں درمیان شام اور عراق کے ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ ان کو اس سے کھانے کا مزہ چکھائے اور ممکن ہے کہ مراد طعام سے ان کے چوپایوں کا طعام ہو تا کہ نہ منافی ہو اس حدیث کے کہ مینگنیاں ان کے چوپایوں کا کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ شرع سے پہلے چیزیں حرام ہیں یہاں تک کہ اباحت کی دلیل وارد ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صحیح یہ ہے کہ شرع سے پہلے کوئی حکم نہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: ان کا نام جندب ہے کنانہ کی اولاد سے۔

٣٥٧٢۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰی عَنْ أَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِیْهِ ارْكَبْ إِلٰی هٰذَا الْوَادِیْ فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِیٌّ یَأْتِیْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِیْ فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰی قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی أَبِیْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَأَیْتُهٗ یَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَیْتَنِیْ مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهٗ فِیْهَا مَآءٌ حَتّٰی قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَی الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ أَنْ یَسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰی أَدْرَكَهٗ بَعْضُ اللَّیْلِ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِیٌّ فَعَرَفَ أَنَّهٗ غَرِیْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ یَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ إِلَی الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْیَوْمَ وَلَا یَرَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی أَمْسٰی فَعَادَ إِلٰی مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِیٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ

٣٥٧٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس وادی یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور معلوم کر تو میرے لیے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے اس کو آسمان سے خبر آتی ہے اور اس کا کلام سن پھر میرے پاس آ سو اس کا بھائی چلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرا سو اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ حکم کرتا ہے اچھی خصلتوں کا اور میں نے ان سے سنا ہے کہ کلام کہتا ہے جو شعر نہیں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں شفا دی تو نے مجھ کو جہل کی بیماری سے ساتھ اس چیز کے کہ میں نے چاہی سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے خرچ لیا اور اپنی مشک اٹھائی جس میں پانی تھا یہاں تک کہ مکے میں پہنچے سو مسجد میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا تو انہوں نے برا جانا یہ کہ کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ پوچھے (یعنی اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا قصد کرے قریش اس کو ایذا دیتے ہیں یا چونکہ وہ دین کے ظاہر ہونے کو برا جانتے ہیں اس واسطے کہ سائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہیں بتاتے) یہاں تک کہ جب اس کو کچھ رات نے پایا تو لیٹ گیا تو اس کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور پہچانا کہ وہ مسافر ہے سو کہا کہ شاید مسافر ہے میں نے کہا ہاں کہا میرے ساتھ گھر میں چل تو جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کے پیچھے چلے سو

لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَّهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَإِنِّيْ إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّيْ أُرِيْقُ الْمَآءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى أَضْجَعُوْهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَّأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.

دونوں میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا یہاں تک کہ صبح کی پھر اپنی مشک اور سفر خرچ اٹھایا اور مسجد میں آئے اور تمام دن وہاں رہے اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ دیکھا یہاں تک کہ شام کی سو اپنے لیٹنے کی جگہ کی طرف پھرے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس پر گزرے سو کہا کہ نہیں وقت آیا واسطے مرد کے یہ کہ اپنی جگہ جانے تو علی رضی اللہ عنہ ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اس حال میں کہ کوئی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو علی رضی اللہ عنہ اسی طرف پھر آئے اور اس کو اپنے ساتھ اٹھایا پھر کہا کہ کیا تو مجھ سے بیان نہیں کرتا کہ تو کس سبب سے یہاں آیا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھ کو قول قرار دے کہ البتہ مجھ کو میرے مطلب کی طرف راہ دکھلائے تو کہوں سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس سے قول قرار کیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خبر تجھ کو پہنچی وہ سچ ہے اور وہ اللہ کا رسول ہے سو جب میں صبح کروں تو میرے پیچھے پیچھے چلے آنا سو اگر میں کوئی چیز دیکھوں کہ اس کے ضرر کا تجھ پر خوف کروں تو میں کھڑا ہوں گا جیسا کہ میں پیشاب کرتا ہوں سو تم بدستور چلتے جانا سو اگر میں بدستور چلا جاؤں اور کسی ضرر کرنے والی چیز کو نہ دیکھوں تو میرے پیچھے چلے آنا یہاں تک کہ تم میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کا کہا مانا سو اس کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے سو انھوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور اسی جگہ مسلمان ہو گئے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ چھپائے رکھنا اس امر کو اور پلٹ جا اپنی قوم کی طرف اور ان کو خبر دے یہاں تک کہ ہمارے

غلبہ پانے کی خبر تم کو پہنچے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس کے جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا یعنی بلند آواز سے کھلم کھلا مشرکین کے درمیان کلمہ پڑھوں گا تو وہ مسجد کی طرف نکلے اور اپنی بلند آواز سے پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو کفار قریش کھڑے ہوئے اور ان کو مارا یہاں تک کہ ان کو زمین پر لٹایا اور عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان اوندھے پڑے اور کہا تم کو خرابی ہو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ غفار کی قوم سے ہیں اور بے شک تمہارے تاجروں کی راہ شام کی طرف ان کے درمیان سے ہے تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو ان سے چھڑایا پھر اگلے دن ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر اسی طرح کیا تو کفار قریش اس کی طرف کودے اور اس کو مارا تو عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس پر اوندھے پڑے اور اس کو چھڑایا۔

فائدہ: یہ جو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا تو گویا اس نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ چھپائے رکھنا اس امر کو تو یہ ایجاب کے واسطے نہیں بلکہ بطور شفقت کے ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ مجھ کو اس کی قوت ہے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے حق بات کہنا نزدیک اس شخص کے جس سے قائل کو ایذا کا خوف ہو اگرچہ چپ رہنا بھی جائز ہے اور تحقیق یہ کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور مقاصد کے اور اس پر مترتب ہوتا ہے وجود اجر کا اور نہ ہونا اس کا اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر مقدم ہونے اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیکن ظاہر یہ ہے کہ تھا بعد پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت دراز کے اور یہ جو کہا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا تو شاید وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کو پہچانتے تھے سو جب انہوں نے اس کو تحقیق کر لیا تو اسلام میں تردد نہ کیا اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا علی رضی اللہ عنہ کی دلالت سے تھا اور عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طواف میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو میں نے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو پہلے پہل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا فرمایا کہ تو کہاں سے ہے میں نے کہا کہ میں غفار سے

ہوں پھر ذکر کی حدیث بیچ حال زمزم کے اور یہ کہ بے پرواہ ہوا وہ ساتھ پانی زمزم کے کھانے پینے سے تیس دن اور ممکن ہے تطبیق درمیان ان کے بایں طور کہ پہلے وہ حضرت ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا ہو پھر دوسری بار آپ ﷺ کو طواف میں ملے ہوں یا بالعکس اور جو ایک راوی نے یاد رکھا وہ دوسرے کو یاد نہ رہا۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے یعنی ابن عمرو بن نفیل کے

٣٥٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

٣٥٧٣۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کوفہ کی مسجد میں کہتے تھے قسم ہے اللہ کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا تھا یعنی بسبب اسلام کے واسطے اس کے اہانت کے اور واسطے لازم کرنے کے اس پر پھرنے کو اسلام سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو عمر اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا اس چیز کے سبب سے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو البتہ لائق تھا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ تھا کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے اسی واسطے ذکر کیا بیچ اخیر قصے اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا البتہ کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام کے سبب سے باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور تھا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ان کے بہنوئی کے اسلام سے اس واسطے کہ اول باعث واسطے اس کے اسلام میں داخل ہونے پر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کے گھر میں قرآن سنا ایک دراز قصے میں جس کو دارقطنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے

٣٥٧٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

٣٥٧٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ہمیشہ رہے ہم باعزت اور غالب جب سے عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

۳۵۷۵۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ زَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ بَیْنَمَا هُوَ فِی الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَآءَهُ الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ السَّهْمِیُّ أَبُوْ عَمْرٍو عَلَیْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِیْصٌ مَّکْفُوْفٌ بِحَرِیْرٍ وَّهُوَ مِنْ بَنِیْ سَهْمٍ وَّهُمْ حُلَفَآؤُنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَیَقْتُلُوْنِیْ إِنْ أَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِیْلَ إِلَیْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصِ فَلَقِیَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِیْ فَقَالَ أَیْنَ تُرِیْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِیْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِیْ صَبَا قَالَ لَا سَبِیْلَ إِلَیْهِ فَکَرَّ النَّاسُ.

۳۵۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ڈرنے والے تھے یعنی قریش سے بسبب اسلام کے کہ اچانک ان کے پاس عاص بن وائل آیا اور اس پر چادر تھی نقشدار اور کرتہ تھا جس کے کنارے ریشم سے سیئے تھے اور وہ قبیلہ بنی سہم سے تھا اور وہ ہماری ہم قسم تھے جاہلیت میں سو عاص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ غمناک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تیری قوم نے گمان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے اس سبب سے کہ میں مسلمان ہوا اس نے کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں جب اس نے یہ کلمہ کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں تو اس کے بعد میں مشرکین کے شر سے بے خوف ہوا پھر عاص باہر نکلا اور لوگوں سے ملا اور حالانکہ مکے کا میدان لوگوں سے بھرا تھا سو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتے ہو کہا ارادہ کرتے ہیں اس خطاب کے بیٹے کا کہ اپنے باپ کے دین سے پھر گیا کہا اس کی طرف کوئی راہ نہیں تو لوگ پھر آئے۔

۳۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعْتُهٗ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَیْتِیْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَیْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِیْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَأَیْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ.

۳۵۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پھر گیا اور میں لڑکا تھا اپنے گھر کے اوپر سو ایک مرد آیا جس پر ریشمی قبا تھی کہا پھر گیا عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پس کیا ہے یہ یعنی کچھ ڈر نہیں پھر گیا ہے تو کیا مضائقہ پس تحقیق میں نے اس کو امان دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں نے لوگوں کو دیکھا اس سے جدا ہوئے میں نے کہا کہ یہ امان دینے والا کون ہے لوگوں نے کہا عاص بن وائل ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں نے اس کی عزت سے تعجب کیا کہ کیسی عزت والا آدمی ہے کہ لوگ اس کے کہنے پر فورا پھر گئے۔

٣٥٧٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي أَوْ إِنَّ هٰذَا عَلٰى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ هٰذَا نَبِيٌّ.

۳۵۷۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا کہ کبھی کسی چیز کے واسطے کہا کہ البتہ میں اس کو ایسا گمان کرتا ہوں مگر کہ ہوتا جیسا وہ گمان کرتے یعنی ان کا اندازہ کبھی خطا نہ جاتا تھا جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت مرد ان کے پاس سے گزرا سو کہا کہ میرے اندازے نے خطا کی یعنی اگر یہ مرد کاہن نہ ہو یا تو یہ اپنی جاہلیت کے دین پر ہے یعنی کفر پر یا البتہ ان کا کاہن تھا اس مرد کو میرے پاس حاضر کرو تو اس کو ان کے واسطے بلایا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ کہا یعنی جو اس کے پیچھے اس کے حق میں تردد کیا تھا تو اس مرد نے کہا نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جیسے میں نے آج دیکھی کہ مسلمان مرد کو پیش آئی یعنی مسلمان ہونے کے بعد کسی کو جاہلیت کے کام سے منسوب کیا جائے اللہ نے ہم کو اسلام عنایت کیا سو اب ہم کو جاہلیت کے ذکر سے کیا علاقہ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو لازم کرتا ہوں اور نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ تو مجھ کو خبر دے کہ یہ میرا اندازہ ٹھیک ہے یا نہیں اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانے میں ان کا کاہن تھا یعنی تمہارا اندازہ ٹھیک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نہایت عجب چیز جو تیرا جن تیرے پاس لایا کہا جس حالت میں کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ ناگہاں وہ جن میرے پاس آیا میں نے اس کو دیکھا کہ گھبرایا ہوا ہے سو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جن کو اور اس کی وحشت کو اور ان کی ناامیدی کو بعد پلٹنے ان کی کے یعنی حضرت ﷺ کے ظاہر ہونے کے بعد آسمان کی بات چرانے سے ناامید ہو کر پلٹ آئے اور ان کے ملنے کو ساتھ اونٹوں کے اور ان کے پالانوں کے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جنات آسمان سے روکے گئے

اور آسمان کی بات سننے سے ناامید ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے سچ کہا جس حالت میں کہ میں ان کے بتوں کے نزدیک سوتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد ایک بچھڑا لایا اور اس کو ذبح کیا تو اس کے اندر سے کسی پکارنے والے نے بلند آواز سے پکارا کہ میں نے کبھی کوئی پکارنے والا نہیں سنا کہ آواز میں اس سے بلند تر ہو کہتا ہے اے مخاطب غیر معین ظاہر عداوت والے ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ایک مرد ہے خوش بیان کہتا ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے سو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر لوگ جلدی سے اٹھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس جگہ سے نہ جاؤں گا یہاں تک کہ معلوم کروں کہ اس کے پیچھے کیا ہے پھر اس نے پکارا اے جلیح ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ہے ایک فصیح مرد کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں سو ہم نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ پیغمبر ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا جاہلیت میں ان کا کاہن تھا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا ایک چیز کو جو دو چیزوں کے درمیان متردد ہے گویا کہ اس نے کہا کہ یہ میرا گمان یا خطاء ہے یا صواب پس اگر میرا گمان ٹھیک ہے تو یہ اب یا تو باقی ہے اپنے کفر پر اور یا تھا کاہن اور تحقیق ظاہر ہوئی حال سے قسم اخیر اور شاید یہ ظاہر ہوا تھا عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی چال سے یا اس کے سوا کسی اور قرینے سے یہ گمان ان کو پیدا ہوا اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں دے اور جاہلیت کے وقت کاہن بہت تھے اکثر کا اعتماد تو جنوں پر تھا جو ان کے تابع تھے اور بعض دعوی کرتے تھے اس کی معرفت کا اسباب سے جن کے ساتھ استدلال کرتے تھے اور اس اخیر کا نام عراف رکھا جاتا ہے اور البتہ نرمی کی سو اس نے جواب میں اس واسطے کہ تھا سوال عمر رضی اللہ عنہ کا اس کے حال سے اس کی کہانت میں اس واسطے کہ تھا امر شرک سے پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب پر مجبور کیا تو اس نے اس کو ایک اور چیز کی خبر دی جو اس کے واسطے واقع ہوئی تھی کہ شامل ہے وہ ایک نشانی کو نبوت کی نشانیوں سے اور تھا وہ سبب اس کے اسلام کا۔

تنبیہ: اشارہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس قصے کے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے باب میں ساتھ اس چیز کے کہ آیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یہ قصہ اس کے اسلام کا سبب تھا سو ابونعیم نے دلائل میں

روایت کی ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے میں اس کو سو اونٹنی دوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا: ابو جہل! یہ ضمانت صحیح ہے کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے اس کو تو سو اونٹنی دے گا اس نے کہا ہاں سو میں نے اپنی تلوار گلے میں ڈالی حضرت ﷺ کے ارادے سے سو میں ایک گائے پر گزرا جس کو وہ ذبح کرنا چاہتے تھے تو میں کھڑا ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگا تو ناگہاں کسی پکارنے والے نے گائے کے پیٹ سے پکارا اے آل ذریح کی امر ہے مراد کو پہنچانے والا مرد ہے خوش بیان تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں مراد ہوں اس امر سے مگر میں یعنی اس پکارنے والے نے یہ بات مجھ کو ہی کہی ہے سو میں اپنی بہن پر داخل ہوا تو اس کے پاس اس کے خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے پھر ذکر کیا قصہ بیچ سبب اسلام اپنے کے ساتھ طول کے اور تامل کر اس چیز میں کہ بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے حدیث سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بعد اس کے مناسبت سے واسطے اس قصے کے۔ (فتح)

۳۵۷۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مُوْثِقِيْ عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْقَضَّ.

۳۵۷۸۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام پر باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا واسطے اس چیز کے کی تم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تو لائق تھا یہ کہ گر پڑے۔

فائدہ: اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کا پھٹنا بھی انہی دنوں واقع ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا مختصر قصہ یہ ہے کہ کسی نے اس سے کہا کہ تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے تو وہ نہایت غصے سے ان کی طرف چلے اور جب ان کے گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور دونوں گھر کے اندر چھپے قرآن پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قرآن سنا پھر جب دستک دی تو انہوں نے قرآن کو چھپا دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تم پڑھتے تھے سو پڑھو انہوں نے ڈر سے انکار کیا آخر اس کو نکال کر پڑھوایا اور سنا اور مسلمان ہو گئے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ — باب ہے بیان میں پھٹ جانے قمر کے

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں بطور معجزہ کے واسطے آپ ﷺ کے۔

۳۵۷۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ

۳۵۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو ان کو چاند دکھایا دو ٹکڑے یعنی ساتھ اشارہ ہاتھ مبارک کے یہاں تک کہ انہوں نے پہاڑ حرا کو ان کے درمیان دیکھا یعنی اس

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا.

طرح کہ ایک ٹکڑا اس کا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک نیچے۔

فائدہ: ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے جن میں سے ولید بن مغیرہ اور ابو جہل اور عاص بن وائل اور اسود وغیرہ تھے سو انہوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے واسطے چاند کو دو ٹکڑے کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور بعض کہتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا ہے اور میں نہیں جانتا کہ علماء حدیث سے کوئی اس کا قائل ہوا ہو کہ چاند کا پھٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بار واقع ہوا اور نہیں تعرض کیا واسطے اس کے کسی نے بخاری، مسلم کے شارحین سے اور ابن قیم نے کہا کہ بعض لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا اور اہل حدیث اور اہل سیر کے نزدیک یہ بات غلط ہے پس تحقیق نہیں واقع ہوا ہے چاند کا پھٹنا مگر ایک بار۔ (فتح)

٣٥٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَقَالَ اشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ انْشَقَّ بِمَكَّةَ وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

٣٥٨٠۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہنا یعنی یاد رکھو اس قدر کو ساتھ مشاہدے کے اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف گیا اور ایک روایت میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند مکے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ذکر مکے کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات منیٰ میں ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات مکے میں تھے اور بر تقدیر تصریح کے پس منیٰ بھی مکے میں داخل ہے پس نہیں ہے ان حدیثوں میں کوئی تعارض اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے جو کہا کہ ایک بار منیٰ میں اور ایک بار مکے میں تو تطبیق ان دونوں قولوں میں یا تو باعتبار تعدد کے ہے اگر ثابت ہو اور یا ساتھ محمول کرنے کے اس پر کہ وہ منیٰ میں تھے اور جس نے کہا کہ مکے میں تھے وہ اس کے منافی نہیں اس واسطے کہ جو منیٰ میں ہو وہ مکے میں ہے یعنی جو مکے میں ہو وہ منیٰ میں نہیں ہوتا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات جس میں منیٰ کا ذکر ہے اس میں نحن کا ذکر ہے اور جس روایت میں مکے کا ذکر ہے اس میں نحن کے لفظ نہیں

جس کے معنی ہیں ہم اور مراد مکے کے ذکر کرنے سے صرف یہی ہے کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور ساتھ اس کے رد ہو گیا قول داودی وغیرہ کا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض اور تضاد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت مَلَّاتِیْمِ کے زمانے میں تو کفار قریش نے کہا کہ محمد مَلَّاتِیْمِ نے تم پر جادو کیا ہے کہ جو تم کو چاند دو ٹکڑے دکھلائی دیتا ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر تم کو جادو کیا ہے تو سارے جہان کو تو جادو نہیں کر سکتے سو مسافروں سے دریافت کرو سو اگر مسافر تم کو خبر دیں کہ انہوں نے بھی تمہاری طرح دیکھا ہے تو محمد مَلَّاتِیْمِ سچے ہیں سو ہر طرف کے مسافروں نے گواہی دی کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا ابی قبیس تھا اور ایک ٹکڑا سویدا پر اور ظاہر یہ ہے کہ پھٹنا چاند کا تھا نزدیک ڈوبنے اس کے یا تعبیر ساتھ ابو قبیس کے بعض راویوں کی تغییر سے ہے اس واسطے کہ فرض ثبوت روایت چاند کا ہے دو ٹکڑے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور یہ ابن مسعود رٹائٹنا کے قول کے منافی نہیں کہ اس نے پہاڑ کو دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا اس واسطے کہ جب مثلاً ایک ٹکڑا پہاڑ کے دائیں طرف ہو اور ایک بائیں تو اس پر صادق آتا ہے کہ وہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان ہے اور وہ پہاڑ کہ جو اس کے دائیں بائیں ہو تو صادق آئے گا کہ وہ اس پر بھی ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہی مراد ہے ساتھ اس آیت کے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ یعنی قریب ہوئی قیامت اور دو ٹکڑے ہو گیا چاند اور تحقیق انکار کیا ہے جمہور فلاسفہ نے پھٹنے چاند کے سے اس دلیل سے کہ آیات علویہ یعنی بالائی چیزوں اور اجرام آسمانی میں پھٹنا اور ملنا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح کہا انہوں نے بیچ کھلنے دروازوں آسمان کے معراج کی رات میں اور سوائے اس کے انکار ان کے سے اس چیز سے کہ ہوگی دن قیامت کے سیاہ ہونے سورج وغیرہ سے اور جواب ان لوگوں کا اگر کافر ہوں تو یہ ہے کہ اول ان سے دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ اور بحث کی جائے پھر شریک کیے جائیں ساتھ اپنے غیروں کے جو مسلمانوں میں سے اس کے منکر ہیں اور جب مسلمان بعض چیزوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے تو لازم آئے گا تناقض اور نہیں ہے کوئی راہ طرف انکار کرنے کی اس چیز سے کہ ثابت ہو چکی ہے قرآن میں پھٹنے اور ملنے سے قیامت میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جائز ہے واقع ہونا اس کا معجزہ واسطے حضرت مَلَّاتِیْمِ کے یعنی چہ جائیکہ قرآن سے ثابت ہو چکا ہے اور تحقیق جواب دیا ہے قدماء نے پس کہا ابو اسحاق زجاج نے بیچ معانی قرآن کے کہ بعض بدعتیوں نے چاند کے پھٹنے سے انکار کیا ہے اور عقل کو اس میں انکار نہیں یعنی یہ بات عقل کے نزدیک محال نہیں اس واسطے کے چاند اللہ کی پیدائش ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے جیسا کہ اس کو قیامت کے دن سیاہ اور فنا کرے گا بعض کہتے ہیں کہ اگر چاند کا پھٹنا واقع ہوتا تو متواتر ثابت ہوتا اور سب روئے زمین والوں کو معلوم ہوتا صرف مکے والے اس کے ساتھ خاص نہ ہوتے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ رات کے وقت واقع ہوا تھا اور رات کے وقت اکثر لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور دروازے بند ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں کہ

جو رات کے وقت آسمانی حال کی تاک میں لگے رہیں اور تمام رات اس کو پیش نظر رکھیں اور کبھی واقع ہوتا ہے ساتھ مشاہدہ کے کہ عادت میں سیاہ ہو جاتا ہے چاند اور ظاہر ہوتے ہیں بڑے بڑے تارے اور سوائے اس کے رات میں اور نہیں دیکھتا اس کو مگر اکا دکا سو اسی طرح چاند کا پھٹنا بھی ایک نشانی تھی جو رات میں واقع ہوئی واسطے ایک قوم نے جنہوں نے خواہش کر کے مانگی اور ان کے سوا اور لوگ اس کے واسطے مستعد نہ ہوئے کہ اس کو دیکھیں اور احتمال ہے کہ اس رات کو چاند بعض منازل میں ہو جو بعض زمین والوں کے واسطے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض کے واسطے ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ گہن مختلف محسوس ہوتا ہے کسی ملک میں گہن جزوی معلوم ہوتا ہے اور کسی ملک میں کلی اور کسی میں مطلق نہیں ہوتا اور خطابی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بڑا عجیب معجزہ ہے نہیں قریب ہے کہ کسی پیغمبر کا کوئی معجزہ اس کے برابر ہو اور یہ اس واسطے ہے کہ آسمان کے ملک میں ظاہر ہوا خارج جملہ طبائع اس عالم کے سے جو مرکب ہے طبائع سے پس نہیں ہے یہ اس قسم سے کہ امید کی جائے پہنچنے میں طرف اس کی ساتھ کسی حیلے کے سوا اسی واسطے ہوئی برہان ساتھ اس کے ظاہر اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا اس نے کہ اگر یہ واقع ہوتا تو نہ جائز تھا کہ اس کا امر عام لوگوں پر پوشیدہ رہتا اس واسطے کہ صادر ہوا ہے یہ امر واسطے حس اور مشاہدے کے تو سب لوگ اس میں شریک ہیں اور باعث بہت ہیں اوپر دیکھنے ہر چیز عجیب کے اور نقل عجائبات کے سو اگر اس کی کوئی اصل ہوتی تو نقل کیا جاتا اہل نجوم کی کتابوں میں اسی واسطے کہ نہیں جائز ہے اتفاق کرنا ان کا اوپر ترک اس کے باوجود جلالت شان اس کی کے اور ظاہر ہونے امر اس کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قصہ خارج ہے باقی امروں سے جن کو انہوں نے ذکر کیا اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے جس کو خاص لوگوں نے مانگا پس واقع ہوئی رات کو اس واسطے کہ چاند کے واسطے دن میں روشنی نہیں ہوتی اور رات کی شان سے ہے یہ کہ اکثر لوگ اس میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور مکانوں کے اندر رہتے ہیں اور جو ان سے باہر میدانوں میں ہو جب جاگتا ہو تو احتمال ہے کہ وہ مشغول تھا ساتھ اس چیز کے کہ غافل کرے اس کو کھانوں وغیرہ سے اور بعید ہے یہ بات کہ قصد کرے طرف ایک امر کی کہ متعلق ہو ساتھ مرکز چاند کے کہ اس کو بتأمل دیکھتے رہیں اس سے غافل نہ ہوں پس تحقیق جائز ہے کہ واقع ہوا اور اکثر لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ درپے ہوا ہو اس کے دیکھنے سے جس نے اس کا واقع ہونا طلب کیا تھا اور شاید یہ ایک لحظہ میں تھا جس کو آنکھ پاتی ہے یعنی تھوڑی دیر رہا پس ایسے وقت میں آسمانی حال قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں پھر ظاہر کی اس نے حکمت پوری اس میں کہ حضرت ﷺ کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ قرآن کے سوا تواتر کو نہیں پہنچا جس میں کسی کو نزاع نہ ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ جس پیغمبر کا جب واقع ہوتا تھا تو اس کے بعد جو اس کو قوم سے جھٹلاتا تھا اس پر عذاب آتا تھا واسطے مشترک ہونے اس کے ادراک میں ساتھ حس کے اور حضرت ﷺ نہیں بھیجے گئے مگر رحمت تو ہو گا معجزہ آپ ﷺ کا جس کے ساتھ آپ ﷺ نے مقابلہ کیا عقلی سو فقط آپ ﷺ ہی کی قوم اس کے ساتھ خاص

ہوئی اس واسطے کہ ان کو عقل زیادہ ملی تھی اور اگر اس کا پانا عام ہوتا تو اس کے جھٹلانے والے پر دنیا میں عذاب آتا جیسا کہ اگلوں پر آیا میں کہتا ہوں اور یہ جواب صحیح ہے واسطے اس کے جو سوال کرتا ہے کہ اصحاب میں سے اس کے ناقلین کم کیوں ہیں اور لیکن جو سوال کرتا ہے کہ اہل نجوم نے اس کو کیوں نقل نہیں کیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ کسی نجومی سے یہ بھی منقول نہیں کہ اس نے اس کی نفی کی ہو پس تحقیق حجت ثابت کرنے والے میں ہے نہ اس میں جس سے صریح نفی پائی جائے یہاں تک کہ جس سے صریح نفی پائی جائے مقدم کیا جاتا ہے اس پر وہ شخص جس سے صریح اثبات پایا جائے ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو جماعت کثیرہ نے اصحاب سے اور اسی طرح تابعین سے بھی پھر نقل کیا ان سے جم غفیر نے یہاں تک کہ ہم تک پہنچا اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ آیت کریمہ کے پس نہیں باقی ہے واسطے بعید جاننے والے اس کے کوئی عذر اور کہا کہ چاند کا حال سب روئے زمین پر یکساں نہیں بعض ملک میں گھڑی بھر پہلے نکلتا ہے اور بعض ملک میں گھڑی بھر بعد نکلتا ہے یعنی اس واسطے کہ سطح زمین برابر نہیں بلکہ کروی شکل یعنی گول صورت ہے اور نیز پس شق القمر تھوڑی دیر رہا تھا اور نہیں تھے بہت باعث اوپر اہتمام کے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کی اور باوجود اس کے اہل مکہ نے سب طرف لوگ بھیجے اور ہر طرف کے مسافروں سے دریافت کیا تو سب نے گواہی دی کہ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اس واسطے کہ جو مسافر رات کو چلتے ہیں اکثر اوقات چاند کی روشنی میں چلتے ہیں اور یہ بات ان پر پوشیدہ نہ رہتی اور آیت پس مراد اس سے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ہے لیکن بعض اہل علم قدماء اسی طرف گئے ہیں کہ مراد ساتھ انشق القمر سے یہ ہے کہ آئندہ پھٹے گا اور نقطہ اس میں ارادہ مبالغہ کا ہے بیچ تحقیق ہونے وقوع اس کے اور جمہور کا مذہب زیادہ صحیح ہے یعنی چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں پھٹ چکا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ یعنی اگر دیکھیں کفار مکہ معجزہ تو منہ پھیریں اور کہیں یہ دائمی جادو ہے پس تحقیق یہ ظاہر ہے اس میں کہ مراد ﴿انْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ سے یہ ہے کہ شِقُّ الْقَمَرِ واقع ہو چکا ہے اس واسطے کہ کفار یہ قیامت کے دن نہیں کہیں گے اور جب ظاہر ہوا کہ یہ فقط دنیا میں ہی میں کہیں گے تو ظاہر ہوا کہ شق قمر ہو چکا ہے اور یہی ہے مراد ساتھ آیت کے جس کو گمان کیا تھا انہوں نے کہ وہ سحر ہے اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (فتح) اور نیز یہ اگر آئندہ کے حال کی خبر ہوتی تو کفار اس کو جادو نہ کہتے۔

۳۵۸۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۵۸۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں۔

عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ.

۳۵۸۲۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند۔

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَی الْمَدِيْنَةِ فِيْهِ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی وَأَسْمَآءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں ہجرت حبشہ کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو سنگستان کے اندر یعنی دو پتھریلی زمین کے اندر کہ وہ مدینہ منورہ ہے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی مدینے کی طرف اور جن لوگوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے اکثر لوگ مدینے کی طرف پھر آئے اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی ہجرت مسلمانوں کی مکے سے طرف زمین حبشہ کی اور یہ دو بار واقع ہوئی ہے اور یہ کہ پہلے پہل ان میں سے گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی اور یہ کہ وہ پا پیادہ نکلے پھر سمندر پر پہنچ کر آدھے دینار سے ایک کشتی کرائے پر لی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روک نہیں سکتے تو فرمایا کہ حبشہ میں ایک بادشاہ ہے اس کے پاس کوئی ظلم نہیں کرتا پس اگر تم اس کی طرف نکلو یہاں تک کہ اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے تو بہتر ہے تو سب سے پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو لے کر نکلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کو پھر بہت دن کچھ خبر نہ آئی پھر ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ میں نے دونوں کو دیکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو گدھے پر چڑھائے تھے فرمایا اللہ ان کے ساتھ ہو کہ لوط علیہ السلام کے بعد پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا نقطہ اس کا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کیوں شروع کیا یعنی اس میں نقطہ یہی ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی ہجرت کی ہے اور دوسری ہجرت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حبشہ میں خبر پہنچی کہ کفار مکہ مسلمان

ہو گئے تو چھ آدمی حبشہ سے مکہ میں چلے آئے پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی تو پھر حبشہ کی طرف پلٹ گئے اور ایک اور جماعت نے ان کے ساتھ ہجرت کی پس یہ دوسری ہجرت ہے پس جنہوں نے دوسری ہجرت کی وہ اسی آدمی سے زیادہ تھے اور ابن اسحاق نے اس سب کے نام بیان کیے ہیں اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ آئے گی کہ ہم کو یمن میں خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

٣٥٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ أَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْمَا فَعَلَ بِهٖ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيْحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِيْ فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَآءَنِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِيْ قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ

٣٥٨٣۔ عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں نے اس کو کہا کہ کیا چیز تجھ کو مانع ہے کہ کلام کرے تو اپنے ماموں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس کے بھائی ولید کے باب میں سو تحقیق لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ کی گئی یعنی اس کو کوفہ کا حاکم بنانا اور شراب کی حد نہ مارنا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ نماز کی طرف نکلے تو میں ان کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے ان کو کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ حاجت ہے اور وہ نصیحت ہے واسطے تمہارے کہا کہ اے مرد میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں سو میں پھرا جب میں نے نماز ادا کی تو میں مسور اور عبدالرحمٰن کے پاس جا بیٹھا اور جو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اور جو انہوں نے مجھ سے کہا سو میں نے ان کو بتلایا تو دونوں نے کہا کہ تو اپنا فرض ادا کر چکا ہے سو جس حالت میں کہ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو ناگہاں عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلچی میرے پاس آیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ البتہ اللہ نے تجھ کو بتلا کیا سو میں چلا یہاں تک کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نصیحت تیری جو تو نے اب ذکر کی تھی سو میں نے اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی پھر میں نے کہا کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر سچا کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری سو تم ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا اور تم ان کے ساتھ ایمان لائے اور تم نے پہلی دونوں ہجرتیں

اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اٰاَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَبَايَعْتُهٗ وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ

کیں یعنی حبشہ کی ہجرت کہ دو بار تھی اور تم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی اور آپ ﷺ کا طریقہ دیکھا اور بہت گفتگو کی لوگوں نے ولید کے حال میں سو واجب ہے تجھ پر کہ تم اس پر حد شراب کی قائم کرو تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو نے حضرت ﷺ کو پایا ہے میں نے کہا نہیں لیکن پہنچا طرف میری آپ ﷺ کے علم سے جو پہنچا کنواری عورت کو اس کے پردے میں کہا پس خطبہ پڑھا عثمان رضی اللہ عنہ نے پس کہا کہ بے شک اللہ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری اور تھا میں ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا اور ایمان لایا میں ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد ﷺ اور میں نے پہلے دو بار ہجرت کی جیسا کہ تو نے کہا اور میں حضرت ﷺ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اور نہ آپ ﷺ کی خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا قسم ہے اللہ کی میں نے نہ ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے قسم ہے اللہ کی نہ میں نے ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر میں خلیفہ ہوا کیا پس میرا تم پر کچھ حق نہیں جیسا کہ ان کو مجھ پر حق تھا کہا کیوں نہیں کہا پس کیا میں یہ باتیں جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچتی ہیں اور لیکن جو کچھ تو نے ولید کے حال میں ذکر کیا ہے سو ہم ان شاء اللہ اس کے حق میں حق کے موافق مواخذہ کریں گے راوی نے کہا سو ولید کو چالیس کوڑے مارے گئے اور حکم کیا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ اس کو کوڑے ماریں اور وہی کوڑے مارا کرتے تھے۔

يَجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ﴿بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ مَا ابْتُلِيتُمْ بِهِ مِنْ شِدَّةٍ وَّفِي مَوْضِعٍ ﴿الْبَلَاءُ﴾ الْإِبْتِلَاءُ وَالتَّمْحِيصُ مَنْ بَلَوْتُهُ وَمَحَّصْتُهُ أَيْ اسْتَخْرَجْتُ مَا عِنْدَهُ يَبْلُو يَخْتَبِرُ ﴿مُبْتَلِيكُمْ﴾ مُخْتَبِرُكُمْ وَأَمَّا قَوْلُهُ بَلَاءٌ عَظِيمٌ النِّعَمُ وَهِيَ مِنْ أَبْلَيْتُهُ وَتِلْكَ مِنِ ابْتَلَيْتُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے پہلے دو بار ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کو جو پہلے کہا تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے بہ نسبت ہجرت حبشہ کے کہ وہ پہلی اور دوسری تھی اور لیکن ہجرت طرف مدینے کی وہ نہ تھی مگر ایک بار۔ (فتح)

٣٥٨٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰٓئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ أُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٣٥٨٤ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک عبادت خانے کو ذکر کیا جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ اس میں تصویریں تھیں تو دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا یعنی ان کی تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی آدمی نیک بخت مرتا تھا اور اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین مخلوق ہیں۔

فائدہ: تحقیق ہجرت کی تھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پہلی بار طرف حبشہ کی ساتھ اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پھر اس کے مرنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور ہجرت کی ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی نے دوسری بار طرف حبشہ کی ساتھ خاوند اپنے عبیداللہ کے سو وہ اس جگہ مر گیا پھر اس کے بعد وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ (فتح)

٣٥٨٥ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ السَّعِيدِيُّ عَنْ

٣٥٨٥ـ ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حبشہ کے ملک سے آئی اور میں اس وقت چھوٹی لڑکی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً لَّهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ سَنَاهُ سَنَاهُ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ.

مجھ کو ایک چادر نقشدار پہنائی پھر حضرت ﷺ اپنا ہاتھ نقشوں پر پھیرنے لگے اور فرمانے لگے خوب خوب۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۳۵۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي.

۳۵۸۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے تھے سو حضرت ﷺ ہم کو سلام کا جواب دیتے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے پلٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو جواب نہ دیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے سو آپ ﷺ ہم کو سلام کو جواب دیتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک نماز میں تو ایک مصروفیت ہے راوی کہتا ہے میں نے ابراہیم سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے کہا میں اپنے جی میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ رجوع ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حبش سے اس وقت واقع ہوا تھا جب کہ حبش میں مسلمانوں کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۸۷۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کی مکے سے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے یعنی اپنے ملک کے شہروں میں سو ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے تا کہ ہم مکے میں پہنچیں تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش میں نجاشی کی طرف

وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ.

ڈالا یعنی آندھی اٹھی جس نے ہماری کشتی کو حبش کے ملک میں ڈال دیا سو ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پایا اور اس کے ساتھ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اتفاق پڑا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کشتی والو تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

فائدہ: حبش کا ملک، یمن کے شہروں سے مغرب کی طرف ہے اور اس کی مسافت نہایت دراز ہے اور حبش کے لوگ کئی قسم ہیں اور تمام بادشاہ حبش کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اول زمانے میں حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ — باب ہے بیان میں مرنے نجاشی بادشاہ حبش کے

فائدہ: نجاشی لقب ہے حبش کے بادشاہ کا اور اس کی موت کو اس جگہ ذکر کرنا اطراد واقع ہوا ہے اس وجہ سے کہ مسلمانوں نے اس کی طرف ہجرت کی اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی نجاشی کی وفات ہجرت کے بعد نویں سال نزدیک اکثر کے اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے لیکن مشکل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسلام کا باب نہیں باندھا اور حالانکہ یہ اس کی جگہ ہے اور باب باندھا ساتھ موت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس سے پیچھے بہت دراز زمانہ کے بعد مرا اور جواب اس کا یہ ہے کہ جب ثابت نہیں ہوا نزدیک اس کے وہ قصہ جو اس کے اسلام میں وارد ہوا ہے اور ثابت ہوئی اس کے نزدیک وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے اس کے اسلام پر اور وہ صریح ہے اس کے موت میں تو باب باندھا اس نے ساتھ اس کے تاکہ مستفاد ہو نماز پڑھنے سے اوپر اس کے کہ تحقیق وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ (فتح)

۳۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ.

۳۵۸۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی فوت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک نیک بخت مرد فوت ہوا سو اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی جنازہ پڑھو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان جنازے میں گزر چکا ہے۔

۳۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا

۳۵۸۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف

قَتَادَةُ أَنَّ عَطَآءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَآءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ.

باندھی سو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

۳۵۹۰۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِينَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

۳۵۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجاشی اصحمہ پر نماز جنازہ پڑھی سو چار تکبیریں کہیں۔

۳۵۹۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ.

۳۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نجاشی بادشاہ حبش کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے مغفرت مانگو۔

۳۵۹۲۔ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۳۵۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عیدگاہ میں ان کی صف باندھی سو اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ

باب ہے باہم قسم کھانا مشرکین کا حضرت ﷺ کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ایذا پر۔

فائدہ: تھا یہ محرم کے اول دن ۷ھ میں حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے اور تحقیق نجاشی نے درست کر دیا تھا سامان جعفر کا اور اس کے ساتھیوں کا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ خیبر میں تھے اور یہ ماہ صفر میں تھا اور شاید وہ ان کے سامان درست کر دینے کے بعد فوت ہو گیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہوا اور یہی اشبہ ہے ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ مغازی والوں نے کہا کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کے اصحاب ایسی زمین میں اترے جس میں انہوں نے امان پائی اور تحقیق عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور یہ کہ اسلام قریش کی قوموں میں عام ہوا اور پھیل گیا تو جمع ہوئے سب قریش اس پر کہ حضرت ﷺ کو مار ڈالیں یعنی قریش نے آپس میں مشورہ کیا کہ محمد ﷺ کو مار ڈالو سو یہ خبر ابو طالب یعنی حضرت ﷺ کے چچا کو پہنچی سو جمع کیا اس نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سو کہا کہ حضرت ﷺ کو پہاڑ کے درے میں داخل کرو اور جو آپ ﷺ کو مارنا چاہے اس کو روکو تو سب نے ابو طالب کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ اس قبیلے کے کافروں نے بھی کیا انہوں نے یہ کام واسطے حمایت کرنے کے جاہلیت کی عادت پر سو جب کفار قریش نے یہ حال دیکھا کہ حضرت ﷺ کی قوم باہم اتفاق کر گئی تو سب قریش آپس میں جمع ہوئے اور اس پر اتفاق کیا کہ لکھیں درمیان اپنے اور درمیان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک عہد نامہ اور نوشت کہ نہ بنی ہاشم سے شادی یا بیاہ کریں اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں سو انہوں نے ایک ایک عہد نامہ لکھا اور اس کو کعبے کے درمیان لٹکایا اور اس کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا تو اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا سو بنی ہاشم اور بنی مطلب سب جمع ہو کر ابو طالب کے ساتھ رہے مگر ابولہب کہ وہ قریش کے ساتھ تھا سو دو یا تین برس اس عہد پر قائم رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی برادری کے لوگ نہایت تنگ ہوئے اور نہ آتی تھی ان کے پاس کوئی چیز مگر پوشیدہ یہاں تک کہ اگر قریش کو خبر ہوتی کہ کسی نے اپنے قریبی کو کچھ خبر بھیجی ہے تو اس کو بھی ایذا دیتے یہاں تک کہ قریش کے چند لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اپنے اس عہد کو توڑ ڈالیں سو انہوں نے اس کو نکال کر پارہ پارہ کر دیا اور اس کے حکم کو باطل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پایا کہ کیڑے نے عہد نامے کے سب حرف کھا لیے تھے مگر اللہ کا نام باقی تھا پھر جب درے سے باہر نکلے تو ابو طالب فوت ہوئے لیکن چونکہ یہ قصہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے اکتفاء کیا انہوں نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اصل قصے پر اور جو اہل مغازی نے وارد کیا ہے وہ مانند شرح کے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔ (فتح)

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۵۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہم اتریں گے کل ان شاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش نے آپس میں قسم کھائی

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

تھی کفر پر۔

فائدہ: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کا ارادہ کیا کہ جنگ حنین بھی اسی سفر میں کیا تھا۔(فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَبِیْ طَالِبٍ

باب ہے بیان میں قصے ابوطالب کے

فائدہ: اس کا نام عبد مناف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عمران ہے اور یہ قول باطل ہے نقل کیا ہے اس کو ابن تیمیہ نے الرد علی الروافض میں کہ بعض رافضی گمان کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ﴾ کو کہ وہ ابوطالب کی اولاد ہے اور ابوطالب کا نام عمران ہے اور مشہور ہے ساتھ کنیت اپنی کے اور تھا سگا بھائی حضرت ﷺ کے باپ عبداللہ کا اسی واسطے عبدالمطلب نے اپنے مرنے کے وقت ابوطالب کو حضرت ﷺ کے حق میں وصیت کی سو ابوطالب نے آپ ﷺ کو پالا اور ہمیشہ آپ ﷺ کا مددگار رہا یہاں تک کہ فوت ہوا اور باوجود اس کے اپنی قوم کے دین پر قائم تھا۔(فتح)

٣٥٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَّلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِی الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

٣٥٩٤۔ عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کا عذاب کیا ہلکا کیا ہے کہ بے شک وہ آپ کو دشمنوں سے بچاتا تھا اور آپ ﷺ کی خاطر سے غضبناک ہوتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ابوطالب دوزخ کے پایاب یعنی ہلکی آگ میں ہے یعنی اس پر عذاب ہلکا ہوا اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہ میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کو نگاہ رکھتا تھا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی جو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے پھر ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں فوت ہوئے ہجرت سے پہلے ایک سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی وزیر تھیں اسلام پر اور ابوطالب آپ ﷺ کا مددگار اور ناصر تھا اپنی قوم پر جب ابوطالب فوت ہوا تو قریش نے آپ ﷺ کی ایذا پر کمر باندھی اور جو ایذا ابوطالب کی زندگی میں آپ ﷺ کو نہ دے سکتے تھے اس پر قادر ہوئے یہاں تک کہ ایک دن ایک سفیہ قریش میں سے آپ کو پیش آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈالی اور یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے غضبناک

ہوتے تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ دفاع کرتا تھا ساتھ اس کے آپ کا قول سے اور فعل سے اور ایک حدیث میں ہے کہ سب دوزخیوں سے کمتر عذاب میں ابوطالب ہے کہ اس کے واسطے آگ کی دو جوتیاں ہیں جس سے اس کا دماغ ابلتا ہے جیسے ہانڈی ابلتی ہے۔

تنبیہ: عباس رضی اللہ عنہ نے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطالب کا حال پوچھا تو اس میں دلالت ہے اوپر اس حدیث کے ضعیف ہونے کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرنے کے قریب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے چچا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ ابوطالب نہ مانا سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ اپنے دونوں لب ہلاتا تھا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کان لگائے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کلمے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو حکم کیا تھا وہ اس نے کہا اور اگر اس حدیث کی اسناد صحیح ہوتی تو البتہ معارض ہوگی حدیث بخاری کی کو جو اس سے زیادہ صحیح ہے چہ جائیکہ وہ صحیح نہیں اور ابوداود اور نسائی وغیرہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب مرگیا تو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا گمراہ مرگیا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے میں نے کہا کہ وہ مشرک مرا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے اور بعض رافضیوں نے حدیثیں واہیہ جمع کیں ہیں جو ابوطالب کے اسلام پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔ (فتح)

۳۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

۳۵۹۵۔ مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور اس کے پاس ابوجہل موجود تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لے اس کلمے کو میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے جھگڑوں گا تو ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے سو وہ دونوں اس کو ہمیشہ ورغلاتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر ان سے یہی کلام کیا کہ وہ یعنی ابوطالب عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا یہاں تک کہ مجھ کو اس سے یعنی بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی سو یہ آیت اتری کہ یہ نہیں پہنچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں واسطے

وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾.

مشرکوں کے اور اگر چہ وہ ہوں ناتے والے بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر کہ وہ دوزخی ہیں اور یہ آیت اتری کہ تو نہیں راہ دکھاتا جس کو چاہے۔

فائدہ: اترنا اس دوسری آیت کا پس واضح ہے بیچ قصے ابوطالب کے اور لیکن اترنا پہلی آیت کا اس میں پس اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ بخشش مانگنے کی آیت ابوطالب سے مدت بعد اتری ہے اور وہ عام ہے اس کے حق میں اور اس کے غیر کے حق میں اور یہ بات ظاہر ہے اس آیت سے جو تفسیر میں آئے گی اور یہ سب ظاہر ہے اس پر کہ ابو طالب کفر پر مرا اور ضعیف ہے جو سہیلی نے ذکر کیا کہ اس نے مسعودی کی بعض کتابوں میں دیکھا کہ ابوطالب مسلمان ہو گیا تھا اس واسطے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کے معارض نہیں ہو سکتی۔ (فتح)

۳۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بِهٰذَا وَقَالَ تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

۳۵۹۶۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا اور حالانکہ آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے چچا کا ذکر ہوا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن میری سفارش اس کو فائدہ دے سو ہلکی آگ میں ڈالا جائے جو اس کے ٹخنوں کو پہنچے کہ اس سے اس کا دماغ ابلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے زیارت قریبی مشرک کی اور بیمار پرسی اس کی اور یہ کہ توبہ مقبول ہے اگر چہ شدت مرض الموت میں ہو یہاں تک کہ معائنہ (آنکھیں ٹھہرنے تک) تک نوبت پہنچے پس نہیں ہے قبول اس حالت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور یہ کہ کافر جب شہادت حق کی دے تو عذاب سے نجات پاتا ہے اس واسطے کہ اسلام گرا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو اور یہ کہ سب کافروں کو عذاب یکساں نہیں اور جو نفع ابوطالب کو حاصل ہوا تھا اس کا خاصہ ہے ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور حضرت ﷺ نے صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اس کے پیش کیا اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ نہ فرمایا اس واسطے کہ دونوں کلمے ایک کلمہ کی طرح ہو گئے ہیں اور احتمال ہے کہ ابوطالب کو محمد رسول اللہ کا اقرار ہو لیکن توحید کا اقرار نہ ہو پس جب

توحید کا اقرار کرے گا تو نہ موقوف ہوگا رسالت کی شہادت پر۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ الْإِسْرَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾.

باب ہے بیان میں حدیث اسراء کے اور بیان اس آیت کا کہ اللہ نے فرمایا کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی یعنی مکے کی مسجد سے دور والی مسجد تک یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: مراد اسراء سے بیت المقدس تک سیر کرنا آپ ﷺ کا ہے اور مراد معراج سے آسمان پر چڑھنا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی میل اس طرف ہے کہ اسراء کی رات اور معراج کی رات دونوں جدا جدا ہیں اس واسطے کہ دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ باب باندھا میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت ہے اس میں ان کے جدا جدا ہونے پر بلکہ کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا اول نماز میں ظاہر ہے اس میں کہ وہ دونوں راتیں ایک ہی رات ہیں اور اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئی اور یہ اس واسطے کہ باب باندھا ہے اس نے بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ لَيْلَةَ الْإِسْرَآءِ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نماز تو معراج کی رات میں فرض ہوئی پس دلالت کی اس نے کہ دونوں راتیں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ایک ہیں اور دونوں کا جدا جدا باب اس واسطے باندھا کہ شامل ہے ہر ایک دونوں سے قصے جدا پر اگرچہ دونوں اکٹھے واقع ہوئے اور حضرت ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی پھر وہاں سے آسمان پر چڑھایا گیا تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے تا کہ سیدھے آسمان پر چڑھیں راہ میں کجی واقع نہ ہو اس واسطے کہ فرشتوں کے چڑھنے کا دروازہ بیت المقدس کے برابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے تا کہ آپ ﷺ دونوں قبلے دیکھیں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس میں قیامت ہوگی اور اس رات کے اکثر حالات آخرت کے مشابہ تھے اور اختلاف کیا ہے سلف علماء نے باعتبار اختلاف حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں سو اس میں سے بعض کا تو یہ مذہب ہے کہ اسراء اور معراج یعنی بیت المقدس تک سیر کرنا اور وہاں سے آسمان پر چڑھنا دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے بیداری کی حالت میں جاگتے حضرت ﷺ کے بدن اور روح دونوں سے بعد پیغمبر ہونے کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا علماء اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین سے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیثوں صحیحہ سے جو اس میں پے در پے وارد ہو چکی ہیں اور نہیں جائز ہے پھرنا اس سے اس واسطے کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عقل کے نزدیک محال ہو تا کہ تاویل کی حاجت پڑے ہاں بعض حدیثوں میں وہ چیز آئی ہے جو اس کے مخالف ہے سو میل کی ہے بعض اہل علم نے اس کی طرف کہ معراج دو بار واقع ہوئی ایک بار خواب میں واسطے تمہید کے اور دوسری بار بیداری میں اور بعض متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ اسراء کا قصہ ایک رات میں واقع ہوا ہے اور معراج کا قصہ دوسری رات میں کہ معراج کی رات میں اسراء کا ذکر نہیں لیکن نہیں مستلزم ہے یہ تعدد اور جدا جدا ہونے کو بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ

بعض راویوں نے اس کو ذکر کیا اور بعض نے ذکر نہیں کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء جاگتے تھا اور معراج خواب میں تھا یا اختلاف اس کے ہونے بیچ سوتے یا جاگتے خاص ہے ساتھ معراج کے نہ ساتھ اسراء کے اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء دونوں بار جاگتے تھا پہلی بار بیت المقدس سے ہو کر پھر آئے اور اس کی صبح میں قریش کو اپنے واقع کی خبر دی اور دوسری بار پہلے بیت المقدس میں گئے پھر وہاں سے آسمان پر چڑھائے گئے اور کفار قریش نے اس میں کچھ اعتراض نہ کیا اس واسطے کہ تھا یہ نزدیک ان کی جنس قول آپ ﷺ کے سے کہ آنکھ کے لمحے سے بھی جلد تر فرشتہ آسمان سے آپ ﷺ کے پاس آتا ہے اور ان کے اعتقاد میں یہ بات محال تھی باوجود قائم ہونے حجت کے اوپر صادق ہونے آپ کے ساتھ معجزات روشن کے لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی اور بدستور آپ ﷺ کی تکذیب پر رہے بخلاف خبر دینے آپ کے کہ آپ ﷺ بیت المقدس میں گئے اور پھرے ایک رات میں پس تحقیق انہوں نے تصریح کی ساتھ تکذیب آپ ﷺ کی کے بیچ اس کے سو آپ ﷺ سے بیت المقدس کی تعریف پوچھی اس واسطے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا پس استعلام کیا صدق آپ ﷺ کے کا بیچ اس کے برخلاف معراج کے اور تائید کرتی ہے واقع ہونے معراج کے کو پیچھے اسراء کے ایک رات میں روایت انس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے پس اس کے اول میں ہے کہ میرے پاس براق لایا گیا تو میں سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا پس ذکر کیا قصہ یہاں تک کہ کہا پھر مجھ کو پہلے آسمان پر چڑھایا گیا اور ابوسعید کی روایت میں بن اسحاق کے نزدیک یہ ہے کہ جب میں فارغ ہوا بیت المقدس سے تو میرے پاس سیڑھی لائی گئی اور مالک بن صعصعہ کی روایت کے اول میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات کی خبر دی پس اس میں اگرچہ بیت المقدس تک سیر کرنے کا ذکر نہیں پس تحقیق اشارہ کیا ہے طرف اس کی اور ایک روایت میں اس کی تصریح کی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور سبحان اصل اس کے واسطے پاک جاننے کے ہے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اللہ پاک ہے اس سے کہ اس کا رسول جھوٹا ہو اور مراد ساتھ عبدہ کے محمد ﷺ ہیں۔ (فتح)

۳۵۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ

۳۵۹۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو معراج کے مقدمے میں جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کی اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا۔

عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ.

فائدہ: بیہقی نے دلائل میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسراء کے پیچھے بہت لوگ مبتلا ہوئے یعنی معراج سے انکار کیا سو چند لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے آگے یہ قصہ ذکر کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں لوگوں نے کہا کہ کیا تو اس کو سچا جانتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام میں گئے اور پھر پھر آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تصدیق کرتا ہوں اس کی اس چیز میں کہ اس سے بعید تر ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آسمان کی خبریں تو اس دن سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا گیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں اور میں نے ان کو گنا ہوا تھا سو میں نے بیت المقدس کی طرف دیکھا اور اس کا ایک ایک دروازہ گن کے ان کو بتلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا تو ہمارے اونٹوں پر گزرا تھا فلانے فلانے مکان میں فرمایا ہاں میں نے ان کو پایا اور اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں تھے اور میں فلانے کی اولاد کے اونٹوں میں گزرا ان کو ایک سرخ اونٹنی مر گئی تھی پھر انہوں نے کہا کہ اونٹ کتنے تھے اور ان کے چرانے والے کتنے تھے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے اونٹوں میں گئے اور ان کو اور ان کے چرواہوں کو گنا پھر قریش کے پاس آئے اور کہا کہ اونٹ اتنے ہیں اور ان کے چرواہے اتنے ہیں تو آپ ﷺ کے کہنے کے مطابق ہوا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں بیان اس چیز کا جس کو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھا سو طبرانی وغیرہ میں ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پہل میں ایک کھجوروں والی زمین میں گزرا تو جبرائیل نے کہا کہ اس جگہ اتر کر نماز پڑھو تو میں نے نماز پڑھی جبرائیل نے کہا یہ مدینہ ہے اسی کی طرف آپ ﷺ کی ہجرت ہو گی پھر جبرائیل نے کہا کہ اتر کر نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی کہا یہ کوہ طور ہے جس جگہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا پھر میں نے نماز پڑھی اس گھر میں جس میں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ پھرتے ہوئے قریش کے ایک قافلے پر گزرے اور ان کو سلام کیا تو بعض نے کہا کہ یہ تو محمد ﷺ کی آواز ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا اور یہ کہ ان کا قافلہ فلاں دن مکے میں پہنچے گا تو اسی دن ظہر کے وقت وہ قافلہ آیا ان کے آگے ایک اونٹ تھا جس کی آپ ﷺ نے ان کے واسطے صفت بیان کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سب پیغمبر میرے واسطے جمع کیے گئے تو میں نے ان کی امامت کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک چیز پر گزرے جو راہ سے ایک طرف تھی آپ ﷺ کو بلاتی تھی تو جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا کہ آگے چلئے پھر آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت پر گزرے سو کہا یہ کیا ہے جبرائیل نے کہا کہ آگے چلئے اور یہ کہ آپ ﷺ ایک جماعت پر گزرے سو انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو جبرائیل نے کہا کہ ان کو سلام کا جواب دیجیے اور اس کے آخر میں کہا کہ جس نے آپ ﷺ کو بلایا تھا وہ شیطان تھا اور وہ بوڑھی عورت دنیا تھی سلام کرنے والے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام

اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے جو بوتے تھے اور کاٹتے تھے جب کاٹ لیتے تھے تو کھیتی پھر بدستور ہو جاتی جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ غازی لوگ ہیں پھر ایک قوم پر گزرے کہ ان کے سر پتھر سے توڑے جاتے تھے اور توڑنے کے بعد پھر اسی طرح درست ہو جاتے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے سر نماز سے بھاری ہوتے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جو چوپایوں کی طرح چلتے تھے کہا یہ لوگ وہ ہیں جو زکوۃ نہیں دیتے پھر ایک قوم پر گزرے جو کچا ناپاک گوشت کھاتے ہیں کہا یہ لوگ زانی ہیں پھر ایک مرد پر گزرے جس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کیا ہوا ہے اور اس کو اٹھا نہیں سکتا پھر اس میں اور ملاتا ہے یہ شخص وہ ہے جو امانت ادا نہیں کرتا اور مانگتا ہے پھر ایک قوم پر گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں کہا یہ لوگ واعظ ہیں فتنے کے پھر ایک بڑے بیل پر گزرے جو چھوٹے سوراخ سے نکلتا ہے اور ارادہ کرتا ہے پھر جائے پس نہیں پھر سکتا ہے کہا یہ وہ مرد ہیں جو ایک بات زبان سے نکالتا ہے پھر نادم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو پھیرے سو نہیں پھیر سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک قوم پر گزرے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح چوڑے ہیں کہا یہ لوگ سود کھانے والے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح لٹکے ہیں پتھر کھاتے ہیں وہ ان کے نیچے سے نکل جاتا ہے کہا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں اور یہ جو کہا کہ بیت المقدس میرے سامنے لایا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں میرے اور اس کے درمیان سے پردہ اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اور احتمال ہے کہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور یہ نہایت بلیغ ہے معجزہ میں اور اس میں کچھ محال نہیں ہے کہ بلقیس کا تخت آنکھ کے ایک لمحے میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے لایا گیا اور یہ اللہ کی قدرت میں مشکل نہیں اور احتمال ہے کہ اس کی صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی ہو اور شیخ ابو محمد نے کہا کہ حکمت بیچ اسراء کے طرف بیت المقدس کی پہلے چڑھنے کی طرف آسمان کے ارادہ اظہار حق کا ہے واسطے عناد اس شخص کے جو اس کو بجھانا چاہتا ہے اس واسطے کہ اگر مکے ہی سے آسمان پر چڑھائے جاتے تو نہ پاتے واسطے عناد دشمنوں کے کوئی راہ واسطے اظہار اور بیان کے پس جب ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تک سیر کروائے گئے تو کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے جزئیات سے پوچھا جس کو انہوں نے دیکھا ہوا تھا اور ان کو معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے بیت المقدس کو دیکھا نہیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المقدس کا کل حال بتلا دیا تو حاصل ہوئی تحقیق ساتھ صدق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ ذکر کی سیر کرنے سے بیت المقدس تک ایک رات میں اور جب صحیح ہوئی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں تو لازم ہوئی تصدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی چیزوں میں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی پس ہوگا سبب زیادہ ہونے ایمان مسلمان کا اور زیادتی بیچ بدبختی منکر اور معاند کے۔ (فتح)

بَابُ الْمِعْرَاجِ

باب ہے بیان میں معراج کے

فائدہ: معراج کے معنی ہیں سیڑھی کے اور معراج کے وقت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر ہونے سے

پہلے تھا اور یہ قول شاذ ہے مگر یہ کہ خواب پر محمول کیا جائے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد تھا پھر اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک برس پہلے یہ قول ابن سعد وغیرہ کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی نے اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے پس نقل کیا ہے اس نے اجماع کو بیچ اس کے اور یہ دعویٰ اجماع کا مردود ہے اس واسطے کہ اس میں اختلاف بہت ہے جو زیادہ ہے دس قولوں پر اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے ہجرت سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک برس اور دو مہینے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور پھر بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاخر میں معراج ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ شوال یا رمضان میں بعض کہتے ہیں رجب میں۔ (فتح)

۳۵۹۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِيْ آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهِ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلٰى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهِ إِلٰى شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَّمْلُوْءَةٍ إِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

۳۵۹۸۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معراج کی رات کی حدیث بیان کی کہ جس حالت میں حطیم میں اور اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا تھا کہ ناگہاں ایک آنے والا آیا سو پھاڑا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے ہیں کہ اس نے چیرا درمیان یہاں سے یہاں تک قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جارود سے کہا کہ اس اشارے سے کیا مراد ہے کہا سر سینے سے ناف تک اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ سینے سے ناف کے نیچے تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے آگے سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر وہیں رکھا گیا پھر میرے آگے ایک جانور کیا گیا یعنی براق کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا مدّ نظر پر اپنا قدم ڈالتا تھا سو میں اس پر سوار کیا گیا پھر لے چلا مجھ کو جبرائیل یعنی اور تھا جبرائیل بطور رہبر کے یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچا سو جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کیا اچھا آنا آئے تو دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو

وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلٰى إِدْرِيْسَ قَالَ

اچانک کیا ہوں کہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو جبرائیل نے کہا کہ یہ تمہارا باپ آدم علیہ السلام ہے سو اس کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک بخت پیغمبر آیا پھر جبرائیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا میں جبرائیل ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل نے کہا محمد ﷺ ہیں کہا کہ بلائے گئے ہیں جبرائیل نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا سو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو تیسرے آسمان تک لے چڑھے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا جبرائیل علیہ السلام کہا تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یوسف علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام

هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ أَبْكِيْ لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

نے کہا ہاں کہا ان کو مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں ادریس علیہ السلام کے پاس داخل ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو جبرائیل علیہ السلام لے کر چڑھا یہاں تلکہ پانچویں آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھی آمد آئے تو اچانک وہاں ہارون علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے مجھ کو سلام کا جواب دیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے سو جب میں آسمان کے اندر داخل ہوا تو ناگہاں وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا آیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر تو جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے تو کسی نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رونے کا کیا سبب ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں روتا ہوں اس واسطے کہ ایک لڑکا میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ تر بہشت میں جائیں گے پھر

قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ
إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ
هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ
هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ
نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا
هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ
فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ
ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَآءٍ
مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَّإِنَآءٍ مِّنْ عَسَلٍ
فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ
عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ
خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ
عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ
بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا
تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّيْ
وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ
بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى
رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى
فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا
فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى
فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ
كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ

جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے ساتویں آسمان تک جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا گیا ہاں کہا اس کو خوشی ہو کیا اچھا آنا آئے پھر جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے ان کو سلام کرو سو میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا کہا خوشی ہو کیا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی آخری سرے کی بیری کا درخت بلند نظر آیا اور مجھ کو اس پر چڑھایا گیا اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان ہوں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور اچانک وہاں چار دریا تھے دو دریا ظاہر اور دو اندرونی دریا تو میں نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا رہے اندرونی دریا بہشت کے دریا ہیں اور رہے بیرونی دو دریا سو نیل اور فرات ہیں پھر مجھ کو بیت المعمور دکھائی دیا یعنی فرشتوں کا کعبہ جو ہر دم فرشتوں سے بھرا رہتا ہے پھر ایک برتن شراب سے بھرا اور ایک دودھ سے اور ایک شہد سے میں آگے لایا گیا تو میں نے دودھ کو لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ دودھ پیدائشی دین اسلام کی صورت ہے جس دین پر تم اور تمہاری امت ہے پھر میرے اوپر نماز فرض ہوئی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی پھر میں وہاں سے پلٹ آیا سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا حکم ہوا سو میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پچاس نماز کا حکم ہوا موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت نماز نہ ہو سکے گی البتہ قسم ہے اللہ کی

فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ أَرْضٰى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ.

میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور میں علاج کر چکا ہوں بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے آسانی مانگ اپنی امت کے واسطے سو میں پلٹ گیا تو اللہ نے میرے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح یعنی اول بار کی طرح چالیس نماز سے بھی کم کرانے کو کہا سو میں پلٹ گیا اللہ کی طرف تو اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اور اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں لوٹ گیا پھر اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا یعنی دس نمازوں کی اور تخفیف ہوئی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں اللہ کی طرف پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا یعنی پانچ نماز کی اور تخفیف ہوئی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پانچ وقت کی نماز بھی نہ ہو سکے گی اور البتہ میں لوگوں کو تجھ سے پہلے آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کا علاج کر چکا ہوں نہایت تدبیر سے سو تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے واسطے آسانی مانگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرتا گیا میں اپنے رب سے یہاں تک کہ میں شرما گیا یعنی اب عرض نہیں کر سکتا لیکن اب تو راضی ہوں مان لیتا ہوں پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کر لیا

اپنی فرض نماز کو اور اپنے بندوں سے بوجھ اتار ڈالا۔

فائدہ: یہ شک ہے راوی کا کہ حطیم فرمایا کہ حجر اور مراد حطیم سے حجر ہے یعنی اور حجر اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تھا تو کعبے کے اندر داخل تھا جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبے کی اتر (شمال) کی طرف علیحدہ کر دیا کعبے کا تابدان (پرنالہ) اسی کی طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں کعبے کے پاس تھا اور یہ عام تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شعب ابی طالب سے ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور اس کا گھر شعب ابی طالب کے پاس ہے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی چھت کھولی گئی تو وہ گھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس واسطے منسوب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں رہا کرتے تھے تو اترا اس سے فرشتہ اور نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے طرف مسجد کی پس تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے لیٹنے والے اور آپ کے ساتھ اثر اونگھ کا تھا پھر نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتے نے مسجد کے دروازے سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر چڑھایا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کی طرف نکالا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اس تطبیق کو اور کہتے ہیں کہ حکمت بیچ اترنے فرشتے کی اوپر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھت سے اشارہ ہے طرف مبالغہ کی بیچ ناگہانی ہونے اس کی کے ساتھ اس کے اور تنبیہ ہے اس پر کہ مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلندی کی طرف چڑھایا جائے اور یہ جو کہا کہ میں لیٹا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ درمیان سونے والے اور جاگنے کے اور یہ محمول ہے ابتداء حال پر پھر جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مسجد کے دروازے سے باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا تو پھر بدستور جاگتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں جاگا سو اگر ہم کہیں کہ معراج کئی بار ہوئی تو اس میں کچھ اشکال نہیں ورنہ مراد ساتھ جاگنے کے یہ ہے کہ میں ہوش میں ہوا یعنی اس چیز سے کہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ اس کے مشغول ہونے دل کے۔ سے ساتھ مشاہدے ملکوت کے پھر آئے طرف دنیا کی۔ (فتح) یعنی جبرائیل اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو مردوں کے سوئے تھے تو مراد ساتھ ان کے حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جماعت کا سونا ایک جگہ میں لیکن اور طریق سے ثابت ہو چکا ہے کہ شرط ہے کہ ایک لحاف میں جمع نہ ہوں اور اسی سے سمجھی جاتی ہے تواضع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اچھی خو۔ (فتح) اور تحقیق انکار کیا ہے بعض نے چیرنے سینے کے سے رات معراج کی اور نہیں انکار بیچ اس کے پس تحقیق پے در پے وارد ہوئی ہیں روایتیں ساتھ اس کے اور نیز ثابت ہو چکا ہے چیرنا سینے کا نزدیک پیغمبر ہونے کے اور واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے حکمت ہے لیکن پہلی بار پس واقع ہوئی ہے اس میں زیادتی جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ پس جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ

شیطان کا حصہ ہے آپ ﷺ سے اور یہ لڑکپن کے زمانے میں تھا پس نشوونما پایا کامل ترین احوال پر معصوم ہونے سے شیطان سے پھر واقع ہوا شق سینہ کا نزدیک پیغمبر ہونے کے واسطے زیادتی کے آپ ﷺ کے اکرام میں تاکہ سیکھیں جو آپ ﷺ کو وحی ہو ساتھ دل قوی کے کامل ترین احوال میں پاک ہونے سے پھر واقع ہوا چیرنا سینے کا نزدیک ارادے چڑھنے کے طرف آسمان کی تاکہ مستعد ہوں واسطے مناجات کے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ کھلنے چھت گھر آپ ﷺ کی کے اشارہ طرف اس کی جو عنقریب واقع ہوگا چیرنا سینے آپ ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ مل جائے گا بغیر معالجہ کے کہ ضرر پائیں ساتھ اس کے اور تمام وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے شق صدر سے اور نکالنے دل کے سے اور سوائے اس کے امور خارق عادت کے ہیں اس قسم سے کہ فرض ہے ماننا اس کا اور یہ کہ اس کو حقیقت سے نہ پھیرا جائے واسطے مقدور ہونے سے سو کوئی چیز اس سے اللہ کی قدرت کے نزدیک محال نہیں۔ (فتح) طشت کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ مشہور تر ہے آلات غسل سے عرف میں اور خاص کیا سونے کو اس واسطے کہ وہ حسی برتنوں کی سب قسموں سے اعلیٰ قسم ہے اور نہایت روشن اور صاف ہے اور نیز اس میں کئی خواص ہیں جو اس کے غیر میں نہیں اور اس جگہ اور بھی کئی وجہ سے مناسبت ہے ایک یہ کہ وہ بہشت کے برتنوں سے ہے اور یہ کہ نہ اس کو آگ کھاتی ہے اور نہ مٹی اور نہ اس کو زنگ لگتا ہے اور یہ کہ وہ سب جواہر سے بھاری ہے پس مناسب ہوا ثقل وحی کو اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ یعنی قرآن مجید اور نیز اس واسطے کہ سونا دنیا میں سب چیزوں سے عزیز تر ہے اور شاید تھا یہ واقع پہلے حرام ہونے استعمال سونے کے سے اس شریعت میں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس کے استعمال کا حرام ہونا خاص ہے ساتھ احوال دنیا کے اور جو اس رات میں واقع ہوا وہ اکثر احوال غیب سے تھا پس لاحق ہوگا ساتھ احکام آخرت کے اور یہ جو کہا کہ ایمان سے بھرا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تھی طشت میں ایک چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے زیادہ ہونا کمال ایمان اور کمال حکمت کا اور یہ بھرنا احتمال ہے کہ حقیقی ہو اور جسم میں آنا معانی کا جائز ہے جیسا کہ موت کبش (دنبے) کی صورت میں آئے گی اور اسی طرح تلنا عملوں کا اور سوائے اس کے امور غیب سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل ہو یعنی اس کے صورت بنائی گئی ہو اور ایک روایت میں حکمت کے لفظ زیادہ ہیں اور حکمت کے معنی ہیں کہ رکھنا چیز کا اپنی جگہ میں یا سمجھنا قرآن کا۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اس میں فضیلت ہے زمزم کے پانی کی تمام پانیوں پر اور بہشت کے پانی سے نہ دھویا گیا اس واسطے کہ زمزم کے پانی کی اصل بھی بہشت سے ہے پھر قرار پکڑا ہے اس نے زمین میں تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی برکت زمین میں باقی رہے تحقیق شامل ہے یہ قصہ خارق عادت سے اس چیز سے کہ سننے والے کو اس سے دہشت آتی ہے چہ جائیکہ اس کو دیکھے پس تحقیق عادت جاری ہے کہ جس کا پیٹ چیرا جائے اور دل نکالا جائے تو وہ ضرور مر جاتا ہے اور باوجود اس کے نہ تاثیر کی اس نے آپ ﷺ میں ضرر کے ساتھ اور نہ درد کے ساتھ چہ

جائیکہ کچھ اور ہو ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حکمت بیچ چیرنے سینے کے باوجود قدرت کے اس پر کہ بھرا جائے دل آپ ﷺ کا ایمان اور حکمت سے بغیر چیرنے کے زیادہ ہونا ہے قوت یقین میں اس واسطے کے پیٹ چیرنے اور اس کے نہ تاثیر کرنے سے آپ ﷺ کو وہ چیز حاصل ہوئی کہ اس کے ساتھ تمام خوفناک عادی چیزوں سے بے خوف ہوئے اس واسطے حضرت ﷺ دلاور تھے لوگوں میں اور اعلیٰ ان میں حال میں اور مقال میں اور اس میں اختلاف ہے کہ سینے کا چیرنا اور دھونا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے یا اور پیغمبروں کے سینے بھی پھاڑے گئے اور ایک روایت میں ہے بیچ قصے تابوت بنی اسرائیل کے کہ اس میں طشت تھا جس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے تھے اور یہ مشعر ہے کہ اور پیغمبروں کے سینے بھی چیرے گئے جیسا کہ رکوب براق میں آئے گا۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ یہ جو آپ ﷺ کو سوار کر کے معراج کرائی گئی باوجود قدرت کے اوپر لپیٹنے زمین کے واسطے آپ ﷺ کے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے تانیس کے آپ ﷺ کے لیے ساتھ عادت کے بیچ جگہ خارق عادت کے اس واسطے کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ جب بادشاہ کسی کو بلاتا ہے تو اس کے واسطے سواری بھیجتا ہے اور یہ جو کہا ہے کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا تو یہ واسطے اظہار معجزہ کے ہے ساتھ واقع ہونے کے نہایت جلدی کے ساتھ ایسے جانور کے کہ عادت میں اس کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ (فتح) ایک روایت ضعیف میں براق کی صفت اس طور سے آئی ہے کہ اس کے رخسار آدمی کے رخسار کی طرح تھے اور عرف (گردن کے بال) گھوڑے کی طرح اور قدم اونٹ کی طرح اور کھر اور دم گائے کی طرح اور اس کا سینہ یاقوت سرخ سے تھا اور براق مشتق ہے بریق سے یعنی اس کا رنگ سفید تھا یا برق سے مشتق ہے یعنی نہایت تیز رفتار مانند بجلی کی اور بغیر براق کے اوپر چڑھنا بھی ممکن تھا لیکن اس حالت میں پیادہ کی صورت میں ہوتے اور سوار عزیز تر ہے پیادے سے۔ (فتح) ایک روایت میں ہے کہ براق کی رکاب کو جبرائیل علیہ السلام نے تھاما تھا اور اس کے لگام کو میکائیل علیہ السلام نے اور ایک روایت میں ہے کہ معراج کی رات میرے پاس براق لایا گیا زین اور لگام کے ساتھ تو اس نے حضرت ﷺ پر شوخی کی تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو اس پر کیا چیز باعث ہوئی پس قسم ہے اللہ کی کہ نہیں سوار ہوا تجھ پر کوئی آدمی کبھی کہ اللہ کے نزدیک حضرت ﷺ سے زیادہ مکرم ہو تو براق پسینے سے تر ہو گیا اور کانپنے لگا یہاں تک کہ زمین سے مل گیا تو میں اس پر سوار ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سے پہلے وہ براق اور پیغمبروں کے لیے تابع کیا جاتا تھا اور اس میں دلالت ہے کہ براق تھا تیار کیا گیا واسطے سواری پیغمبروں کے یعنی حضرت ﷺ سے پہلے اگلے پیغمبر اس پر سواری کیا کرتے تھے برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور براق نے شوخی اس واسطے کی کہ اس پر اگلے پیغمبروں کو سوار ہوئے بہت مدت گزر چکی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے براق کو اس حلقے میں باندھا جس میں اگلے پیغمبر باندھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے پیغمبر سوار ہوتے اس پر مجھ سے پہلے اور تھا بعید عہد ساتھ سوار

ہونے ان کے کہ فترت کے زمانے میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس پر کوئی سوار نہ ہوا تھا اس واسطے اس نے چڑھنے کے وقت شوخی کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر ہاجرہ کی ملاقات کو مکے میں آیا کرتے تھے اور براق پر حج کرتے تھے اور جب مکے کی طرف چلے تو ہاجرہ کو اور اسمعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کیا پس یہ آثار ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں اور اس کے سوا اور اثر بھی اس باب میں آئے ہیں ان کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اگلے پیغمبر بھی براق پر سوار ہوا کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی ہو پھر ان میں سے بعض پیغمبر آسمان پر چڑھائے گئے ہوں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر دیکھا اور احتمال ہے کہ آسمان سے اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی ہو اور وہ بھی اتر آئے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیکھنا محمول ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روحوں کو دیکھا سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے اور جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی پس احتمال ہے کہ فقط روح ہوں اور احتمال ہے کہ بدن اور روح دونوں کے ساتھ ہوں اور ظاہر تر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا آسمان پر چڑھنے سے پہلے تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے ایک دروازے پر پہنچے جس کو باب الحفظہ کہا جاتا ہے اور اس دروازے پر ایک فرشتہ متعین ہے جس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ سوال کیا فرشتوں نے واسطے تعجب کرنے کے انعام اللہ کے سے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج کے یا ساتھ خوش ہونے کے اس سے اور البتہ ان کو معلوم تھا کہ کوئی آدمی اس درجے پر نہیں چڑھ سکتا مگر اللہ کے اذن سے اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام بن بلائے کسی کو اوپر نہیں چڑھاتے اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فرشتوں کو معلوم ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی رفیق ہے اور یہ معلوم کرنا یا تو ساتھ مشاہدے کے تھا اس واسطے کہ آسمان صاف ہیں شیشے کی طرح اور یا ساتھ کسی امر معنوی کے مانند زیادتی نوروں کے اور مانند ان کے کہ مشعر ہے ساتھ تجدد امر کے کہ خوب ہوتا ہے اس سے سوال کرنا ساتھ اس صیغہ کے اور بیچ قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلیل ہے اس پر کہ اسم اولی ہے تعریف میں کنیت سے اور فرشتوں نے جو پوچھا کہ کیا بلائے گئے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ نے چاہا کہ اپنے نبی کو اطلاع دے کہ وہ مشہور ہیں بلند درجے کے لوگوں میں اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واقع ہو گا۔ فتح) (اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے دائیں بائیں کچھ اشخاص تھے تو اس سے احتمال ہے کہ مراد دیکھی گئی روحوں سے وہ ہوں کہ تا حال بدنوں میں داخل نہیں ہوئیں پھر اب میرے واسطے ایک اور احتمال ظاہر ہوا کہ مراد وہ روحیں ہوں جو بدنوں سے خارج ہوئی ہیں وقت نکلنے ان کی کے اور نہیں لازم آتا دیکھنے آدم علیہ السلام کے سے ان کو آسمان

میں یہ کہ ان کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے جائیں اور نہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی روایت بیہقی کی کہ اچانک میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا مسلمان اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں پس کہتے ہیں یہ پاک روح ہے اس کو علیین میں لے جاؤ پھر ان کی گنہگار اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں سو کہتے ہیں کہ یہ ناپاک روح ہے اس کو سجین میں لے جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دروازہ ان کے داہنے ہے اس سے خوشبو باہر آتی ہے اور ایک دروازہ ان کے بائیں ہے اس سے بدبو باہر آتی ہے پس ظاہر ہوا دونوں حدیثوں سے عدم لزوم مذکور اور یہ تطبیق اولی ہے قرطبی کی تطبیق سے۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ اختصار کیا پیغمبروں نے اوپر تعریف کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس صفت کے یعنی صالح کے اس واسطے کہ صلاح بھی ایک صفت ہے جو شامل ہے تمام نیک خصلتوں کو اسی واسطے دہرایا اس کو ہر پیغمبر نے ان میں سے نزدیک ہر صفت کے اور صالح وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ لازم ہے اس پر حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پس اس جگہ سے ہوا یہ کلمہ جامع واسطے معانی خیر کے اور بیچ قول آدم علیہ السلام کے ساتھ ابن صالح کے اشارہ ہے طرف فخر کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں۔ (فتح) یہ روایت موافق ہے ثابت کی روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے جو مسلم میں ہے کہ پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام ہیں اور دوسرے میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے میں یوسف علیہ السلام اور چوتھے میں ادریس علیہ السلام اور پانچویں میں ہارون علیہ السلام اور چھٹے میں موسیٰ علیہ السلام ساتویں میں ابراہیم علیہ السلام اور مخالفت کی اس کی زہری نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پیغمبروں کے نام نہیں لیے اور پہلی روایت ثابت کی زیادہ تر ثابت ہے زہری کی روایت سے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو آسمانوں میں کس طرح دیکھا اور حالانکہ ان کے بدن قبروں کے اندر زمین میں قرار پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روحیں ان کے بدنوں کی صورت میں ہو گئے یا حاضر کیے گئے ان کے بدن واسطے ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رات کو واسطے تکریم اور تشریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (فتح) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اچانک میں نے وہاں ایک مرد کو دیکھا کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے تحقیق غالب ہوا ہے وہ لوگوں پر ساتھ حسن کے جیسا کہ غالب ہوتا ہے چاند چودھویں کا تاروں پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ یوسف علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے لیکن ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے پیغمبر سب سے زیادہ خوبصورت تھے بنا بریں اس کی پس حدیث معراج کی محمول ہے اس پر کہ مراد سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یعنی یوسف علیہ السلام ہمارے پیغمبر کے سوا اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور تائید کرتا ہے اس کی اس شخص کا قول جو کہتا ہے کہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا اور ابن منیر نے کہا ہے کہ یہ جو آیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن ملا تو مراد یہ ہے کہ جس قدر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن ملا تھا اس سے آدھا یوسف علیہ السلام کو ملا لیکن خاص ہونا ہر پیغمبر کا ان میں سے ساتھ اس آسمان کے جس میں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو اس

کی حکمت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تاکہ ظاہر ہو کم وبیش ہونا ان کو درجوں میں اور صرف انہیں پیغمبروں کو ذکر کیا ان کے سوا کسی اور پیغمبر کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہو گی واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ قوم اپنی کے سو آدم علیہ السلام کی ملاقات سے تو اس پر تنبیہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے اسی طرح حضرت ﷺ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کی پھر انجام کار اپنی جگہ میں پھر آئیں گے اور ساتھ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اول ہجرت میں عداوت یہود کی سے ڈٹ جانے ان کے سے سرکشی پر اور ارادے ان کے سے کہ حضرت ﷺ کو بدی پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنے بھائیوں قریش سے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی قائم کی اور چاہا کہ آپ ﷺ کو مار ڈالیں اور انجام کار حضرت ﷺ کی فتح ہوئی اور قریش ذلیل ہوئے اور شرمسار جیسا کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے قول سے اشارہ کیا کہ ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ اور ساتھ ادریس علیہ السلام کے تنبیہ ہے اوپر بلند ہونے مرتبے آپ ﷺ کے نزدیک اللہ کے اور ساتھ ہارون علیہ السلام کے تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کی محبت کی طرف رجوع کیا بعد اس کے کہ آپ ﷺ کو تکلیف دی اور ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنی قوم کے علاج سے اور ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پیچ ٹیک دینے ان کے بیت المعمور کو اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ ختم ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اپنی عمر میں قائم کرنے عبادتوں کے سے اور تعظیم کعبے کی سے اور سہیلی نے کہا ہے کہ ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے میں یہ مناسبت ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے ساتویں سال پیچھے مکے میں داخل ہوئے اور کعبے کا طواف کیا اور اس سے پہلے آپ ﷺ کو کعبے میں داخل ہونے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ جب آپ ﷺ نے چھٹے سال خانے کعبے کا قصد کیا تو کفار قریش نے آپ ﷺ کو مکے میں داخل ہونے سے روکا جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔ (فتح) علماء نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کے سبب سے نہ تھا اس واسطے کہ اگلے جہاں میں حسد عام مسلمانوں سے کھینچا گیا ہے پس کس طرح جائز ہے پایا جانا حسد کا ان لوگوں میں جن کو اللہ نے چن لیا یعنی جب اس جہاں میں عام مسلمانوں میں حسد نہ ہوگا تو پھر پیغمبروں میں حسد کیونکر ممکن ہے بلکہ افسوس آیا ان کو اوپر فوت ہونے ثواب کے جس سے درجہ بلند ہوتا ہے اس سبب سے کہ ان کی امت نے ان کی بہت مخالفت کی یعنی ایمان کم لائے اور یہ مخالفت چاہتی ہے کہ ان کی امت کا ثواب کم ہو اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ موسیٰ علیہ السلام کا ثواب کم ہو اس واسطے کہ ہر پیغمبر کو اس کے تابعداروں کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے پس جتنا امت کو پیغمبر کی پیروی کا ثواب ملتا ہے اتنا ہی ان کے پیغمبر کو ثواب ہوتا ہے اس واسطے کہ پیغمبر کے سبب انہوں نے ہدایت پائی اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے تابعدار ہمارے پیغمبر کے تابعداروں سے کم ہیں اور باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی عمر اس امت کی عمر

سے بہت دراز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا واسطے حقارت کے نہیں کہا بلکہ تھا یہ بطور تعجب ساتھ قدرت اللہ کے اور بڑی بخشش اس کی کے اس واسطے کہ باوجود کم عمری کے ان کو ایسا رتبہ حاصل ہوا کہ کسی کو اگلے پیغمبروں سے حاصل نہیں ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عمر والے تھے اور تحقیق واقع ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام سے مہربانی واسطے اس امت کے نماز کے امر سے جو اس کے غیر کے واسطے واقع نہیں ہوئی اور اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ تھے موسیٰ علیہ السلام بہتر واسطے میرے جب کہ میں ان کی طرف پلٹ آیا اور ابن ابی جمرہ نے کہا کہ رکھی ہے اللہ نے پیغمبروں کے دلوں میں رحمت اکثر اور لوگوں سے پس اسی واسطے روئے موسیٰ علیہ السلام واسطے رحمت کے اپنی امت پر اور لیکن یہ جو کہا کہ یہ لڑکا تو اشارہ کیا طرف کم عمر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت عمر اپنی کے خطابی نے کہا کہ عرب کے جوان آدمی کو لڑکا کہتے ہیں جب تک کہ اس میں کچھ باقی قوت ہو اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس چیز کی کہ انعام کی اللہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بدستور رکھنے ان کی قوت بدنی سے کہولیت میں یہاں تک کہ داخل ہوئے بڑھاپے میں اور نہ داخل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر دبلا پن اور نہ عارض ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کو کوئی نقص یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوان کہا اور ابو بکر کو بوڑھا کہا باوجودیکہ صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے کم تھی اور قرطبی نے کہا کہ حکمت بیچ تخصیص موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے امر میں شاید اس واسطے ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کی امت کو نماز کی تکلیف دی گئی تھی وہ تکلیف کسی امت کو نہیں تو ان کو اس کا ادا کرنا دشوار ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرے اس واسطے کہ مبادا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی ایسی تکلیف ہو اور اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور احتمال ہے کہ جب ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا اوپر کم ہونے ثواب اپنی امت کے بہ نسبت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمنا کی یہ کہ دور کریں اس نقصان کو ساتھ خرچ کرنے نصیحت کے واسطے ان کے اور شفقت کرنے کے اوپر ان کے تاکہ دور کریں اس وہم کو جو ابتدا کلام میں ان پر ہونے کے قریب تھا اور سہیلی نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت دیکھی سو دعا مانگی کہ الٰہی مجھ کو ان کی امت سے کر سو ان کے واسطے ایسی شفقت کی جس میں کوئی اس امت کا ان کے واسطے شفقت کرتا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیت المعمور کو ٹیک دے بیٹھے تھے۔

تکملہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ حال پیغمبروں کے وقت ملنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو معراج کی رات میں کہ کیا وہ اپنے بدنوں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے واسطے اٹھائے گئے تھے یا ان کی روحیں قرار یافتہ ہیں ان جگہوں میں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملے یا ان کی ارواح نے ان کے بدنوں کی صورت پکڑی اور اختیار کیا ہے پہلی وجہ کو ہمارے بعض استادوں نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ میں معراج کی رات حضرت

موسیٰ علیہ السلام پر گزرا اس حال میں کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے میں کہتا ہوں کہ یہ بات لازم نہیں کہ وہ بدن سے اٹھائے گئے ہوں بلکہ جائز ہے کہ ہے ان کی روح کو اتصال اور جوڑ ہو ان کے بدن سے زمین میں پس اسی وجہ سے قادر ہیں نماز پر قبر میں اور ان کی روح آسمان پر قرار یافتہ ہے۔ (فتح) اس بیری کے درخت کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس واسطے رکھا گیا کہ وہاں تمام ہوتا ہے جو زمین سے چڑھتا ہے اور جو اس سے اترتا ہے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اور اس میں کچھ تعارض نہیں ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں تمام ہوتا ہے علم ہر نبی مرسل اور فرشتے مقرب کا اور جو اس کے اوپر ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو اللہ معلوم کروائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سونے کی ٹڈیاں گرتی ہیں اور بیری کے درخت کو اس واسطے اختیار کیا کہ اس میں تین صفتیں ہیں کہ سایہ دراز اور کھانا لذیذ اور بو پاک تو ہوگا بجائے ایمان کے جو جامع ہے قول اور عمل اور نیت کو پس سایہ بجائے عمل کے ہے اور مزا بجائے نیت کے ہے اور خوشبو بجائے قول کے ہے اور مٹکے ہجر کے معروف تھے نزدیک مخاطبین کے پس اسی واسطے واقع ہوئی ہے مثال بیان کرنا ساتھ اس کے اور یہی مٹکے ہیں جن کے ساتھ واقع ہوئی ہے تحدید پانی کثیر کی بیچ حدیث قلتین کے یہ بات خطابی نے کہی ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ یہ چار دریا سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چار دریا بہشت سے نکلتے ہیں نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان پس احتمال ہے کہ سدرہ بہشت میں لگی ہوئی ہو اور دریا اس کے نیچے سے نکلتے ہوں پس صحیح ہوگا یہ کہنا کہ وہ بہشت سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام پھر مجھ کو ساتویں آسمان پر لے چڑھے یہاں تک کہ ایک دریا پر پہنچے جس پر تنبو ہیں موتیوں کے اور یاقوت اور زبرجد کے اور اس پر سبز جانور ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا پس اچانک اس میں برتن ہیں سونے اور چاندی کے جاری ہیں اور پر سنگریزوں یاقوت اور زمرد کے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے تو میں نے وہاں سے ایک برتن لیا اور اس پانی سے بھر کر پیا تو ناگاہ وہ بہت میٹھا تھا شہد سے اور زیادہ خوشبودار تھا مشک سے اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں ایک دریا جاری ہے اور اس کو سلسبیل کہا جاتا ہے اور پھوٹ نکلتے ہیں اس سے دو دریا ایک کا نام کوثر ہے اور ایک کا نام دریائے رحمت میں کہتا ہوں ممکن ہے وہ چھپے دو دریا وہی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان بہشت کے دریاؤں سے ہیں سو یہ حدیث اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ زمین میں چار دریا ہیں جن کی اصل بہشت سے ہے پس نہ ثابت ہوگا اس وقت کہ سیحان اور جیحان کی اصل سدرہ سے ہے پس ممتاز ہوگا ساتھ اس کے نیل اور فرات اوپر ان کے اور لیکن چھپے دو دریا جو باب کی حدیث میں مذکور ہیں وہ سیحون اور جیحون کے سوا ہیں نووی نے کہا کہ اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نیل اور فرات کی بہشت سے ہے اور یہ کہ وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں پھر چلتے ہیں جس جس جگہ اللہ چاہتا ہے پھر زمین پر اترتے ہیں پھر اس میں چلتے ہیں پھر اس میں سے نکلتے ہیں اور اس کو عقل منع نہیں کرتی اور تحقیق گواہی دی ہے ساتھ اس کے ظاہر خبر نے پس چاہیے کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر فضیلت پانی نیل اور فرات کے اس واسطے کہ دونوں بہشت سے نکلتے ہیں اور اسی طرح سیحون اور جیحون کی بھی اور شاید حدیث معراج میں ان کا ذکر نہیں کیا کہ وہ بذات خود اصل نہیں اور احتمال ہے کہ وہ دونوں نیل اور فرات سے نکلتے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو بہشت کے دریا اس واسطے کہا گیا کہ ان کا پانی بہشت کے دریاؤں کے مشابہ ہے اس واسطے کہ نہایت میٹھا ہے اور اس میں برکت ہے اور پہلی وجہ اولیٰ ہے کہ یہ سچ مچ بہشت سے نکلتے ہیں۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے اور نکلتے ہیں پھر قیامت تک ان کو باری نہ آئے گی اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے سب مخلوقات سے زیادہ ہیں اس واسطے کہ سارے عالم میں ایسی کوئی مخلوق نہیں کہ ہر روز ستر ہزار جدید ہو۔ (فتح) قرطبی نے کہا شاید دودھ کو فطرت اس واسطے کہا کہ وہ پہلے پہل بچے کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کی طرف میل کی اس کے سوا اور کسی چیز کی طرف میل نہ کی تو اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس سے زیادہ الفت ہے اور اسی واسطے کہ اس کی جنس سے کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا اور یہاں روایت میں بہت اختلاف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ یا تو لفظ ثم کا ساتھ معنی وارد کے ہے یا دو بار آپ ﷺ کے آگے برتن لائے گئے ایک بار بیت المقدس میں آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو پیاس لگی تھی اور ایک بار جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور لیکن جو برتنوں کی گنتی میں اختلاف واقع ہوا ہے تو وہ محمول ہے اس پر کہ جو چیز بعض راویوں نے ذکر کی وہ دوسروں نے ذکر نہیں کی اور حاصل ان کا یہ ہے کہ وہ چار برتن تھے اور ان میں چار چیزیں تھیں چار دریاؤں سے جو سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں یعنی ایک میں پانی تھا اور ایک میں دودھ اور ایک میں شراب اور ایک میں شہد۔ (فتح) اور حکمت بیچ خاص کرنے فرض نماز کے ساتھ رات معراج کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کو اوپر چڑھایا گیا تو اس رات میں فرشتوں کو عبادت کرتے دیکھا اور یہ کہ بعض ان میں سے کھڑے ہیں بیٹھتے نہیں اور بعض رکوع میں ہیں سجدہ نہیں کرتے اور بعض سجدے میں ہیں بیٹھتے نہیں سو جمع کیا اللہ نے واسطے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے ان سب عبادتوں کو بیچ ہر رکعت کے کہ پڑھے اس کو بندہ ساتھ شرطوں اس کی کے اطمینان اور اخلاص سے اور ایک روایت میں ہے کہ اے محمد ﷺ یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن رات میں ہر نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ہے پس یہ پچاس نمازیں ہوئیں اور جو نیکی کا قصد کرے اور اس کو کرے نہیں تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئیں تو انہوں نے ان کو بھی قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ پکارنے والے نے پکارا تو یہ قوی تر دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے پیغمبر محمد ﷺ سے معراج کی رات میں بغیر واسطہ کے کلام کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں ایک مکان میں ظاہر ہوا کہ میں نے اس میں قلموں کی آواز سنی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قریب ہوا اور پس رہ گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم کیا مجھ کو پچاس نماز کا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں بہشت میں داخل ہوا تو ناگہاں اس کی کنکریاں موتی تھیں اور مٹی مشک اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں سیر کرتا تھا تو اچانک دریا تھا اس کے دونوں کناروں میں نرم موتی کے محل تھے اور اس کی مٹی مشک تھی سو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کیا سبب ہے کہ میں کسی آسمان میں نہیں آیا مگر وہاں کے فرشتوں نے مجھ کو مرحبا کہا اور مجھ سے ہنسے سوائے ایک مرد کے کہ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا اور ہنسا نہیں کہا کہ اے محمد ﷺ یہ مالک ہے داروغہ دوزخ کا نہیں ہنسا جب سے پیدا ہوا اور اگر کسی کے واسطے ہنستا تو آپ ﷺ کے واسطے ہنستا اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ دونوں کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے تو انہوں نے بہشت اور دوزخ اور سب وعدوں آخرت کے کو دیکھا اور بہشت میرے آگے لائی گئی تو اچانک اس کے انار ڈولوں کی طرح ہیں اور اس کے جانور اونٹوں کی طرح ہیں اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی تو اچانک وہ اس حال سے ہے کہ اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو اس کو کھا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے بیٹے آج رات تو اللہ سے ملاقات کرے گا اور تیری امت سب امتوں سے پچھلی امت ہے اور سب سے ضعیف تر ہے پس اگر تجھ سے ہو سکے کہ تیری کوئی حاجت تیری امت کے حق میں ہو تو اللہ سے مانگنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزر چکے یہ کہ آسمان کے واسطے حقیقتاً دروازے ہیں اور چوکیدار ہیں جو ان پر متعین ہیں اور اس میں ثابت کرنا اجازت مانگنے کا ہے اور یہ کہ اجازت مانگنے والے کو لائق ہے کہ کہے کہ میں فلاں ہوں اور فقط اتنا ہی نہ کہے کہ میں ہوں اس واسطے کہ یہ منافی ہے مطلوب استفہام کے کو اور یہ کہ چلتا بیٹھے کو سلام کرے اگرچہ چلتا افضل ہو بیٹھنے والے سے اور یہ کہ مستحب ہے ملنا اہل فضل کو ساتھ بشارت اور مرحبا کے اور ثناء اور دعا کے اور جائز ہے تعریف اس آدمی کی جس پر فتنے کا خوف نہ ہو رو برو اور یہ کہ جائز ہے تکیہ کرنا قبلے سے ساتھ پیٹھ وغیرہ کے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیت المعمور کو تکیہ دیا اور وہ مانند کعبے کی ہے اور یہ کہ جائز ہے نسخ حکم کا پہلے واقع ہونے فعل کے اور یہ کہ رات کا چلنا افضل ہے دن کے چلنے سے اسی واسطے حضرت ﷺ کے اکثر سفر رات کے تھے اور فرمایا کہ رات کو زمین لپیٹ ڈالی جاتی ہے اور یہ کہ تجربہ قوی تر ہے بیچ تحصیل مطلوب کے معرفت کثیرہ سے مستفاد ہوتا ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کے قول سے کہ میں نے علاج کیا بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے اور ان کو آزما چکا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے

اس سے حاکم بنانا عادت کا اور تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ پہلی امتوں کے بدن اس امت سے قوی تر تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں علاج کر چکا ہوں ان کا اس سے ادنیٰ چیز پر تو انہوں نے اس کو بھی قائم نہ کیا اور یہ کہ بہشت اور دوزخ پیدا ہو چکے ہیں اور یہ کہ مستحب ہے بہت مانگنا اللہ سے اور بہت سفارش کرنا نزدیک اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اللہ سے نماز کی آسانی مانگی اور اس میں فضیلت ہے حیا کی اور خرچ کرنا نصیحت کا واسطے محتاج اس کے اگرچہ ناصح اس میں مشورہ نہ چاہے۔ (فتح)

۳۵۹۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖٓ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۳۵۹۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہیں بنایا گردانہ ہم نے خواب کو جو ہم نے تجھ کو دکھایا مگر فتنہ اور آزمائش واسطے لوگوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے وہ زقوم کا درخت ہے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس حدیث کو معراج کے باب میں لانا تائید کرتا ہے اس کی کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک معراج اور اسراء کی رات ایک ہی رات ہے برخلاف اس کے کہ جس نے سمجھا کہ دونوں بابوں کا جدا جدا لانا ان کے جدا جدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور میں نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ بے شک ترجمہ اس کا اول نماز میں دلالت کرتا ہے اوپر اس کے جب کہ فرض ہوئی نماز رات اسراء کی اور تحقیق تمسک کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس کلام سے جس نے کہا ہے کہ اسراء خواب میں تھا اور جو کہتا ہے کہ جاگتے میں تھا سو پہلے نے تو اس کو لفظ رویا سے لیا ہے کہا اس واسطے کہ یہ لفظ خاص ہے ساتھ خواب کے اور جو دوسرے قول کا قائل ہے تو اس نے لفظ اسراء کا لیا سوائے اس کے نہیں کہ اسراء جاگتے میں تھا اس واسطے کہ اگر خواب میں ہوتا تو کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نہ جھٹلاتے اور نہ اس چیز میں جو اس سے بعید تر ہے جب ثابت ہوا کہ یہ جاگتے تھا اور معراج بھی اسی رات میں تھی تو بے شک ہوئی یہ بات کہ معراج بھی بیداری میں تھی اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں کہ جب بیت المقدس میں پہنچے تو سو گئے تھے پھر اوپر چڑھائے گئے تھے اس حالت میں کہ سوتے تھے اور جب معراج بیداری میں ہوئی تو اضافت رؤیا کی طرف عین کی واسطے احتراز کے ہے خواب دل سے اور تحقیق ثابت کیا ہے اللہ نے دیکھنا دل کا قرآن میں سو فرمایا ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ یعنی نہیں جھوٹ کہا دل نے جو دیکھا اور دیکھنا آنکھ کا سو فرمایا کہ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ یعنی نہیں بہکی

آنکھ اور نہ حد سے بڑھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو دو بار دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اللہ نے کلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے خاص کیا اور خلت کو ابراہم علیہ السلام کے واسطے ٹھہرایا اور نظر محمد ﷺ کے واسطے ٹھہرائی سو جب یہ بات مقرر ہوئی تو ظاہر ہوا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس جگہ ساتھ دیکھنے آنکھ مذکور کے تمام وہ چیزیں ہیں کہ ذکر کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس رات میں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور اس میں رد ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ رؤیا کے اس آیت میں دیکھنا حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوئے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا﴾ اور مراد فتنہ سے اس آیت میں وہ چیز ہے کہ مشرکین نے آپ ﷺ کو مکے میں جانے سے روکا اور اگرچہ ممکن ہے کہ آیت سے یہ مراد ہو لیکن اعتماد اس کی تفسیر میں ترجمان قرآن یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اولیٰ ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے اس رات میں اللہ کو دیکھا یا نہیں دو قول مشہور پر اور انکار کیا ہے اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک گروہ نے اور ثابت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک گروہ نے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

باب ہے بیان میں پہنچنے ایلچیوں انصار کے پاس حضرت ﷺ کے مکے میں اور بیعت عقبہ کی

فائدہ: ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو طالب کے مرنے کے بعد ظاہر میں حضرت ﷺ کا کوئی حمایتی نہ رہا تو حضرت ﷺ طائف میں ثقیف کی طرف نکلے ان کو اپنی مدد کی طرف بلاتے تھے سو جب وہ مدد سے باز رہے بلکہ الٹا ایذا دی تو حضرت ﷺ مکے میں پھر آئے تو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ حج کے دنوں میں اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کرتے تھے اور اس نے کئی سندوں سے ذکر کیا ہے کہ آئے حضرت ﷺ پاس قوم کندہ کے اور قوم بنی حذیفہ کے اور قوم بنی کعب اور بنی عامر وغیرہم کے تو کسی نے ان میں سے آپ ﷺ کا کہا نہ مانا جو آپ ﷺ نے چاہا پس تھے حضرت ﷺ انہیں سالوں میں یعنی ہجرت سے پہلے پیش کرتے اپنی جان کو قبیلوں عرب پر اور کلام کرتے ہر قوم کے شریف اور رئیس سے نہ سوال کرتے ان سے کچھ مگر یہ کہ آپ ﷺ کو جگہ دیں اور جو آپ ﷺ کو ایذا دینا چاہے اس کو روکے اور فرماتے کہ میں کسی کو تم میں سے کسی چیز پر تنگ نہیں کرتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ روکو اس کو جو مجھ کو ایذا دے تاکہ میں اللہ کا حکم پہنچاؤں تو ان میں سے کوئی آپ ﷺ کی بات قبول نہ کرتا بلکہ کہتے تھے کہ مرد کی قوم اس کو خوب جانتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ حج کے دنوں میں اپنی جان کو لوگوں پر پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کوئی ایسا مرد ہے کہ جو مجھ کو اپنی قوم کی طرف اٹھا لے جائے پس تحقیق قریش نے روکا ہے مجھ کو اس سے کہ میں اپنے اللہ کا پیغام پہنچاؤں سو ہمدان کا ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ ﷺ کا حکم قبول کیا پھر ڈرا اس سے کہ اس کی قوم اس کے تابع نہ ہو سو کہا کہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کو خبر دیتا ہوں سو آئندہ سال

میں آپ کے پاس آؤں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اچھا سو وہ مرد چلا گیا اور رجب میں انصار کے ایلچی آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کریں تو حضرت ﷺ نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم عرب کی ایک مجلس میں پہنچے اور آگے بڑھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سو کہا کہ کون قوم ہے انہوں نے کہا کہ ہم ربیعہ کی قوم ہیں کہا کون ربیعہ کہا ذہل سے سوان کے ساتھ بہت تکرار ہوا آخر انہوں نے توقف کیا کہ ہم ابھی کچھ نہیں کر سکتے پھر ہم اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے اور وہ وہی ہیں جن کا نام حضرت ﷺ نے انصار رکھا اس واسطے کہ انہوں نے آپ ﷺ کا کہا مانا کہ ہم آپ ﷺ کو جگہ اور مدد دیں گے سو نہ کھڑے ہوئے وہ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اہل عقبہ اولی چھ آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم خزرج کی قوم سے ہیں فرمایا کیا تم نہیں بیٹھتے کہ میں تم سے کلام کروں انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اسلام کو ان پر پیش کیا اور قرآن کو ان پر پڑھا اور اللہ نے ان کے ساتھ یہ احسان کیا کہ ان کے شہروں میں ان کے ساتھ یہود رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اوس اور خزرج کی یہود سے بہت مخالفت تھی سو جب ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو یہود کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اس کا زمانہ قریب ہے ہم اس کے تابع ہوں گے اور اس کے ہمراہ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب حضرت ﷺ نے ان سے کلام کیا تو اوس اور خزرج نے آپ ﷺ کی صفت پہچانی تو بعض نے بعض سے کہا کہ یہود آپ ﷺ کو ہم سے پہلے نہ مان لیں تم یہود سے پہلے حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ تو وہ حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور آپ ﷺ کو سچا جانا اور اپنے وطن کی طرف پھر گئے تا کہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں سو جب انہوں نے اپنی قوم کو حضرت ﷺ کی خبر دی تو ان کی قوم کا کوئی گھر باقی نہ رہا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ کا ذکر تھا یہاں تک کہ جب حج کے دن آئے تو ان میں سے بارہ آدمی آپ ﷺ کو ملے۔ (فتح)

٣٦٠٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ

٣٦٠٠۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ عصا کش کعب رضی اللہ عنہ کے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے ساتھ درازی کے جب کہ پیچھے رہا حضرت ﷺ سے جنگ تبوک میں کہا کعب رضی اللہ عنہ نے البتہ میں حاضر ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے عقبہ کی رات کو جب کہ عہد و پیمان کیا ہم نے آپس میں اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے بدلے میرے واسطے جنگ بدر

مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا.

میں حاضر ہونا ہوا اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے۔

فائدہ: یعنی جو جنگ بدر میں حاضر ہوا اگرچہ وہ فضیلت والا ہے اس واسطے کہ وہ پہلی جنگ ہے کہ اس میں اسلام کو مدد ہوئی لیکن عقبہ کی بیعت تھی سبب بیج ظاہر ہونے اسلام کے اور اسی سے پیدا ہوئی جنگ بدر کی اور ایک روایت میں ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے ارادے سے اپنی قوم کے مشرکوں کے ساتھ نکلے سو جب ہم مکے میں پہنچے اور ہم نے اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا پوچھا تو کسی نے کہا کہ وہ ساتھ عباس رضی اللہ عنہ کے ہیں مسجد میں پھر ہم مسجد میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو براء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلے کا پوچھا پھر ہم حج کی طرف نکلے اور وعدہ کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کا یعنی وہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ عبداللہ تھا جابر کا والد وہ اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا تھا تو ہم نے اس کو اسلام سکھلایا سو وہ اس وقت مسلمان ہو گیا اور ہو گیا سرداروں سے کہا سو ہم تہتر مرد ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے اور ہمارے ساتھ دو عورتیں تھیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہیں جس طرح کہ تم جانتے ہو اور البتہ ہم نے ان کو بچایا ہے اور وہ عزت میں ہیں سو اگر تم چاہو کہ پورا کرو تم واسطے ان کے قول قرار کو جو ان کے ساتھ قول قرار کرو اور ان کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ تو تم اور یہ یعنی تم ان کا ہاتھ پکڑو نہیں تو بس ابھی سے جواب دو ہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلام کیجیے اور جو چاہے اپنی جان کے واسطے عہد لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور اللہ کی طرف بلایا اور قرآن پڑھا اور اسلام کی رغبت دلائی پھر فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس چیز پر کہ بچاؤ مجھ کو اس چیز سے جس سے تم اپنی عورتوں اور لڑکوں کو بچاتے ہو تو براء بن معرور نے اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور لڑوں گا جس سے تم لڑو گے پھر فرمایا کہ اپنے سے میرے واسطے بارہ سردار نکالو اور فرمایا سرداروں سے کہ تم ضامن ہو اپنی اپنی قوم پر مانند ضامن ہونے حواریوں کے واسطے عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے کہا خوب اور روایت ہے کہ قریش کو بیعت کی خبر پہنچی تو بہت ناراض ہوئے اور ان میں سے پانچ سو مشرکوں نے قسم کھائی کہ یہ امر واقع نہیں ہوا

اور یہ اس واسطے کہ ان کے اس معاملے کے متعلق کچھ خبر نہیں ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بارہ نقیب یہ ہیں اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ، اور ابوالہیثم رضی اللہ عنہم۔ (فتح)

٣٦٠١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ شَهِدَ بِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْد اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدُهُمَا الْبَرَآءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ.

٣٦٠١۔ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے حاضر ہوئے ساتھ میرے دو ماموں میرے عقبہ کی رات کو ابن عیینہ نے کہا کہ ایک دونوں میں سے براء بن معرور ہے۔

فائدہ: یہ وہ صحابی ہیں جو سب انصاریں سے پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے اور پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (فتح)

٣٦٠٢۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَنَا وَأَبِيْ وَخَالِيْ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ.

٣٦٠٢۔ عطاء سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا باپ اور میرا ماموں تینوں اہل عقبہ سے ہیں۔

٣٦٠٣۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَآئِذُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ

٣٦٠٣۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ان لوگوں سے ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور عقبہ میں حاضر ہوئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ تھا کہ آؤ بیعت کرو مجھ اس پر کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو اور نہ چوری کرو اور نہ حرام کاری کرو اور نہ اپنی اولاد کو مارو اور نہ طوفان لاؤ باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور نہ میری بے حکمی کرو نیک کام میں سو جو تم میں اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کے بدلے دنیا میں عذاب کیا جائے یعنی حد ماری جائے تو وہ اس کے واسطے اس گناہ کا کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب

تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

چھپائے تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو معاف کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کہ شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ عقبہ کی بیعت فقط جگہ دینے اور مدد کرنے پر تھی اور لیکن بیعت کفارے کی پس دوسری بیعت ہے اور بیعت عقبہ کی صورت جنہوں نے بیان کی ان میں ایک کعب ہیں چنانچہ ابھی ان کی حدیث گزر چکی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس برس مکے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے ساتھ جاتے تھے لوگوں کے ان کی جگہوں میں موسم حج میں منیٰ وغیرہ میں فرماتے تھے کون ایسا ہے کہ مجھ کو جگہ دے اور میری مدد کرے تا کہ میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں اور اس کے واسطے بہشت ہے یہاں تک کہ اللہ نے ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مدینے سے بھیجا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مانا کہا پس کوچ کیا ہم سے ستر مردوں نے سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت عقبہ کا وعدہ کیا ہم نے کہا ہم کس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا ماننے اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں اور خرچ کرنے پر تنگی اور فراخی میں اور امر معروف پر اور برے کام سے روکنے پر اور اس پر کہ تم میری مدد کرو جب میں تمہارے پاس مدینے میں آؤں سو بچاؤ تم مجھ کو اس چیز سے کہ بچاتے ہو تم اس سے اپنی جانوں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو سو سب سرداروں نے کہا کہ ہم کو منظور ہے پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے کیا ثواب ہے فرمایا بہشت اور اسی طرح اور بھی کئی اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بیعت کی صورت بیان کی۔ (فتح الباری)

٣٦٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا

٣٦٠٤۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کہا کہ بیعت کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور نہ حرام کاری کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر ساتھ حق کے اور نہ لے بھاگیں مال کسی کا اور نہ بے حکمی

وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

کریں بدلے بہشت کے اگر ہم یہ کام کریں اور اگر ہم اس سے کسی چیز کو پہنچیں تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بارہ آدمیوں کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت کرے تو انصار میں سے بہت خلقت ان کے ہاتھ پر ایمان لائی یہاں تک کہ مدینے میں اسلام پھیل گیا پس تھا یہ سبب رحلت ان کی کا طرف مکے کی آئندہ سال میں یہاں تک کہ ستر مسلمانوں نے آپ ﷺ سے عقبہ کے پاس بیعت کی پھر حضرت ﷺ نے مصعب کو لکھا کہ ان کو جمعہ پڑھائے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُوْمِهَا الْمَدِيْنَةَ وَبِنَآئِهِ بِهَا.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور تشریف لانے آپ ﷺ کے مدینے میں اور بنا کرنے آپ ﷺ کی ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مدینے میں یعنی بعد ہجرت کے۔

فائدہ: تھا داخل ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ﷺ پر شوال میں پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ دوسرے سال میں ہجرت سے۔ (فتح)

٣٦٠٥ ـ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ فَوَفٰى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَّمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّيْ لَأُنْهِجُ حَتّٰى

٣٦٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ میں چھ برس کی لڑکی تھی پھر ہم مدینے میں آئے یعنی ہجرت کر کے تو ہم بنی حارث کے قبیلے میں اترے سو مجھ کو تپ ہوئی سو میرے سر کے بال گر گئے اور اکھڑ گئے پھر جب تپ دور ہوئی تو میرے بال پیدا ہوئے سو بہت ہوئے وہ بال جو کندھوں پر پڑتے تھے سو میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور البتہ میں ایک جھولے میں تھی اور میرے پاس میری سہیلیاں تھیں یعنی اور لڑکیاں تھیں سو اس نے مجھ کو پکارا تو میں اس کے پاس آئی مجھ کو معلوم نہ تھا کہ مجھ سے اس کا کیا مطلب ہے سو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو گھر کے دروازے پر کھڑا کیا اور میں ہانپتی تھی یہاں تک کہ

سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

میرا دم کچھ ٹھہرا پھر اس نے کچھ پانی لیا اور اس نے میرا منہ اور میرا سر ملا پھر مجھ کو گھر میں داخل کیا تو ناگہاں انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آئی تو خیر اور برکت پر اور بہتر حصے اور نصیب پر تو میری ماں نے مجھ کو ان کے سپرد کیا تو انہوں نے میرے حال کو درست کیا اور سنوارا سو اچانک میرے پاس حضرت ﷺ آئے چاشت کے وقت تو ان عورتوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اور احمد نے اس قصے کو اور وجہ سے دراز نقل کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور بنی حارث میں اترے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو میری ماں مجھ کو لائی اور میں جھولے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میرے بال کندھوں پر پڑتے تھے سو اس نے ان کو جدا کیا اور میرے منہ کو کچھ پانی سے ملا پھر مجھ کو اپنے ساتھ لائی یہاں تک کہ مجھ کو ایک دروازے پر کھڑا کیا یہاں تک کہ میرا دم ٹھہرا تو اچانک دیکھتی کیا ہوں کہ حضرت ﷺ اپنی چار پائی پر بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس انصاری مرد اور عورتیں ہیں تو میری ماں نے مجھ کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھایا پھر کہا یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے اللہ آپ ﷺ کو اس میں برکت دے پھر مرد اور عورتیں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ نے مجھ سے ہمارے گھر میں بنا کی یعنی صحبت کی اور حالانکہ میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔ (فتح)

٣٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرٰى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

٣٦٠٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی دو بار میں دیکھتا ہوں کہ تو ریشمی ٹکڑے میں ہے یعنی فرشتے نے مجھ کو تیری صورت دکھلائی اور کہتا تھا کہ یہ تمہاری عورت ہے تو میں اس کو کھولتا تھا تو ناگہاں وہ تو ہوتی پس میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو جاری کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

٣٦٠٧۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

٣٦٠٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فوت ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا

أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

حضرت ﷺ کے مدینے میں ہجرت کرنے سے پہلے تین سال سو دو برس یا دو برس کے قریب حضرت ﷺ ٹھہرے یعنی کسی عورت پر دخول نہ کیا اور نکاح کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھی پھر بنا کی ساتھ اس کے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں اشکال اور شبہ ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ نہیں بنا کی حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر ہجرت سے دو برس پیچھے اس واسطے کہ قول اس کا کہ دو برس ٹھہرے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور قول اس کا نَكَحَ عَائِشَةَ یعنی عقد کیا اس سے اس واسطے کہ بعد اس کے کہا کہ بنا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے دو برس پیچھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا کی اور حالانکہ یہ واقع کے مخالف ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بنا کی اس سے نو برس کی عمر میں اور آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے شوال میں اور بنا کی مجھ سے شوال میں بنا بریں اس کے پس قول اس کا کہ دو برس یا اس کے قریب ٹھہرے محمول ہے اس پر کہ ٹھہرے یعنی نہ داخل ہوئے کسی عورت پر پھر داخل ہوئے سودہ رضی اللہ عنہا پر پہلے ہجرت کرنے سے پھر بنا کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد ہجرت کے تو سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بعض راویوں سے ساقط ہو گیا ہے اور احمد اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو خولہ بنت حکیم نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ نکاح نہیں کرتے فرمایا ہاں پس کیا ہے نزدیک تیرے کہا ایک کواری ہے اور ایک شوہر دیدہ کنواری تو عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور شوہر دیدہ زمعہ کی بیٹی ہے سودہ فرمایا سو جا اور ان دونوں کے پاس میرا ذکر کر سودہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس کے بھائی کی بیٹی ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ کہ تو میرا بھائی ہے اسلام میں اور تیری بیٹی میرے واسطے درست ہے پھر حضرت ﷺ آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا پھر خولہ سودہ کے پاس گئی تو اس نے کہا میرے باپ سے کہہ اس نے اس کے باپ کو کہا تو اس نے حضرت ﷺ سے نکاح کر دیا اور یہ روایت اشکال کو دفع کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فوت ہوئی خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے تین برس پہلے یا قریب اس کے اور نکاح کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھ برس کی لڑکی تھیں پھر بنا کی حضرت ﷺ نے اس سے بعد اس کے کہ ہجرت کی طرف مدینے

کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نو برس کی لڑکی تھیں اور اس روایت میں بالکل کچھ اشکال نہیں اور پہلا اشکال بھی اس سے دفع ہو جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ.

باب ہے بیان میں ہجرت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف مدینے کے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ایک مرد ہوتا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا سو نا گہاں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے۔

فائدہ: رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اجازت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کی طرف مدینے کی ساتھ اس آیت کے ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا﴾ اور ذکر کیا ہے حاکم نے کہ نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے تھا بعد بیعت عقبہ کے ساتھ تین مہینوں کے یا قریب اس سے اور جزم کیا ہے ابن اسحاق نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو نکلے بنا بر اس کے پس ہو گا نکلنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد بیعت عقبہ کے دو مہینے اور کچھ اوپر دس دن یعنی جمعرات کے دن اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پس متوجہ ہوئے ان میں سے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور متوجہ ہوئی اس سے پہلے ایک جماعت درمیان دو عقبوں سے ان میں سے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ حبش سے پلٹ آئے تو کفار قریش نے ان کو نہایت تکلیف دی تو انہوں نے چاہا کہ پھر وہیں پلٹ جائیں پھر ان کو خبر ہوئی کہ بارہ آدمی مدینے سے بیعت کر گئے ہیں تو انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی پھر رفتہ رفتہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہاں قرار پکڑا تو جو مسلمان باقی تھے سب رفتہ رفتہ ہجرت کر گئے اور مشرکین جس کو روک سکتے تھے اس کو نہ جانے دیتے تھے سو اکثر مسلمان چھپ کر نکلتے تھے یہاں تک کہ نہ باقی رہا مکے میں مگر جو دبا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں محض انصاری ہوتا اور مجھ کو مکے میں

کے اور مہاجر نہیں رہتا اس شہر میں جس ٹھہرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی لیکن میں موصوف ہوں ساتھ صفت ہجرت کے ہجرت کی ہو وطن بنا کر سو لائق ہے کہ تم بالکل اطمینان رکھو کہ میں تم سے پھروں گا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا جب کہ انہوں نے کہا کہ لیکن مرد یعنی حضرت ﷺ نے پس دوست رکھا ہے ٹھہرنے کو اپنے وطن میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی کی کہ ان تینوں جگہوں سے جس جگہ تو اترے وہی تیری ہجرت کا گھر ہے مدینہ یا بحرین یا قنسرین ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے صحیح حدیث کے کہ قنسرین شام کی زمین ہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے اوپر اختلاف ماخذ کے یعنی پہلے آپ ﷺ کو خواب میں نظر آیا پھر وحی کے واسطہ سے اختیار ملا تو آپ ﷺ نے مدینے کو اختیار کیا۔ (فتح)

٣٦٠٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ يَّقُوْلُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنْ إِذْخِرٍ وَّمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٣٦٠٨۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے سو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے تو ثابت ہوا ہمارا ثواب نزدیک اللہ کے سو بعض ہم میں سے اس عالم سے گزر گئے یعنی مر گئے اور نہ لیا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی غنیموں کے مال سے کہ ان کے بعد ہاتھ آئیں ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور چھوڑی ایک کملی سیاہ اور سفید مانند رنگ چیتے کے سو جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھلا رہتا تھا تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض وہ ہیں کہ ان کے واسطے ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

فائدہ: میوے سے مراد غنیمت کے مال ہیں کہ پایا ان کو ان لوگوں نے جو ملکوں کی فتح ہونے کے وقت موجود تھے۔ اور اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔

٣٦٠٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ

٣٦٠٩۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

سے سنا فرماتے تھے کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے سو جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت اور جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۶۱۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۳۶۱۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۶۱۱۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

۳۶۱۱۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے سو ہم نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا یعنی جو فتح مکہ سے پہلے واجب تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج کے دن یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا ثواب نہیں ابتداء میں مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ ایک ان میں سے اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ فتنے میں مبتلا ہو پس لیکن آج سو اللہ نے اسلام کو غالب کیا اور عبادت کرے آدمی

اپنے رب کی جس جگہ چاہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف بیان شروع ہونے ہجرت کے اور یہ کہ اس کا سبب خوف فتنے کا تھا اور حکم گھومتا ہے اپنی علت پر اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جو قادر ہوا اس پر کہ جس جگہ چاہے اللہ کی عبادت کر سکے تو اس پر ہجرت کرنا واجب نہیں اور ایسا نہ ہو تو واجب ہوتی ہے اور اسی واسطے ماوردی نے کہا کہ جب قادر ہو مسلمان اوپر ظاہر کرنے دین کے کفر کے کسی شہر میں یعنی دار الحرب میں تو ہو جاتا ہے وہ شہر ساتھ اس کے دار السلام سو ٹھہرنا اس میں افضل ہے اس سے ہجرت کرنے سے اس واسطے کہ امید ہے کہ اس کے سوا اور کوئی اسلام میں داخل ہو اور میں نے اول جہاد میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خطابی نے کہا کہ ابتدا اسلام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا مطلوب تھی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت واجب ہوئی واسطے جہاد کرنے کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سیکھنے احکام دین کے اور تحقیق تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کئی آیتوں میں یہاں تک کہ عہد توڑ ڈالا باہم رفیق ہونے کو درمیان مہاجر اور غیر مہاجر کے کہ ایک دوسرے کا وارث نہ ہو سو اللہ نے فرمایا کہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو اس کی رفاقت سے کچھ کام نہیں یہاں تک کہ ہجرت کریں پھر جب مکہ فتح ہوا اور ہر قوم کے لوگ مسلمان ہوئے تو ہجرت فرض موقوف ہوئی اور اس کا استحباب باقی رہا میں کہتا ہوں کہ ایک روایت میں ہے کہ نہیں موقوف ہو گی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو تو تطبیق دونوں میں اس طور سے ہے کہ مراد **لا ھجرۃ** الخ سے یہ ہے کہ نہیں ہجرت طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد فتح مکہ کے جس جگہ کہ تھی ساتھ نیت عدم رجوع کے اپنے اصل معنی کی طرف مگر اجازت سے اور مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ نہیں موقوف ہوئی ہجرت دار الکفر سے مسلمان کے واسطے دار السلام کی طرف اور تحقیق بیان کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مراد کو جب اس حدیث میں جو اسماعیلی نے اس سے روایت کی ہے کہ موقوف ہوئی ہجرت بعد فتح مکہ کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہیں موقوف ہوئی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو یعنی کہ جب تک دنیا میں دار الکفر رہے پس ہجرت واجب ہے اس سے اس شخص پر جو مسلمان ہوا اور اس کو اپنے دین پر فتنے کا خوف ہو اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ دنیا میں کوئی دار الکفر نہ رہے تو ہجرت موقوف ہو گی واسطے موقوف ہونے موجب اس کے۔ (فتح)

۳۶۱۲۔ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ

۳۶۱۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ کوئی میرے نزدیک محبوب تر نہیں یہ کہ میں ان سے جہاد کروں تیری راہ میں ان لوگوں سے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا الٰہی

أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ.

سو میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی دور کر دی۔

فائدہ: شاید گمان ان کو ابتدا میں تھا یقین نہ تھا۔

٣٦١٣۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

۳۶۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے سو تیرہ برس کے میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور دس برس مدینے میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٤۔ حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

۳۶۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کے بعد کے میں تیرہ برس ٹھہرے اور فوت ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ

۳۶۱۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے سو فرمایا کہ اللہ نے ایک بندے کو مختار کیا دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں تو ہم کو ان کے رونے سے تعجب آیا تو

عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَّقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِّنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِيْ بَكْرٍ.

لوگوں نے کہا کہ دیکھو اس بوڑھے کو کہ حضرت ﷺ ایک بندے کی خبر دیتے ہیں جس کو اللہ نے دنیا اور آخرت میں مختار کیا اور وہ کہتا ہے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو تب ہم نے معلوم کیا کہ خود حضرت ﷺ ہی مختار تھے یعنی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو مراد کیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ تر عالم تھے ساتھ اس مراد کے یعنی ان کے سوا اور کوئی اس بھید کو نہ سمجھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب آدمیوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے میں اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں کسی کو اپنی امت میں جانی دوست ٹھہراتا ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا ہوں لیکن اسلام کی برادری ہمارے اور اس کے درمیان ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر کہ بند کیا جائے مگر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔

٣٦١٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُّهَاجِرًا نَّحْوَ

٣٦١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں جانا میں نے اپنے ماں باپ کو ہرگز مگر اس حالت میں کہ دونوں دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان تھے ہم پر کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے دن کی دونوں طرفوں میں صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مبتلا ہوئے یعنی ساتھ ایذا دینے مشرکوں کے جب کے بند کیا انہوں نے بنی ہاشم کو پہاڑ کے درے میں اور اجازت دی حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو واسطے ہجرت کے طرف حبشہ کی تو

أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يَفْتِنَ نِسَآئَنَا وَأَبْنَآئَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ

ابوبکر رضی اللہ عنہ حبش کی زمین کی طرف ہجرت کر کے نکلے یہاں تک کہ جب برک الغماد (ایک جگہ کا نام ہے پانچ دن کی راہ مکے سے یمن کی طرف) میں پہنچے تو ابن دغنہ ان سے ملا اور وہ سردار تھا قبیلے قارہ کا تو اس نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ کرتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا یعنی میرے نکالنے کے باعث ہوئے سو اب میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرے جیسا نہ خود وطن سے باہر نکلتا ہے اور نہ باہر نکالا جاتا ہے یعنی لائق نہیں کہ تیرے جیسا آدمی وطن سے باہر نکلے یا نکالا جائے بے شک تو مدد کرتا ہے محتاج کی یا نایاب چیز لوگوں کو دیتا ہے اور سلوک کرتا ہے ناتے داروں سے اور اٹھاتا ہے بوجھ کو یعنی عیال وغیرہ محتاجوں کی خبر گیری کرتا ہے جس کی خبر گیری بھاری ہوتی ہے اور ضیافت کرتا ہے مہمان کی اور مدد کرتا ہے حق کی حادثوں پر یعنی جو ناحق نہ ہوں مانند قرض وغیرہ کی سو میں تجھ کو امان دینے والا ہوں تم پلٹ جاؤ اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو سو ابوبکر رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور ابن دغنہ ان کے ساتھ سوار ہوا اور پچھلے پہر قریش کے رئیسوں میں گھوما تو ان سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ بااختیار اپنے وطن سے نکلتا ہے یعنی اس واسطے کہ اس میں نفع بڑھنے والا ہے اپنے شہر کے واسطے اور نہ بے اختیار نکالا جاتا ہے کیا تم نکالتے ہو ایسے مرد کو جو محتاج کی مدد کرتا ہے اور برادری سے سلوک کرتا ہے اور بوجھ کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور جائز مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان کو رد نہ کیا تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ سوچا ہے کہ

عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَّا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَآئَةِ فِيْهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ نِسَآئَنَا وَأَبْنَائَنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ

اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور اس میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور ہم کو اس کے ساتھ ایذا نہ دے اور اس کو ظاہر نہ کرے سو بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتوں اور لڑکوں کو فتنے میں ڈالے یعنی مبادا مسلمان ہو جائیں تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ کچھ دیر ٹھہرے اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے تھے اور اپنی نماز کو ظاہر نہ کرتے تھے اور اس کے گھر کے سوا اور جگہ میں نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا یعنی سوائے پہلے خیال کے سوانہوں نے اس کے گھر میں مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں ان پر ازدحام کرتیں اور جمع ہوتی تھیں اس سے تعجب کرتے اور اس کو تعجب سے دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے یعنی اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ عورتوں اور لڑکوں کے دل نرم ہوتے ہیں مبادا مسلمان نہ ہو جائیں سو انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا سو وہ ان کے پاس آیا تو قریش کے رئیسوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی تیری پناہ کے سبب سے اس شرط پر کہ اپنے رب کی عبادت کرے سو البتہ وہ اس شرط سے بڑھ گیا سو اس نے اس کے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن کو ظاہر کیا اور البتہ ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور لڑکے فتنوں میں مبتلا ہوں سو تو اس کو منع کر سو اگر چاہے کہ فقط اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے بغیر اعلان کے تو کرے یعنی اس کو اجازت ہے اور اگر نہ مانے مگر یہ کہ اس کو ظاہر کرے تو اس کو سوال کر

هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَّهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَاللهِ مَا جَآءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ

کہ تیری امان تجھ کو پھیر دے سو البتہ ہم نے برا جانا کہ تیری امان کو توڑیں اور نہیں ہم برقرار رکھنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعلان کو یعنی ہم اس پر انکار کرنے سے چپ نہیں رہیں گے کہ ہم کو خوف ہے کہ ہمارے جورو لڑکے مسلمان نہ ہو جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا کہ البتہ تم جانتے ہو جس پر میں نے تجھ سے عہد کیا تھا اور پناہ دی تھی سو یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میری امان مجھ کو پھیر دو سو بے شک میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ سنیں کہ میں عہد توڑا گیا ایک مرد کے حق میں جس کو میں نے امان دی یعنی یہ میری بے عزتی کا سبب ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان پر راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو پتھریلی زمینوں کے درمیان سو جس نے چاہا مدینے کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے عام لوگ مدینے کی طرف پلٹ آئے (یعنی جب انہوں نے سنا کہ مسلمانوں نے مدینے کو وطن ٹھہرایا ہے تو مکے کی طرف پھر آئے پھر اکثر نے ان میں سے مدینے کے طرف ہجرت کی اور جعفر وغیرہ حبشہ میں ہی رہے اور یہ سبب غیر اس سبب کا ہے جو پہلے مذکور ہوا بیچ پلٹنے بعض مہاجرین کے حبش سے پہلے ہجرت میں اس واسطے کہ اس کا سبب مشرکین کا سجدہ کرنا تھا ساتھ مسلمانوں کے سورہ نجم میں تو مشہور ہوا کہ مشرکین مسلمان ہوئے اور سجدہ کیا سو بعض حبش سے پلٹ آئے تو مشرکین کو پہلے سے بھی زیادہ سخت پایا) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف سفر کرنے کا سامان کیا یعنی چاہا کہ اس کی

هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِّطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهٖ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَّبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَّهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَّقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَآئِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُّكْتَادَانِ بِهٖ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِّنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَّهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَّالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِيْ اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ

طرف ہجرت کرے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور کیا آپ ﷺ کو بھی اس کی امید ہے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں فرمایا ہاں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کی خاطر اپنے آپ کو سے روکا تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے ان کو کیکر کے پتے چار مہینے کھلائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو جس حالت میں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی میں دوپہر کے وقت کہ کسی کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حضرت ﷺ تشریف لائے اپنا سر منہ لپیٹے ایسی گھڑی میں کہ اس میں ہمارے گھر میں نہ آیا کرتے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لایا آپ ﷺ کو اس گھڑی میں مگر کوئی بڑا کام عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی سو حضرت ﷺ اندر آئے سو فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو باہر نکال دے کہ ایک بات پوشیدہ کرنے کی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو فقط اپنے گھر والے ہی ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا اور کوئی غیر نہیں یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میری ان دونوں سواریوں سے ایک سواری آپ لے لیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مول لی کہ میں غیر کے اونٹ پر سوار نہیں ہوتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے دونوں

فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَآئَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَّفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِيْ أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ

کے سفر کا سامان نہایت جلد تیار کیا اور ہم نے ان کے واسطے ایک دستر خوان بنایا ایک تھیلے میں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا تو اسی سبب سے اس کا نام ذات النطاقین ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جس ثور کے پہاڑ کی غار میں داخل ہوئے سو دونوں اس میں تین رات چھپے رہے رات رہتا تھا ان کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور وہ جوان لڑکا تھا اور دانا اور سمجھ دار تھا سو پچھلی رات کو ان کے پاس سے مکے میں چلا آتا تھا تو صبح کرتا تھا ساتھ قریش کے مکے میں جیسا کوئی مکے میں رات کاٹے یعنی اگر کوئی اس کو دیکھے تو گمان کرے کہ رات کو یہیں تھا سو نہ سنتا تھا کوئی امر جس سے ان کے ساتھ مکر کیا جائے یعنی اس میں دونوں کی بدخواہی مطلوب ہو مگر کہ اس کو یاد رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کے پاس اس دن کی خبر لاتا جب کہ خوب اندھیرا ہوتا تو عامر بن فہیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام ان کے واسطے ایک دودھیل بکری بکریوں میں سے چراتا تھا پھر ایک گھڑی رات گئی اس کو ان کے پاس چرا لاتا تو دونوں رات کاٹتے تازہ دودھ میں اور وہ دودھ ان کی دودھیل بکری کا تھا گرم کیا ہوا پھر عامر بن فہیرہ پچھلی رات بکریوں کو آواز مارتا یعنی جیسا کہ چرانے والا بکریوں کو جھڑکنے کے وقت آواز مارتا ہے سو فجر کرتا لوگوں کے چرواہوں میں تو نہ معلوم کرتا اس کو کوئی کہ رات کہاں تھا کرتا یہ کام ہر رات کو ان تین راتوں سے اور مزدور ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی وائل سے اور وہ بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے تھا رہبر ماہر اور خریت وہ ہے کہ راہ دکھانے میں ماہر ہو البتہ ڈبویا تھا اس نے ہاتھ اپنا از روئے قسم کے عاص بن وائل کی اولاد میں یعنی ان

عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِيْ إِلَى كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَآئَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَآئِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَآءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَآنِيْ وَلَمْ يَسْأَلَانِيْ إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِيْ رُقْعَةٍ مِّنْ أَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کا ہم قسم تھا اور دستور تھا کہ جب باہم قسم کھاتے تو اپنے داہنے ہاتھ خون یا خوشبو میں ڈبوتے تھے یا کسی اور چیز میں جس میں ہاتھ آلودہ ہو تو یہ قسم کی تاکید ہوتی تھی) اور وہ مرد کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اس کو امین ٹھہرایا کہ اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالے کیں اور اس سے وعدہ کیا کہ تین رات کے بعد تیسری صبح کو ان کی دونوں سواریاں پہاڑ ثور کی غار میں لائے یعنی وہ تیسری صبح ان کی دونوں سواریاں ان کے پاس لایا اور چلا ساتھ ان کے عامر بن فہیرہ (یعنی واسطے خدمت اور مدد دونوں کی کے) اور رہبر راہ کھانے والا تو اس نے ان کے ساتھ سواحل کی راہ لی یعنی عسفان سے نیچے ابن شہاب نے کہا اور خبر دی مجھ کو عبدالرحمن بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور وہ بھتیجا ہے سراقہ بن مالک کا کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سراقہ بن مالک سے سنا کہ کہتا تھا کہ کفار قریش کے ایلچی ہمارے پاس آئے مقرر کرتے تھے حضرت ﷺ کے حق میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیت ہر ایک کی دونوں میں سے اس کے واسطے جو ان کو مار ڈالے یا قید کرے سو جس حالت میں کہ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک مرد ان میں سے سامنے آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور ہم بیٹھے تھے سو اس نے کہا کہ اے سراقہ بے شک میں نے ابھی کچھ لوگ ساحل پر دیکھے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی ہیں سراقہ نے کہا سو میں معلوم کر گیا کہ وہی ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ وہ نہیں ہیں لیکن تو نے فلاں فلاں کو دیکھا کہ ہمارے روبرو گئے پھر میں مجلس میں ایک گھڑی ٹھہرا پھر میں کھڑا ہوا اور گھر میں آیا تو میں نے اپنی باندی کو حکم کیا کہ میرا گھوڑا باہر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلٰى بُيُوْتِهِمْ أَوْفٰى رَجُلٌ مِّنْ يَّهُوْدَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَّنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعٍ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِّلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ

نکالے ٹیلے کے پیچھے سے اور اس کو میرے واسطے روک رکھے (یعنی تو میں نے تیر سے فال لی تو فال نکلی کہ مجھ کو فتح نہیں اور باوجود اس کے سواونٹ کی طمع سے میں باز نہ رہا) اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کے پیچھے سے نکلا تو میں نے نیزے کے پھل کو زمین میں کھینچا اور اس کے اوپر کی طرف کو نیچے کیا (یعنی اس کو ہاتھ سے پکڑا اور اس کے پھل کو زمین پر کھینچتا چلا تا کہ اس کی چمک کسی اور کے واسطے ظاہر نہ ہو اس واسطے کہ اس کو برا معلوم ہوا کہ کوئی اس کے ساتھ جائے اور انعام میں اس کا شریک ہو) یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا سو میں اس پر سوار ہوا تو میں نے اس کو دوڑایا زقند مارتا یعنی دونوں پاؤں اکٹھے اٹھاتا تھا اور اکٹھے رکھتا تھا یہاں تک کہ میں ان سے قریب ہوا سو میرے گھوڑے کا پاؤں الجھا یعنی اس کو ٹھڈا لگا وہ گر پڑا تو میں بھی اس سے گر پڑا پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا سو میں نے اس سے تیر نکالے تو میں نے اس سے فال لی کہ کیا میں ان کو ضرر پہنچا سکوں گا کہ نہیں تو وہ تیر نکلا جو مجھ کو برا معلوم ہوا یعنی منع کا تیر نکلا سو میں نے تیروں کی نافرمانی کی اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اس حال میں کہ میرے ساتھ زقند مارتا تھا یا مجھ کو قریب کرتا تھا یہاں تک کہ جب میں نے حضرت ﷺ کی قرأت سنی اور آپ ﷺ مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت مڑ مڑ کے دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے سو میں اس سے گر پڑا پھر میں نے اس کو جھڑکا تو وہ کھڑا ہوا سو نہ قریب تھا کہ اپنے ہاتھ زمین سے نکالے یعنی اس نے بہت مشکل سے اپنے ہاتھ زمین سے نکالے سو جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو ناگہاں اس کے

أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَآئِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَّأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِّلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَّسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَّطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْاٰخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ

دونوں ہاتھ کے نشان سے آسمان میں گرد بلند ہوئی مانند دھوئیں کی پھر میں نے تیروں سے فال لی تو وہ تیر نکلا جو میں نے برا جانا یعنی تو ان کا ضرر نہ کرے گا تو میں نے ان کو پکارا کہ میں نے آپ کو امان دی میں سراقہ بن مالک ہوں ٹھہر جاؤ میں تم سے بات کروں تو وہ ٹھہر گئے پھر میں گھوڑے پر سوار ہو کے ان کے پاس آیا اور جب میں ان سے روکا گیا تو میرے دل میں پڑا یہ کہ حضرت ﷺ غالب ہو جائیں گے تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کے بے شک آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کے حق میں دیت مقرر کی ہے اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ارادہ رکھتے ہیں یعنی حرص سے کہ ان پر فتح یاب ہوں اور مال خرچ کرنے سے واسطے اس کے جو ان کو پائے اور اس نے حضرت ﷺ سے عہد کیا کہ نہ آپ ﷺ سے لڑے اور نہ کسی کو آپ ﷺ کی خبر دے اور تین دن تک آپ ﷺ کی خبر کو چھپائے رکھے اور میں نے خرچ سفر اور اسباب کے ان کے پیش کیا سو نہ کم کیا آپ ﷺ نے کچھ اس چیز سے کہ میرے ۔ ھ تھی اور نہ سوال کیا مجھ سے مگر یہی کہا ہماری خبر کو چھپا اور میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھ کو امان کا نوشتہ لکھ دیں سو آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم کیا تو اس نے میرے واسطے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر نوشتہ لکھا پھر حضرت ﷺ چلے گئے (یعنی سراقہ پھر آیا سو نہ ملتا تھا کسی سے مگر کہ کہتا تھا کہ میں نے تم کو کفایت کی اس طرف کوئی نہیں سو نہ ملا کسی سے کہ اس کو پھیر لایا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ پھرا تو قریش سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں راہ اور قدم کی کیسی خبر رکھتا ہوں اور میں نے اس طرف کوئی نہیں

الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍ غَيْرَ هَذَا الْبَيْتِ.

دیکھا تو وہ پلٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں اس نوشتہ کو لے کر پھر آیا اور میں نے اس معاملے سے کسی کو کچھ نہ بتلایا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے بعد جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو میں نکلا کہ آپ ﷺ سے ملوں اور میرے ساتھ نوشتہ تھا تو میں آپ ﷺ سے جعرانہ میں ملا اور میں نے اپنا ہاتھ نوشتہ کے ساتھ بلند کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کا نوشتہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وفا کا دن ہے سو میں مسلمان ہوا) ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہ حضرت ﷺ راہ میں زبیر سے ملے معہ چند سواروں مسلمانوں کے جو سوداگر تھے پلٹنے والے شام سے یعنی شام میں تجارت کو گئے ہوئے تھے وہاں سے پلٹے آتے تھے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے اور مدینے میں مسلمانوں نے مکے سے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہر صبح تک پتھریلی زمین تک باہر نکلتے تھے اور آپ ﷺ کی انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی ان کو پھیرتی تھی تو ایک دن بہت انتظار کے بعد پلٹے سو جب انہوں نے اپنے گھروں میں جگہ پکڑی تو ایک یہودی مردان کے ایک قلعے پر چڑھا کسی چیز کے واسطے جس کو وہ دیکھتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے دور ہوتا تھا سراب نظر سے بسبب عارض ہونے اس کے واسطے اس کے یعنی سیراب ان کے کپڑوں کی سفیدی کے سامنے معدوم تھا سو یہودی اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ اپنی بلند تر آواز سے کہا کہ اے گروہ عرب کے یہ ہیں صاحب تمہاری دولت کا جن کو تم انتظار کرتے تھے تو مسلمان

ہتھیاروں کی طرف اٹھے یعنی حضرت ﷺ کی حفاظت کے واسطے ہتھیار لیے سو آپ ﷺ کو پتھریلی زمین پر جا ملے تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ داہنے راہ پھرے یہاں تک کہ ان کے ساتھ بنی عمرو کے قبیلے میں اترے اور وہ پیر کا دن تھا ربیع الاول کے مہینے سے سو کھڑے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ملنے کو اور حضرت ﷺ چپکے بیٹھے سو جو انصاری آتا تھا جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوا نہ تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے لگا یعنی اس گمان سے کہ حضرت ﷺ یہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو سورج کی دھوپ پہنچی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی چادر سے حضرت ﷺ پر سایہ کیا تو اس وقت لوگوں نے حضرت ﷺ کو پہچانا سو حضرت ﷺ بنی عمرو کے قبیلے میں کچھ اوپر دس رات ٹھہرے اور بنیاد رکھی اس مسجد کی جس کی بنیاد رکھی گئی پرہیزگاری پر یعنی مسجد قباء اور حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیادہ چلے یہاں تک کہ بیٹھ گئی اونٹنی حضرت ﷺ کی مسجد کے نزدیک جو مدینے میں ہے اور اس وقت اس میں کئی مسلمان مرد نماز پڑھتے تھے اور وہ کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ تھی واسطے سہیل اور سہل کے دو لڑکوں یتیموں کی جو اسعد بن زرارہ کی گود میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئی کہ اگر اللہ نے چاہا تو یہی رہنے کا مکان ہوگا پھر حضرت ﷺ نے دونوں لڑکوں کو بلوایا اور ان سے مربد کی زمین کی قیمت پوچھی تاکہ اس کو مسجد بنائیں تو دونوں لڑکوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بلکہ ہم آپ ﷺ کو بخش دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے انکار کیا یہ

کہ قبول کریں ان سے بطور ہبہ کے یہاں تک کہ اس کو دونوں سے خریدا پھر وہاں مسجد بنائی تو حضرت ﷺ اس کی تعمیر میں ان کے ساتھ اینٹیں لانے لگے اور فرماتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ اینٹیں لاتے تھے کہ یہ بوجھ اٹھانا افضل ہے نہ کہ خیبر کا بوجھ اے ہمارے رب یہ نیک تر اور پاک تر ہے اور فرماتے تھے کہ الٰہی بے شک معتبر ثواب آخرت کا ثواب ہے سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو سو حضرت ﷺ نے ایک مرد مسلمان کا شعر پڑھا نہیں نام لیا گیا اس کا واسطے میرے زہری نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی پورے شعر کو پڑھا سوائے ان شعروں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے ایک کھڑکی تھی دونوں اس سے نکلے حاکم نے کہا کہ متواتر ہیں حدیثیں اس باب میں کہ حضرت ﷺ کا مکے سے نکلنا پیر کے دن تھا اور مدینے میں پہنچنا بھی پیر کے ہی دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ مکے سے جمعرات کو نکلے تو ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ مکے سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار سے پیر کو نکلے تھے اس واسطے کہ تین رات اس میں رہے سو وہ جمعرات کی رات اور ہفتہ کی رات اور اتوار کی رات ہے اور پیر کی رات کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر میں لیٹے تاکہ مشرکین معلوم کریں کہ حضرت ﷺ لیٹے ہیں اور رات کاٹی قریش نے اختلاف اور مشورے میں کہ کون حملہ کرے بستر والے پر اور اس کو باندھے یہاں تک کہ انہوں نے اس مشورے میں صبح کی تو ناگہاں انہوں نے دیکھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو ان سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے جانا کہ وہ ہم سے نکل گئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنے بستر پر نہ سوئیں تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر اپنے بستر پر سلایا اور ان کو سبز چادر اوڑھائی پھر نکلے حضرت ﷺ قوم پر اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک مٹھی مٹی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو ان کے سروں پر بکھیرا اور آپ ﷺ سورۂ یٰس پڑھتے تھے ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے ﴿اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ الآیۃ کہا کہ قریش نے ایک رات مکے میں باہم مشورہ کیا سو بعض نے کہا کہ جب صبح کریں تو ان کو بیڑیوں میں قید کرو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو مار ڈالو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو وطن سے نکال دو تو اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس کی اطلاع دی تو اس رات کو علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر پر لیٹے اور باہر نکلے حضرت ﷺ یہاں تک کہ غار میں جا

پہنچے اور رات گزاری مشرکوں نے علی رضی اللہ عنہ کی نگہبانی کرتے ہوئے گمان کرتے تھے کہ حضرت ﷺ ہیں یعنی انتظار کرتے تھے کہ اٹھیں اور ان کے ساتھ کریں جو چاہیں پھر جب فجر ہوئی تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو کہا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے قدم کا نشان پکڑا سو جب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو ان کو شبہ پڑ گیا سو وہ پہاڑ پر چڑھے اور غار پر گزرے اور اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا سو حضرت ﷺ اس میں تین رات ٹھہرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ہر طرف تلاش کو نکلے۔ (فتح) مشرکین کے پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا تھا کہ اللہ نے اجازت دی اور دوسرے پر لکھا تھا کہ اللہ نے منع کیا تیسرا تیر خالی تھا سو جب ان کو کوئی کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا نکاح تو ان تیروں سے فال لیتے اگر اجازت کا تیر اول ہاتھ میں آتا تو وہ کام کرتے اور اگر منع کا نکلتا تو اس کام سے باز رہتے اور اگر خالی تیر نکلتا تو چند روز ٹھہر جاتے پھر اسی طرح فال دیکھتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل قبا میں اترے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کے واسطے ضرور تھا کہ کوئی مکان بنائیں جس کے سائے میں بیٹھیں اور جس میں نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے پتھر جمع کیے اور مسجد قبا بنائی سو وہ اول مسجد ہے جو مدینے میں بنائی گئی اور درحقیقت وہ پہلی مسجد ہے جس میں حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی ظاہر ہو کر اور وہ اول مسجد ہے جو بنائی گئی واسطے جماعت عام مسلمانوں کے اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی مسجدیں بنائی گئیں تھیں لیکن واسطے خصوصیت اس شخص کے جس نے اس کو بنایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے کئی برس ہم مدینے میں رہے ہم مسجدیں بناتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور علماء کو اختلاف ہے کہ آیت ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ سے کون سی مسجد مراد ہے جمہور اس پر ہیں کہ اس سے قباء کی مسجد مراد ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر آیت سے اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد باہم جھگڑے کہ آیت مذکور میں کون سی مسجد مراد ہے ایک نے کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے اور دوسرے نے کہا کہ قباء کی مسجد ہے سو دونوں حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے اور قباء کی مسجد میں بہت خیر ہے اور احتمال ہے کہ ہو خصوصیت اور زیادتی واسطے اس چیز کے کہ اتفاق پڑا بہت ٹھہرنے اس میں حضرت ﷺ کے سے مدینے کی مسجد میں بخلاف قباء کی مسجد کے کہ نہیں ٹھہرے اس میں حضرت ﷺ مگر بہت تھوڑے دن اور کافی ہے یہی زیادتی اور حق یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ یعنی اس میں وہ مرد ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ مراد ساتھ اس کے مسجد قباء ہے اور ابوداود میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے حق میں اتری ہے بنا بریں اس کے پس یہ جو حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ ﴿اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى﴾ میری مسجد ہے تو اس میں بھید دور کرنا ہے وہم کا کہ پرہیز گاری پر بنیاد رکھنا خاص ہے ساتھ مسجد قباء کے یعنی ایسا نہیں بلکہ دونوں کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی اور داؤدی وغیرہ نے کہا کہ یہ اختلاف نہیں اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اور اسی طرح کہا سہیلی نے اس کے غیر نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ چاہتا ہے کہ وہ مسجد قباء ہو اس واسطے کہ بنیاد رکھنا اس کی تھی اول دین میں جس دن حضرت ﷺ ہجرت کے گھر میں اترے پھر جب حضرت ﷺ قباء سے سوار ہو کر مدینے میں تشریف لائے تو ہر ایک آدمی نے درخواست کی کہ ہمارے مکان میں اتریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں بیٹھے گی تو وہ مسجد کے منبر کی جگہ میں بیٹھ گئی اور یہ جو کہا کہ دونوں لڑکوں کو بلوا کر اس کی قیمت پوچھی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس باغ کی مجھ سے قیمت کر کے مول لو تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے اس کا خاص مالک کون ہے تو انہوں نے دو لڑکوں کو معین کیا تو حضرت ﷺ نے ان سے وہ جگہ مول کر لی اور احتمال ہے کہ جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اس کا مول اللہ ہی سے چاہتے ہیں انہوں نے اس کا مول اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہم اس کا مول مالک کو ادا کر دیں گے اور حضرت ﷺ کی مسجد پہلے چھپر تھا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اینٹوں سے بنایا اور اس پر چھت ڈالی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد مسلمان کا شعر پڑھا تو مناسبت شعر مذکور کی واسطے حال مذکور کے واضح ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو چیز وارد ہوئی ہے عمارت کے مکروہ ہونے میں وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاجت سے زیادہ ہے اور امر دینی میں نہ ہو مانند بنانے مسجد کی یعنی حاجت سے زیادہ مکان بنانا مکروہ ہے اور یہ جو ابن شہاب نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی پورے شعر کا مصرعہ پڑھا ہو سوائے ان شعروں کے تو ابن تین نے کہا کہ انکار کیا ہے کہ زہری پر دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ رجز ہے شعر نہیں اسی واسطے کے قائل کو راجز کہتے ہیں شاعر نہیں کہتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء کو اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے شعر پڑھا ہے یا نہیں اور بنا بر جواز کے ایک مصرعہ پڑھا ہے یا زیادہ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مصرعہ شعر نہیں اور اس میں نظر ہے انتہی اور جواب پہلی وجہ انکار سے یہ ہے کہ جمہور اس پر ہیں کہ رجز شعر کی قسموں سے ہے جب کہ باوزن ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت ﷺ اس کو کہتے تھے تو قافیہ بندی کے ساتھ نہ پڑھتے تھے بلکہ ت کو باحرکت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں اس طور سے آیا ہے فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور یہ باوزن نہیں اور دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ منع حضرت ﷺ سے صرف شعر کا خود پیدا کرنا ہے نہ پڑھنا اس کا اور نہیں دلیل اوپر منع ہونے پڑھنے اس کے بطور مثال کے اور زہری نے جو کہا کہ ہم کو نہیں پہنچا تو اس میں زہری پر اعتراض نہیں اگرچہ حضرت ﷺ سے ثابت ہو کہ

آپ ﷺ نے شعر پڑھا سوائے اس کے کہ نقل کیا ہے اس کو زہری نے اس واسطے کہ اس نے تو صرف اس کی نفی کی ہے کہ مجھ کو نہیں پہنچا اس نے مطلق نفی نہیں کی علاوہ اس کے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوئی شعر اس سے پہلے نہیں پڑھا مگر یہ سو شاید یہ روایت زہری کو نہیں پہنچی اور جو بخاری میں ہے وہ صحیح تر ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ شعر ایک مسلمان مرد کا اور اس حدیث میں جواز قول شعر کا ہے اور اس کی قسموں کا خاص کر رجز کا لڑائی میں اور واسطے مدد کرنے کے اعمال شاقہ پر کہ اس میں اٹھانا ہمتوں کا ہے اور شجاعت اور جوش دلانا دلوں کو ہے او پر محنت کرنے امور مشکل کے۔ (فتح)

۳۶۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَا الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لِأَبِيْ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلَّا نِطَاقِيْ قَالَ فَشُقِّيْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْمَآءُ ذَاتُ النِّطَاقِ.

۳۶۱۷۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تیار کیا میں نے کھانا اور دستر خوان واسطے حضرت ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جب کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ نہیں پاتی میں کچھ چیز جس کے ساتھ دستر خوان کا سر باندھوں مگر اپنا کمر بند تو انہوں نے کہا کہ اس کو دو ٹکڑے کر لو تو میں نے کیا پس نام رکھی گئی میں ذات النطاقین یعنی صاحب دو کمر بند کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کمر بند پھاڑنے کا باپ نے حکم کیا اور کمر بند اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کمر باندھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کپڑا ہے کہ اس کو عورت پہنتی ہے اور اس کے درمیان کو رسی سے باندھتی ہے پھر اس کی اوپر کی طرف کو نیچے کی طرف پر چھوڑ دیتی ہے۔ (فتح)

۳۶۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكَ فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۶۱۸۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو سراقہ آپ ﷺ کے پیچھے لگا تو حضرت ﷺ نے اس کو بد دعا دی تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے کہا میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے اور میں آپ ﷺ کو ضرر نہیں کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے نجات پائی سو حضرت ﷺ کو پیاس لگی سو آپ ﷺ ایک چرواہے پر گزرے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پیالہ لیا اور بقدر پیاس کے اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ.

میں دودھ دوھا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا سو آپ ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٦١٩۔ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى.

٣٦١٩۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نکلی یعنی مدینے کو اور حالانکہ میرے حمل کی مدت تمام ہو چکی تھی سو میں مدینے میں آئی اور قباء میں اتری اور میں نے اس کو قباء میں جنا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو میں نے اس کو آپ ﷺ کی گود میں رکھا پھر حضرت ﷺ نے کھجور منگوائی اور اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں تھوکا تو جو چیز پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور کو اس کے منہ میں رکھ کر اس کے تالو کو اس سے ملا پھر اس کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ الٰہی اس میں برکت کر اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا یعنی مدینے میں مہاجرین سے اور دوسری روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی طرف ہجرت کی اور حالانکہ وہ حاملہ تھی۔

فائدہ: اور حبش میں پہلے پہل مہاجرین سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور لیکن انصار سے مدینے میں ہجرت کے بعد سو پہلے پہل مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے نہایت خوشی ہوئی اس واسطے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو جادو کر ڈالا ہے ان کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ (فتح)

٣٦٢٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

٣٦٢٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول لڑکا جو اسلام میں پیدا ہوا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے اس کو حضرت ﷺ کو پاس

اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيْهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لائے سو حضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں چبائی پھر اس کو ان کے منہ میں ڈالا سو پہلے پہل اس کے پیٹ میں حضرت ﷺ کی تھوک داخل ہوئی۔

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے۔

٣٦٢١- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَأَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ وَإِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ

٣٦٢١- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے مرد تھے پہچانے جاتے تھے (یعنی ان کو لوگ پہچانتے تھے اس واسطے کہ وہ سفر تجارت میں اہل مدینہ کے پاس سے ہو کر آتے جاتے تھے برخلاف حضرت ﷺ کے دونوں امروں میں کہ کے سے ان کے سفر کا زمانہ بعید تھا اور نہ آپ ﷺ کو سفید بال آئے تھے نہیں تو درحقیقت حضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے) اور حضرت ﷺ جوان تھے نہ پہچانے جاتے تھے یعنی بہ سبب قوت بدن کے اور نہ سفید ہونے بالوں کے سو کوئی مرد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا تو کہتا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تیرے آگے کون مرد ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ مرد مجھ کو راہ دکھاتا ہے تو گمان کرنے والا کرتا کہ اس کی مراد فقط راہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد تو فقط نیکی کی راہ تھی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ ایک سوار ہے جو ان کو آ ملا تو کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ سوار ہے جو ہم کو آ ملا حضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا سو کہا کہ الٰہی اس کو گرا دے تو گھوڑے نے اس کو گرا دیا پھر کھڑا ہوا بولتا یعنی بعد اس کے کہ وہ پچھتایا اور

النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَّهُ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَآءُوْا إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ أَنْ يَّضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا فَجَآءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوْتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهِ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّءْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ أَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ

حضرت ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو سوار یعنی سراقہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھ کو حکم کیجیے جو چاہیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑا رہ البتہ نہ چھوڑ کسی کو کہ ہم کو ملے یعنی ہماری طرف کسی کو نہ آنے دینا سو دن کے پہلے پہر میں حضرت ﷺ سے لڑنے والا تھا اور پچھلے پہر آپ ﷺ کی نگہبانی کرنے والا تھا اپنے ہتھیاروں سے پھر حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور پتھریلی زمین میں اترے پھر انصار کو بلا بھیجا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور دونوں کو سلام کیا اور کہا کہ دونوں سوار ہو جاؤ اس حال میں کہ دونوں بے خوف ہو جاؤ بدی دشمنوں کی سے اور فرمانبرداری کیے گئے ہو سو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور انصار نے دونوں کے گرد ہتھیاروں سے گھیرا ڈالا تا کہ کوئی دشمن آپ کو ایذا نہ دے تو مدینے میں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے اللہ کے پیغمبر تشریف لائے بلند جگہوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ اللہ کے نبی آئے اللہ کے نبی آئے سو حضرت ﷺ چلتے آگے بڑھے یہاں تک کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس اترے سو بے شک حضرت ﷺ اپنے لوگوں سے بات کرتے تھے کہ اچانک عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے) نے آپ ﷺ کو سنا اور وہ اپنے گھر والوں کی کھجوروں میں تھا ان کے واسطے پھل چنتا تھا سو جلدی کی اس نے یہ کہ رکھے پھل جو ان کے واسطے کھجوروں سے چنتا تھا یعنی عبداللہ بن سلام نے اتنی جلدی کی کہ پھل کو بھی اپنے گھر میں نہ پہنچایا سو وہ آیا اور حالانکہ پھل اس کے ساتھ تھا تو اس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور مسلمان ہو گیا بعد اس کے کہ تین سوالوں کا جواب

سَیِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّیْ قَبْلَ أَنْ یَّعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ یَّعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوْا فِیَّ مَا لَیْسَ فِیَّ فَأَرْسَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الْیَهُوْدِ وَیْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَأَنِّیْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا قَالُوْا مَا نَعْلَمُهٗ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَیُّ رَجُلٍ فِیْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا ذَاكَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ یَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَیْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْیَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَآءَ بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے ٹھیک سنا پھر اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لوگوں سے کس کا گھر قریب تر ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں قریب تر ہوں یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے فرمایا کہ جاؤ اور ہمارے واسطے دوپہر کے سونے کی جگہ تیار کرو انہوں نے کہا کہ دونوں اٹھو اللہ کی برکت پر سو جب حضرت ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ ﷺ سچا دین لائے ہیں اور البتہ یہودیوں کو معلوم ہے کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا اور ان میں بڑا عالم ہوں اور ان کے بڑے عالم کا بیٹا سو ان کو بلا کر میرا حال ان سے دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ وہ معلوم کریں کہ میں مسلمان ہوا ہوں سو اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو میرے حق میں وہ کہیں گے جو مجھ میں نہیں یعنی مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی کہیں گے کہ بہت برا ہے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ پر داخل ہوئے یعنی بعد اس کے کہ عبداللہ بن سلام اندر چھپ کر بیٹھ رہے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے گروہ یہود کے کہ ہو تم کو خرابی ڈرو اللہ سے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں البتہ تم کو معلوم ہے کہ میں سچا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس سچا دین لایا ہوں سو تم مسلمان ہو جاؤ یہودیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو یہ انہوں نے حضرت ﷺ سے تین بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں کیسے شخص ہیں یہود نے کہا کہ وہ

ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں اور ہم میں بڑے عالم ہیں اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم مجھ کو مان لو گے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے وہ مسلمان نہیں ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر وہ مسلمان ہو جائے کہنے لگے اللہ کی پناہ وہ مسلمان ہوگا ہی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر اسلام کی طرف ہی آئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ وہ ایسا نہیں ہے کہ مسلمان ہو جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سلام کے بیٹے باہر نکل آ سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا کہ اے گروہ یہود کے کہ ڈرو اللہ سے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے بے شک کہ تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ سچا دین لائے ہیں تو یہود نے کہا کہ تم جھوٹے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو نکال دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا اور پہچانا میں نے آپ ﷺ کی صفت اور نام کو سو میں اس سے خوش تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے سو میں نے آپ ﷺ کو سنا اور میں کھجور کے سر پر تھا سو میں نے سن کر اللہ اکبر کہا تو میری پھوپھی نے کہا کہ اگر تو موسیٰ علیہ السلام کو سنتا تو ایسا خوش نہ ہوتا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں پیغمبر کیے گئے ساتھ اس چیز کے کہ پیغمبر کیے گئے ساتھ اس کے موسیٰ علیہ السلام تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ وہی ہیں کہ ہم خبر دیے جاتے تھے کہ وہ عنقریب پیغمبر کر کے بھیجے جائیں گے ساتھ نفس قیامت کے میں نے کہا ہاں اس نے کہا پس ایمان لا ساتھ ان کے اس وقت پھر میں آپ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا سو میں نے ان کو حکم کیا ساتھ مسلمان ہونے کے تو وہ مسلمان ہوئے پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یہودی بڑے مفتری ہیں الخ اور کہتے ہیں کہ جب بادشاہ تبع نے مکے اور مدینے کے لوگوں سے جہاد کیا اور مدینے میں اترا تو چار سو یہودی عالم اس کے پاس گئے سو خبر دی اس کو عالموں نے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے تعظیم کعبہ کی سے اور خبر دی اس کو کہ عنقریب ایک پیغمبر ہوگا اس کے رہنے کی جگہ مدینہ ہے تو اس نے ان عالموں کی تعظیم کی اور خانہ کعبہ کی بھی تعظیم کی

بایں طور کہ کعبے پر کپڑے کا غلاف چڑھایا اور پہلے پہل اس نے خانے کعبے کو غلاف چڑھایا پھر اس نے ایک کاغذ لکھا اور ان میں سے ایک عالم کے سپرد کیا اور اس کو وصیت کی کہ اگر تو اس پیغمبر کو پائے تو یہ میرا کاغذ اس کو پہنچا دینا سو کہتے ہیں کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں اتارا تھا وہ اس مرد کی اولاد سے تھے جس کے پاس تبع کا کاغذ تھا۔ (فتح)

٣٦٢٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِي أَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهُ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

٣٦٢٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مہاجرین کے (یعنی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی یا جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے) حصہ بیت المال سے چار ہزار چار میں یعنی ہر ایک کو ان میں سے چار ہزار دیتے تھے اور مقرر کیا حصہ واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساڑھے تین ہزار تو کسی نے ان سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں سو تم نے ان کا حصہ چار ہزار سے کیوں کم کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت کی ان کے ساتھ ان کے ماں باپ نے یعنی نہیں وہ اس شخص کی طرح جس نے اپنی مرضی سے ہجرت کی۔

فائدہ: یعنی وہ اس وقت اپنے باپ کی پرورش میں تھے ان کے باپ نے ہجرت کی تو وہ بھی ان کے ساتھ چلے آئے سو نہیں وہ اس کی طرح جس نے بذات خود مستقل ہجرت کی بغیر اتباع کے۔

٣٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ

٣٦٢٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے اور ہمارا ثواب اللہ کے نزدیک ثابت ہوا سو بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ گزر گئے یعنی فوت ہو گئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے سو نہ پائی ہم نے کچھ چیز جس میں ان کو کفنائیں مگر ایک کملی سیاہ اور سفید جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ وَّمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

حضرت مَلَاثِیْمِ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکو اور ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دو اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

٣٦٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذٰلِكَ فَقَالَ أَبِي لٰكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي

٣٦٢٤۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا تم جانتے ہو کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کیا تھا میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے اسلام لانا ہمارا ساتھ حضرت مَلَاثِیْمِ کے اور ہجرت کرنا ہمارا ساتھ آپ مَلَاثِیْمِ کے اور جہاد کرنا ہمارا ہمراہ آپ مَلَاثِیْمِ کے اور ہمارے سب عمل ساتھ آپ مَلَاثِیْمِ کے اللہ کے نزدیک ثابت ہوں یعنی ہم کو ان کا ثواب ملے اور جو عمل کہ ہم نے حضرت مَلَاثِیْمِ کے فوت ہونے کے بعد کیا ہے نجات پائیں ہم اس سے ازروئے کفایت کے برابر ساتھ برابر کے یعنی نہ موجب ثواب کا ہو اور نہ عذاب کا تو تمہارے باپ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت مَلَاثِیْمِ کے بعد جہاد کیا اور نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور ہم نے بہت نیکیاں کیں اور ہمارے ہاتھ پر بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بے شک ہم اس کے ثواب کی امید رکھتے ہیں سو میرے باپ یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں تو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ بے شک پہلے عمل ہمارے واسطے ثابت ہوں اور جو عمل کہ ہم نے حضرت مَلَاثِیْمِ

کے بعد کیے اس سے نجات پائیں از روئے برابر کے ساتھ برابر (ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بے شک تیرا باپ بہتر ہے میرے باپ سے۔

فائدہ: اور مراد ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی بہتر ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اعتبار مذکور سے نہیں تو یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نزدیک سب گروہوں اسلام کے لیکن نہیں منع ہے کہ فوقیت دی جائے بعض مفضول کو ساتھ ایک فضیلت کے کہ نہ مستلزم ہو افضلیت مطلق کو اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اس فضیلت میں بھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اس واسطے کہ خوف کا مقام افضل ہے امید کے مقام سے پس علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ آدمی نہیں خالی کسی نہ کسی قصور سے ہر چیز میں کہ ارادہ کرے خیر سے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے کسر نفسی کے نہیں تو ان کے فضائل اور کمالات مشہور تر ہیں اس سے کہ ذکر کیے جائیں۔ (فتح الباری)

٣٦٢٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ أَوْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِیْ عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ.

٣٦٢٥۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب ان کو کہا جاتا تھا کہ تم نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت سوتے پایا سو ہم اپنی جگہ کی طرف پلٹ گئے سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اور کہا کہ جاؤ دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں یا نہیں سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں سو ہم بہت تیز چلے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو مراد یہ ہے کہ بیعت کے وقت آئے اور شاید یہ بیعت رضوان تھی اور احتمال ہے کہ ہو یہ بیعت غیر قتال پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو صرف اس واسطے اس کو ذکر کیا تا کہ بیان کرے سبب وہم اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس نے باپ سے پہلے ہجرت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے تو صرف اپنے باپ سے پہلے فقط بیعت کی تھی اور جب ان کی بیعت اپنے باپ کی بیعت سے پہلے ہوئی تو بعض

لوگوں نے کہا کہ ان کی ہجرت بھی اپنے باپ کی ہجرت سے پہلے ہوئی تھی اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی کی انہوں نے طرف بیعت کے اپنے باپ سے پہلے واسطے حرص کے اوپر حاصل کرنے خیر کے اور اس واسطے کہ اس کی تاخیر میں عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ فائدہ نہ تھا اور باپ کے بعد پھر دوسری بار ہجرت کی (فتح)

٣٦٢٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِي ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ انْفُضِ الضَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ

٣٦٢٦۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا پالان خریدا سو میں نے ان کو اس کے ساتھ اٹھایا تو عازب رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال یعنی پالان کے اٹھانے سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روکی گئی ہماری راہ ساتھ نگہبانی کے یعنی کافر گھاتے میں تھے کہ ہم کو پائیں سو ہم رات کو نکلے سو ہم نے اپنے رات اور دن کو زندہ رکھا یعنی رات اور دن چلے یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی پھر ہم کو ایک پتھر دراز نظر آیا سو ہم اس کے پاس آئے اور اس کے واسطے کچھ سایہ تھا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک چادر بچھائی جو میرے ساتھ تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لیٹ گئے سو میں چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نگہبانی کرتا سو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں میں سامنے چلا آتا ہے ہماری طرح پتھر کا سایہ چاہتا ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ اے غلام تو کس کا مملوک ہے کہا فلاں کا مملوک ہوں تو میں نے اس سے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں میں نے اس کو کہا کہ تجھ کو دھونے کہ اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس نے اپنی بکریوں سے ایک بکری پکڑی سو میں نے ان سے کہا کہ تھن کو گرد سے جھاڑ لے سو اس نے بقدر پیاس کے دودھ دھویا سو میرے ساتھ پانی کی چھاگل تھی اس پر کپڑا لپٹا تھا تیار رکھا تھا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ اس سے پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے سو میں نے دودھ پر پانی ڈالا

ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِيْ إِثْرِنَا قَالَ الْبَرَآءُ فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى أَهْلِهِ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ.

یہاں تک کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجیے تو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا پھر ہم نے کوچ کیا اور ڈھونڈنے والے ہمارے پیچھے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا سو داخل ہوا میں ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کے گھر والوں پر تو ناگہاں ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی تھیں ان کو بخار تھا سو میں نے ان کے باپ کو دیکھا کہ انھوں نے اس کے رخسار چومے اور کہا کہ اے بیٹی کیا حال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات نبویہ ﷺ میں گزر چکی ہے اور کچھ سراقہ کی حدیث میں اور تھا براء رضی اللہ عنہ کا دخول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل پر پردے کے اترنے سے پہلے قطعا اور نیز براء رضی اللہ عنہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بالغ نہیں تھیں۔ (فتح)

٣٦٢٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ عَبْلَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهِ أَبُوْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَا لَوْنُهَا.

٣٦٢٧۔ انس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے خادم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں کوئی بوڑھا نہ تھا یعنی ان کے بال بہت سفید تھے سو انہوں نے داڑھی کو مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں بڑی عمر والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے سو خضاب کیا اس کو مہندی اور وسمہ سے یہاں تک کہ اس کا رنگ نہایت سرخ تھا۔

فائدہ: کتم ایک قسم کے پتے ہوتے ہیں ان کے ساتھ خضاب کیا جاتا ہے مانند آس کی اور وہ ایک سبزہ ہے جو

چھوٹے پتھروں میں اگتا ہے اس کی شاخیں دھاگے کی طرح نیچے لٹک آتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وسمہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیل ہے۔(فتح)

۳۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنْ كَلْبٍ يُّقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْ بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَّمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيْزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ تُحَيِّيْنَا السَّلَامَةَ أُمُّ بَكْرٍ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامٍ يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيَا وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَّهَامٍ.

۳۶۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو بنی کلب قبیلے سے نکاح کیا اس کو لوگ ام بکر کہتے تھے سو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اس کو طلاق دی پھر نکاح کیا اس سے اس کے چچیرے بھائی اس شاعر نے جس نے یہ قصیدہ کہا کفار قریش کے واسطے مرثیہ کہا یعنی جب کہ وہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور بدر کے کنویں میں ڈالے گئے اور کیا ہے کنویں میں یعنی بدر کے کنویں میں اصحاب پیالوں کے سے جو زینت دیے گئے ہیں اور پر کیے گئے ہیں اونٹوں کی کوہانوں کے گوشت سے (یعنی اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلاتے تھے اور کوہان کو اس لیے خاص کیا کہ اس کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے) اور کیا ہے کنویں میں بدر کے کنویں میں گانے والے لونڈیوں اور شراب نوش بزرگوں سے اور دعا کرتی ہے مجھ کو ام بکر ساتھ سلامت رہنے کے قتل ہونے سے اور کیا ہے واسطے میرے بعد مرنے قوم میری کے سلامت رہنا یعنی جب میری قوم مرگئی تو میں کیونکر سلامت رہوں گا بیان کرتے ہیں ہم سے رسول ساتھ اس کے کہ ہم زندہ ہوں گے یعنی قیامت میں اور کس طرح زندہ ہونا الو اور کھوپڑی کا۔

فائدہ: حاصل معنی ان دونوں شعروں کے یہ ہیں کہ ان لوگوں نے دنیا کی عمدہ چیزوں اور لذیذ کھانوں سے خوب مزہ اٹھایا اور جو چاہا کھایا اور اب جو یہ کنویں میں پڑے ہیں تو ان کو عذاب نہیں ہام عطف تفسیری ہے واسطے اصداء کے اور بعض کہتے ہیں کہ صدی ایک جانور ہے جو رات کو اڑتا ہے اور ہام سر کی کوپری ہے کہ ان کے گمان میں اس سے الو نکلتا ہے اور مراد شاعر سے ان شعروں سے انکار قیامت کا ہے یعنی قیامت کو آدمی دوسری بار زندہ نہیں ہوں گے اور نہ کسی کا حساب ہوگا اور نہ کسی کے واسطے ثواب اور عذاب ہوگا گویا کہتا ہے کہ جب آدمی اس جانور کی طرح ہوگیا تو

پھر دوسری بار کس طرح آدمی بنے گا یعنی ممکن نہیں کہ آدمی مرنے کے بعد پھر جی اٹھے اور اہل لغت نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں کافروں کا گمان تھا کہ جو قتل ہو جائے اس کی روح الو ہو جاتی ہے۔ (فتح)

۳۶۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۳۶۲۹۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں چھپا تھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اچانک کفار قریش کے قدم دیکھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کوئی نیچے نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چپ رہ ہم دو ہیں ہمارا تیسرا ساتھ اللہ ہے یعنی غمگین نہ ہو ہمارا مددگار ہمارے ساتھ ہے اپنے علم سے جیسے کہ فرمایا ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم الآية۔

۳۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

۳۶۳۰۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے افسوس تجھ پر! البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کہا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں سو کہا کہ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ان کی زکوۃ دیا کرتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا ان کو دودھ پینے کے واسطے عاریتاً بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن بھی ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی طرح کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: اور جس ہجرت کا اس نے حال پوچھا تھا وہ دار الکفر کا چھوڑنا تھا اور لازم کر لینا احکام مہاجرین کو اوپر اپنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ فتح مکہ کے بعد واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اس وقت ہجرت فرض عین تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے اور مراد یہ ہے کہ جس جگہ تو عمل کرے گا وہیں تجھ کو ثواب ملے گا۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ

باب ہے بیان میں آنا حضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا مدینے میں

فائدہ: اس کا اختلاف پہلے گزر چکا ہے۔

۳۶۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَّبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۳۶۳۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے پہل ہمارے پاس یعنی مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر ہمارے پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

۳۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَّسَعْدٌ وَّعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ.

۳۶۳۲۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلے پہل ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے مع ساتھ بیس اصحاب رضی اللہ عنہم کے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کسی چیز کے ساتھ خوش ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ لونڈیوں نے کہنا شروع کیا تشریف لائے رسول اللہ ﷺ سو نہ تشریف لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى مع چند سورتوں مفصل کے پڑھی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے پہل مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو تطبیق دونوں کے درمیان یوں ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں ٹھہرنے کے قصد سے نہیں نکلے تھے بلکہ واسطے بھاگنے کے مشرکین سے بخلاف مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ مدینے

کی طرف اس نیت سے نکلے تھے کہ وہاں ٹھہریں اور وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کے احکام کی تعلیم کریں تو ایک جہت سے ہر ایک کے واسطے اولیت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو نکلے لوگ راہوں میں اور گھروں پر اور لڑکے اور غلام کہتے تھے آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اللہ اکبر آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور ایک روایت میں ہے کہ بنی نجار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی نکلیں اور وہ کہتی تھیں نَحْنُ جِوَارٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ۔ (فتح)

٣٦٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِءٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلٌ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

٣٦٣٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں دونوں کے پاس گئی تو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے دل یا بدن کو کس طرح پاتا ہے یعنی آپ کے جی یا بدن کا کیا حال ہے اور اے بلال رضی اللہ عنہ تمہاری جان کا کیا حال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار ہوتا تھا تو کہتے تھے ہر مرد لایا گیا ہے موت صبح کے وقت اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان ہے۔

اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان سے بخار اترتا تھا تو اپنی بلند آواز سے کہتے تھے ترنم کے ساتھ، خبردار ہو کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں کوئی رات مکہ کے میدانوں میں گزاروں گا اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل کی گھاس ہو اور کیا میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے مکہ کے قریب، جاہلیت کے زمانے میں وہاں بازار لگتا تھا) کے چشموں پر وارد ہوں گا اور کیا میرے واسطے شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑ ہیں) ظاہر ہوں گے یعنی مکہ کے جانے کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور میں نے آپ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے

فرمایا: الٰہی! ہمارے نزدیک مدینہ کو پیارا کر جیسے ہم کو مکہ سے محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ اور خوشگوار بنا دے مدینے کو اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے اس کو جحفہ میں۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں میں مقیم ہے کہ صبح کرے تجھ کو اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے اور کبھی اچانک آتی ہے اس کو موت باقی دن میں اور وہ مقیم ہے اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے جوتی کے تسمے سے یعنی جوتی کا تسمہ پاؤں کے نہایت قریب ہوتا ہے سو موت آدمی کو اس سے بھی قریب تر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی لعنت کر ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسے انہوں نے ہم کو وبا کی زمین کی طرف نکالا (یعنی دور کر ان کو اپنی رحمت سے جیسے انہوں نے ہم کو اپنے وطن سے نکالا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ پردے کے حکم کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی تپ ہو گئی تھی اور تھا پہنچنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ آل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہجرت کے ساتھ ان کے ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نکلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ ساتھ دو بیٹیوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے چلی آئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا پیچھے رہی تھیں اپنے خاوند کے پاس وہ جنگ بدر کے بعد آئیں۔ (فتح)

٣٦٢٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٦٢٤۔ عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو اس نے کلمہ شہادت کہا پھر کہا حمد وصلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا اور ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے دو بار ہجرت کی اور پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی پائی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی سو قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حکمی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی۔

ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ میں نے دوبار ہجرت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے مکے میں پلٹ آئے پھر مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی بیوی تھی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی۔ (فتح)

٣٦٣٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى فِي اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

٣٦٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ آئے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ کو منیٰ میں پایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حج کا موسم جمع کرتا ہے رذیل لوگوں کو یعنی اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں شریف بھی اور رذیل بھی اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم دیر کرو یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ بے شک وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا اور خالص ہو تم واسطے اہل علم کے اور شریف لوگوں کے اور عقلمندوں کے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا اور لوگوں کو نصیحت کروں گا اول مقام میں کہ مدینے میں کھڑا ہوں گا۔

فائدہ: اس کا پورا قصہ آئندہ آئے گا اور مختصر یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں سے بیعت کروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ بہت غضبناک ہوئے اور چاہا کہ اس کو تنبیہ کریں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے منع کیا اور کہا کہ موسم حج کے ہجوم میں یہ مناسب نہیں جب مدینے میں پہنچو گے جو مرضی ہو گی سو کرنا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا۔ (فتح)

٣٦٣٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

٣٦٣٦۔ خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام علاء ایک

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَآئِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَمَنْ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآئَهُ وَاللَّهِ الْيَقِيْنُ وَاللَّهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَمَا أَدْرِيْ وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكِ عَمَلُهُ.

عورت نے ان کی عورتوں سے حضرت ﷺ کی بیعت کی اس نے خارجہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس کے حصے میں آیا گھر رکھنے میں جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے بیچ رکھنے مہاجرین کے اپنے گھروں میں ام علاء نے کہا سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ہمارے پاس سو میں نے اس کی تیمار داری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفنایا سو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر اللہ کی رحمت میری گواہی تمہارے واسطے ثابت ہے یعنی گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے تم کو اکرام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کو اکرام کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو معلوم نہیں پس کون ہے کہ اس کو اکرام کرے یعنی اگر اللہ تعالیٰ ایسے ایماندار کو بھی اکرام نہ کرے تو پھر اور ایسا کون ہے کہ اللہ اس کو اکرام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی سو اس کو تو موت آئی قسم ہے اللہ کی بے شک میں اس کے واسطے آخرت میں خیر اور بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو معلوم نہیں اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ام علاء نے کہا سو قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک نہیں کہوں گی ام علاء نے کہا سو اس بات نے مجھ کو غم میں ڈالا یعنی میں عثمان رضی اللہ عنہ کے حال سے غمناک ہوئی کہ مجھ کو اس کے ساتھ محبت تھی سو میں سوئی تو مجھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک جاری چشمہ نظر آیا تو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

فائدہ: عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فضلائے اصحاب سابقین میں سے ہیں۔

٣٦٢٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

٣٦٢٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ ان کے گروہ میں پھوٹ بڑی تھی اور مارے گئے تھے سرداران کے واسطے داخل ہونے کے اسلام میں۔

فائدہ: یعنی اگر ان کے رئیس زندہ ہوتے تو سرکشی کرتے اور جب ریاست سے دوسرے کی فرمانبرداری قبول نہ کرتے اور اسلام میں داخل نہ ہوتے تو اس سبب سے دیگر عوام لوگ بھی اسلام قبول نہ کرتے اور بعاث کی جنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے واقع ہوئی تھی۔

٣٦٢٨۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّإِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ.

٣٦٢٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے عید الفطر کے دن یا بقرعید کے دن اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں ساتھ اس چیز کے جو انصار نے بعاث کے دن کہا یعنی جو بہادروں اور دلاوروں کی تعریف میں کہا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا کہ شیطان کا باجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چھوڑو ان کو بے شک ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ دن ہماری عید ہے۔

٣٦٢٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

٣٦٢٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو مدینے کی بلالائی جانب میں ایک قبیلے میں اترے جس کو بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں چودہ رات ٹھہرے پھر بنی نجار کی قوم کو بلا بھیجا سو وہ آئے اپنے گلے میں تلواریں ڈالے

قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِيْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوْفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفَهٗ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهٗ أَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَآئِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خِرَبٌ وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ إِنَّهٗ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ.

اونچی نیچی تھی اور اس میں کھجور کے درخت تھے سو حضرت ﷺ ہوئے یعنی حضرت ﷺ کی نگہبانی کو اور گویا میں حضرت ﷺ کو دیکھتا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی نجار کی قوم آپ ﷺ کے گرد ہے یہاں تک کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں اترے اور حضرت ﷺ کو جس جگہ نماز کا وقت ہوتا تھا وہیں پڑھ لیتے تھے یعنی اس واسطے کہ اس وقت کوئی مسجد نہ تھی اور نماز پڑھتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پھر حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم کیا اور قوم بنی نجار کو بلا بھیجا سو وہ آئے تو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو بنی نجار نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ تعالی سے یعنی ہم اس کو للہ دیتے ہیں سو تھی اس میں وہ چیز جو میں تمہارے واسطے بیان کرتا ہوں اس میں مشرکین کی قبریں تھیں اور ویران زمین تھی یعنی زمینے قبروں کو کھودنے کا حکم کیا سو مشرکین کی قبریں کھودی گئیں اور ویران زمین کے برابر کرنے کا حکم کیا سو برابر کی گئی اور کھجوروں کے کاٹنے کا حکم کیا سو کاٹی گئیں سو انہوں نے مسجد کے قبلے میں کھجوروں کو قطار باندھ کر کھڑا کیا اور اس کے دونوں چوکھٹ بنائے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پتھروں کو لانا شروع کیا اور حالانکہ وہ شعر پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ ان کے ساتھ تھے فرماتے الہی نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی زندگی سو مدد کر انصار اور مہاجرین کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا میں نہیں پاتا بیچ کھودنے قبروں مشرکین کے تاکہ وہاں مسجد بنائی جائے نص کو یعنی صریح اجازت کو کسی عالم سے ہاں اختلاف ہے کہ کیا طلب مال کے واسطے کھودی جائیں تو جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے کھودنا ان کا واسطے تلاش مال کے اور منع کیا اس کو اوزاعی نے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جواز کے اس واسطے کہ مشرک کی کچھ عزت نہیں اور نہ جیتے اور نہ مرتے اور اس کی بحث مساجد میں گزر چکی ہے اور کھجور کے درخت کا کاٹنا محمول ہے اس پر کہ ان کو پھل نہ لگتا تھا یا پھل لگتا تھا لیکن اس کی حاجت تھی۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

ٹھہرنا مہاجر کا مکے میں بعد ادا کرنے عبادت حج اور عمرے کے

٣٦٤٠۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنٰى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِّلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ.

۳۶۴۰۔ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اس نے سائب سے پوچھا کہ کیا چیز سنی ہے تو نے بیچ رہنے مہاجرین کے مکے میں یعنی حج ادا کرنے کے بعد ان کو مکے میں کتنے دن ٹھہرنے کا حکم ہے اس نے کہا کہ میں نے علاء سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین دن رہنا ہے واسطے مہاجرین کے مکے میں بعد پھرنے کے منیٰ سے۔

فائدہ: اور فقہ اس حدیث کی یہ ہے کہ مکے میں رہنا حرام تھا اس شخص پر جس نے اس سے ہجرت کی پہلے فتح مکہ کے لیکن مباح ہوا واسطے اس کے جو قصد کرے مکے کا ان میں سے ساتھ حج اور عمرے کے یہ کہ حج ادا کرنے کے بعد تین دن وہاں رہے یعنی اس کو تین دن مکے میں ٹھہرنا درست ہے اس سے زیادہ درست نہیں اسی واسطے سعد بن خولہ کے واسطے حضرت ﷺ نے مرثیہ کہا کہ وہ ہجرت کے بعد مکے میں مرا اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ تین دن ٹھہرنے سے آدمی مسافر کے حکم سے نہیں نکلتا اور نووی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مہاجرین کو مکے میں وطن بنانا حرام ہے اور قاضی نے حکایت کی ہے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور ایک جماعت نے اس کو ان کے واسطے جائز رکھا ہے سو محمول کیا ہے انہوں نے اس قول کو اس زمانے پر جس میں ہجرت واجب تھی کہا اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ فتح مکہ سے پہلے ان پر ہجرت واجب تھی یعنی فرض تھی اور فرض تھا ان پر مدینے میں رہنا واسطے مدد حضرت ﷺ کی کے اور سلوک کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کے اپنے نفس سے اور لیکن مہاجرین کے سوا جو اور لوگ ہیں تو ان کو ہر شہر میں رہنا جائز ہے برابر ہے کہ مکہ ہو یا اس کے سوا کوئی اور شہر ہو ساتھ اتفاق کے انتہی الکلام القاضی اور مستثنیٰ کیا جاتا ہے اس سے وہ شخص جس کو حضرت ﷺ نے مدینے کے سوا اور شہر میں رہنے کی اجازت دی ہو اور استدلال کیا گیا ہے

ساتھ اس حدیث کے کہ طواف وداع مستقل عبادت ہے حج کی عبادتوں سے نہیں اور یہ صحیح تر دو وجہوں سے ہے مذہب میں واسطے قول اس کے بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ اس واسطے کہ طواف وداع کے بعد اقامت نہیں اور جب اس کے بعد ٹھہرے تو پھر طواف وداع نہیں رہتا اور تحقیق نام رکھا ہے اس کا قاضی واسطے عبادتوں اپنی کے پس معلوم ہوا کہ طواف حج کی عبادتوں سے نہیں اور قرطبی نے کہا کہ مراد ساتھ اس حدیث کے وہ شخص ہے جس نے ہجرت کی مکے سے طرف مدینے کے واسطے مدد حضرت ﷺ کے اور نہیں مراد وہ شخص جو ہجرت کرے مکے کے غیر سے اس واسطے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ان کے جواب میں جب کہ انہوں نے مکے میں رہنے کو گناہ جانا اس واسطے کہ انہوں نے اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو جواب دیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ان کو معلوم کروایا کہ تین دن کا ٹھہرنا اقامت نہیں اور جو بھاگے اپنا دین لے کر اس جگہ سے جس میں اس کو اپنے دین پر خوف ہو تو کیا اس کو بھی جائز ہے یہ کہ رجوع کرے طرف اس کے بعد گزرنے اس فتنے کے یا نہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس کو اللہ کے واسطے چھوڑا ہو جیسا کہ مہاجرین نے کیا تو اس کو پھر آنا جائز نہیں اور اگر اس واسطے بھاگا ہو کہ اپنے دین کو بچائے اور اس کی ذات کو چھوڑنا مقصور نہ ہو اس کو اس جگہ پھر آنا درست ہے اور یہ توجیہ ٹھیک ہے لیکن یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو گھر یا حویلی چھوڑے اور نہیں ہے حاجت طرف خاص کرنے مسئلے کو ساتھ اس کے۔

بَابُ التَّارِيْخِ مِنَ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيْخَ — باب ہے تاریخ کے بیان میں

فائدہ: جوہری نے کہا کہ تاریخ پہچاننا وقت خاص کا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلی تاریخ طوفان سے پیدا ہوئی۔

٣٦٤١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوْا مِنْ مَّبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَّفَاتِهِ مَا عَدُّوْا إِلَّا مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ.

٣٦٤١۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں گنا لوگوں نے تاریخ کو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے وقت سے اور نہ آپ ﷺ کی وفات سے نہیں گنا انہوں نے مگر حضرت ﷺ کے مدینے میں آنے سے۔

فائدہ: یعنی آنے کے سال سے اور آپ ﷺ کے آنے کا مہینہ مراد نہیں اس واسطے کہ تاریخ تو سال کے ابتداء سے واقع ہوئی اور تحقیق ظاہر کی ہے بعض نے ساتھ شروع کرنے تاریخ کے ہجرت سے مناسبت کہا کہ جو معاملے آپ ﷺ کو پیش آئے اور جن سے تاریخ شروع کرنا ممکن تھا وہ چار ہیں حضرت ﷺ کا پیدا ہونا اور پیغمبر ہونا اور ہجرت کرنا اور وفات پانا تو ان کے نزدیک ترجیح اسی کو ہوئی کہ تاریخ کو ہجرت سے شروع کریں اس واسطے کہ پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے سال کی تعیین میں اختلاف ہے اور لیکن وقت وفات کا پس اعتراض کیا انہوں نے اس سے اس واسطے کہ اس کے ذکر میں افسوس کی امید ہے تو ہجرت سے تاریخ شروع کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا

انہوں نے اس کو ربیع الاول سے طرف محرم کے اس واسطے کہ ابتدا قصہ کی ہجرت پر محرم سے تھی اس واسطے کہ بیعت ذی حجہ کے درمیان میں واقع ہوئی تھی اور وہ مقدمہ تھا ہجرت کا سو پہلا چاند بعد بیعت کے اور قصد ہجرت کے محرم کا چاند تھا سو مناسب ہوا کہ وہاں سے تاریخ شروع کی جائے اور یہ قوی تر وجہ مناسب کے ہے ساتھ ابتداء کرنے تاریخ کے محرم سے اور ذکر کی ہیں لوگوں نے بیچ سبب عمل کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تاریخ پر کئی چیزوں پر ان میں سے ایک یہ کہ جو ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تمہارے خط ہمارے پاس آتے ہیں ان کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی کہ کس دن کے لکھے ہوئے ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا سو بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے تاریخ شروع کی جائے اور بعض نے کہا کہ ہجرت کے دن سے شروع کریں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت نے جدائی کی ہے درمیان حق اور باطل کے سو اس سے تاریخ شروع کرو اور یہ سترواں سال تھا پھر بعض نے کہا کہ رمضان سے شروع کرو اور بعض نے کہا کہ محرم سے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم سے شروع کرو کہ وہ وقت پھرنے لوگوں کا ہے حج سے سو سب نے اس پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تحریر لائی گئی جس کا وقت معین یعنی وعدے کا وقت شعبان تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون سا شعبان مراد ہے گزرا ہوا یا حال کا یا آئندہ پھر فرمایا کہ لوگوں کے واسطے ایک تاریخ مقرر کرو کہ اس کو پہچانیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد یمن سے آیا تو اس نے کہا کہ میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی اس کا نام تاریخ رکھتے ہیں لکھتے ہیں اس کو فلاں سال سے فلاں مہینے سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ خوب ہے تم بھی ایک تاریخ مقرر کرو لوگوں کو جمع کیا پھر ساری حدیث بیان کی جیسا کہ پہلے گزر کہ بعض نے کچھ کیا اور بعض نے کچھ الخ اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا اشارہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ (فتح)

٣٦٤٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُوْلٰى تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

۳۶۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کے میں دو رکعت نماز فرض ہوئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی پھر چار رکعت نماز فرض ہوئی اور چھوڑی گئی سفر کی نماز پہلے حال پر۔

فائدہ: یعنی اس چیز پر کہ تھے اس پر عدم وجود زائد سے برخلاف نماز وطن کے کہ اس سے تین نمازوں میں دو دو رکعتیں زیادہ ہو گئیں پس معنی یہ ہیں کہ برقرار رکھی گئی نماز سفر کی اوپر جواز تمام کے یعنی جائز ہے پوری نماز پڑھنا

اگر چہ قصر کرنا واجب ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ الٰہی جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور غم کھانا حضرت ﷺ کا واسطے اس شخص کے جو مکے میں فوت ہوا۔

فائدہ: مرثیہ مردے کی خوبیوں کو شمار کرنا ہے اور مراد یہاں افسوس کرنا اور دردناک ہونا ہے اس کے لیے اس واسطے کہ وہ اس شہر میں فوت ہوا جس سے اس نے ہجرت کی۔ (فتح)

٣٦٤٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَّرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ. قَالَ لَا قَالَ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا آجَرَكَ اللّٰهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ

٣٦٤٣۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے یعنی ایک بیماری جس سے میں قریب المرگ ہوا میں نے کہا کہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ میری بیماری کس حد کو پہنچی یعنی میں بہت بیمار ہوں اور زندگی کی کچھ توقع نہیں اور میں بیمار ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے اس کے سوا کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو ایک حصہ بیٹی کو دوں اور دو حصے خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کیا آدھا مال خیرات کروں یعنی اور آدھا بیٹی کو دوں فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مال دار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تو اللہ کی رضا مندی کے واسطے کچھ خرچ نہیں کرے گا مگر کہ اللہ تجھ کو اس کا ثواب دے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب پائے گا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے کہا یا حضرت ﷺ کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا اور تو کوئی عمل (صالح) نہیں کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا مندی

لِأَصْحَابِىْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِىْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّىَ بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ.

چاہتا ہو مگر اس کے سبب سے تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہو گا تو شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے یعنی تیری زندگی بہت ہو گی کہ نفع پائیں گے تجھ سے گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہو گی اور کافروں کو ضرر۔ الہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے غم کھاتے تھے اور افسوس کرتے تھے اس پر کہ باوجود ہجرت کے مکے میں آ کر فوت ہوئے۔

فائدہ: اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوئے تھے (فتح) اور ایک روایت میں اولاد کے بدلے وارثوں کا ذکر آیا ہے۔

بَابُ كَيْفَ اٰخَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اٰخَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ اٰخَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِى الدَّرْدَآءِ.

باب ہے بیان میں کہ کس طرح برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان یعنی مہاجرین اور انصار کے۔ یعنی اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یعنی مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا سب مال اسباب مکے میں چھوڑ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا دیا یعنی کہا کہ ایک دوسرے کو اپنے سگے بھائی کی طرح جانے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کا وارث ہو اور ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار خاص مہاجرین میں اور یہ کہ مکے میں تھے اور دوسری بار مہاجرین اور انصار میں اور مراد اس جگہ یہی ہے اور واقدی نے ایک جماعت تابعین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان مہاجرین کے اور برادری کروائی درمیان مہاجرین اور انصار کے اور آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور وہ نوے آدمی تھے بعض انصار سے اور بعض مہاجرین

سے اور بعض کہتے ہیں کہ سو تھے پھر جب اولوالارحام کی آیت اتری تو باطل ہوا آپس میں وارث ہونا ان کا ساتھ اس برادری کے میں کہتا ہوں کہ فرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئے گا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا ساتھ اس برادری کے جو حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کروائی ناتے داران کے وارث نہ ہوتے تھے پھر آیت ﴿اُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ کی اتری اور سہیلی نے کہا کہ برادری کروائی حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تاکہ دور ہو ان سے وحشت تنہائی کی اور تسلی پائیں اپنے اہل اور قبیلے کی جدائی سے اور ایک دوسرے کا بازو مضبوط کریں پھر جب اسلام غالب ہوا اور لوگ جمع ہوئے اور وحشت دور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وراثت باطل کی اور سب ایمانداروں کو آپس میں بھائی ٹھہرایا یعنی باہم دوستی رکھنے اور شمول دعوت میں اور اس کی ابتدا میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے پیچھے پانچ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ نو مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ مسجد کے بنانے کے وقت اور بعض اس کے سوا کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا بھائی علی رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج میں اس سے انکار کیا ہے یعنی جو کتاب اس نے ابن مطہر رافضی کے رد میں لکھی اور یہ رد کرنا نص کا ساتھ قیاس کے یعنی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیاس کے ساتھ نص کو رد کیا ہے اور اس نے برادری کروانے کی حکمت نہیں سمجھی اس واسطے کہ مہاجرین اقویٰ تھے بعض سے ساتھ مال اور برادری کے پس برادری کروائی درمیان اعلیٰ اور ادنیٰ کے تاکہ رفاقت حاصل کرے ادنیٰ ساتھ اعلیٰ کے اور مدد لے اعلیٰ ساتھ ادنیٰ کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی برادری درمیان حضرت ﷺ کے اور علی رضی اللہ عنہ کے کہ وہ لڑکپن کے زمانے سے ان کے ساتھ قائم تھے اور بدستور رہے۔ (فتح)

یہ حدیث پہلے کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر کرنا ہے ان لوگوں کا جن کے درمیان برادری واقع ہوئی مہاجرین اور انصار سے یعنی ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ (فتح)

۳٦٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ

۳٦٤٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری کے درمیان برادری کروائی تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو پیش کش کی کہ اس سے اپنا اہل اور مال آدھوں آدھ بانٹ لے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ دکھا تو حاصل کیا اس نے کچھ نفع گھی اور پنیر سے تو چند روز کے بعد اس کو حضرت ﷺ نے دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو فرمایا کہ اے

وَّسَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَّعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيْهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یہ کہا ہے کہا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

۳٦٤٥۔ حَدَّثَنِيْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهٗ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ يَسْأَلُهٗ عَنْ أَشْيَآءَ فَقَالَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَّأْكُلُهٗ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلٰى أَبِيْهِ أَوْ إِلٰى أُمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بِهٖ جِبْرِيْلُ انِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ قَالَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَّأْكُلُهٗ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْأَةِ مَآءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ أَشْهَدُ

۳٦٤٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں آنے کی خبر پہنچی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزیں پوچھنے کو سو کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیز کا سوال کرتا ہوں جنکو پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے اور بہشتی لوگ پہلا کھانا کیا کھائیں گے اور کیا سبب ہے کہ لڑکا اپنے ماں باپ سے مشابہ ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اس کی ابھی خبر دی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فرشتوں سے یہود کا دشمن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب تک ہانک لے جائے گی اور لیکن پہلا کھانا جس کو بہشتی کھائیں گے سو مچھلی کے کلیجے کی بڑی نوک ہوگی اور اسی طرح مشابہ ہونا بچے کا سو البتہ شان یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی پر سبقت لے اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی

أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَّعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

صورت پر کھینچتی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم یہود بڑے مفتری لوگ ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے میرا حال دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ میرا مسلمان ہونا ان پر معلوم ہو سو یہود آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں سے کیسے مرد ہیں تو یہود نے کہا کہ وہ ہمارے بہتر ہیں اور بہتر کے لڑکے ہیں اور ہمارے افضل ہیں اور ہمارے افضل کے لڑکے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے یہود نے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر یہ فرمایا تو انہوں نے پھر یہی جواب دیا پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہود نے کہا کہ یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے کا بیٹا ہے اور اس کو گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: مچھلی کے کلیجے کی نوک کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ مچھلی وہی ہے جس پر زمین کھڑی ہے اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف تمام ہونے دنیا کے اور یہ جو کہا کہ جب مرد کی منی سبقت کرے الخ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مرد کی منی بلند ہو تو لڑکا اپنے چچوں کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب ہو تو اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے تو مراد اس حدیث میں بلند ہونے سے سبقت کرنا ہے اور ثوبان کی حدیث میں ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے بلند ہو تو لڑکا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی بلند ہو تو لڑکی ہوتی ہے تو اس حدیث میں بلند ہونا اپنے ظاہر پر محمول ہے پس سبقت نشانی نر اور مادہ ہونے کی ہے اور بلند ہونا نشانی مشابہ ہونے کے ہے پس دور ہو گا اشکال اور دور ہو گی مراد ساتھ بلند ہونے کے جو مشابہ ہونے کا سبب ہے

باعتبار کثرت کے اس طور سے کہ دوسری منی اس میں معدوم ہو پس ساتھ اس سبب سے حاصل ہوگا شبہ اور یہ چند قسم ہے اولیٰ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور اکثر ہو تو حاصل ہوگا اس سبب سے نر ہونا اور مشابہ ہونا اور دوسری قسم اس کے برعکس ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور عورت کی منی بہت ہو تو اس حال میں بچہ نر ہوتا ہے اور مشابہ ماں کے ہوتا ہے اور چوتھی قسم اس کے برعکس ہے اور پانچویں قسم یہ ہے کہ مرد کی منی سبقت کرے اور دونوں برابر ہوں پس نر ہوتا ہے خاص کسی کے مشابہ نہیں ہوتا اور چھٹی قسم اس کے برعکس ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام پہلے حصین تھا پھر جب مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا۔

٣٦٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّي دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ فَسَأَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَّمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيْئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ.

٣٦٤٦۔ عبدالرحمٰن بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ایک شریک نے کچھ درہم بازار میں ادھار بیچے یعنی ان کا بدل بالفعل نہ لیا تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا یہ درست ہے تو اس نے کہا سبحان اللہ میں نے اس کو بازار میں بیچا ہے تو کسی نے اس کو عیب نہیں کیا سو میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور ہم آپس میں یہ بیع کرتے تھے یعنی ادھار بیچنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دست بدست ہو وہ درست ہے اور جو ادھار ہو وہ درست نہیں اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے پوچھا کہ وہ ہم میں بہت تجارت کرتے ہیں ان کو یہ مسئلہ خوب یاد ہوگا تو میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا یعنی اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حج کے موسم تک ادھار کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے پس تحقیق اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ برقرار رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاملوں پر جن پر ان کو پایا مگر وہ چیز کہ اس کو مستثنیٰ کیا سو اس کو ان کے واسطے بیان کیا۔ (فتح)

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ آنا یہود کا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ آپ مدینے

وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ میں تشریف لائے

فائدہ: یہود میں سے پہلے پہل ابو یاسر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کا کلام سنا پھر جب پھر گئے تو اپنی قوم سے کہا کہ میرا کہنا مانو سو بیشک یہی ہے پیغمبر جس کا ہم انتظار کرتے تھے تو ان کے بھائی نے ان کا کہنا نہ مانا اور سب لوگ اس کا کہا مانتے تھے جب اس نے ابو یاسر کا کہنا نہ مانا تو اس کے سبب سے اور لوگوں نے بھی ان کو کہنا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ میمون بن یامین حضرت ﷺ کے پاس آئے اور وہ یہود کے سردار تھے تو وہ مسلمان ہو گئے پھر کہا کہ یا حضرت ﷺ یہود کو بلا بھیجے اور مجھ کو منصف ٹھہرا لیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کو اندر چھپا کر بٹھایا پھر ان کو بلایا تو وہ آئے اور آپ ﷺ سے کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد کا اختیار کرو جو میرے اور تمہارے درمیان منصف ہو یہود نے کہا کہ ہم میمون بن یامین سے راضی ہیں وہ منصف ہو حضرت ﷺ نے فرمایا اے میمون باہر آ تو انہوں نے کہا کہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے سچے رسول ہیں تو انہوں نے ان کو سچا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور یہود آپ ﷺ کی پیروی سے باز رہے تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا اور وہ تین قبیلے تھے بنی قینقاع بنی نضیر اور بنی قریظہ سو تینوں نے عہد نامہ توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے بنو قینقاع پر احسان کیا اور بنی نضیر کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور بنی قریظہ کی بیخ بنیاد اکھاڑ ڈالی وَسَيَأْتِيْ بَيَانُهٗ مُفَصَّلًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ (فتح)

﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّأَمَّا قَوْلُهٗ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَائِبٌ

یعنی ھادوا کے معنی یہ ہیں یہودی ہو گئے یعنی اس آیت میں ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَا هَادُوْا سَمَّاعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے تیری طرف توبہ کی هَآئِدٌ کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٣٦٤٧۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِي الْيَهُوْدُ.

۳۶۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دس یہودی میرے ساتھ ایمان لاتے تو سب کے سب مسلمان ہو جاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بے مسلمان ہوئے کوئی یہودی باقی نہ رہتا اور کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لوگ وہ ہیں جن کا اللہ نے سورہ مائدہ میں نام لیا ہے بنا بریں اس کے پس دس آدمی خاص ہیں نہیں تو یہودی دس سے زیادہ مسلمان ہوئے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو سردار تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ سب ان کے تابعدار تھے اور نہ

مسلمان ہوئے ان میں سے مگر تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور وہ یہود میں مشہور رئیس تھے وقت آنے حضرت ﷺ کے مدینے میں اور بنونضیر سے ابو یاسر اور حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی حقیق اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن حنیف اور فنحاص اور رفاعہ اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید ہر ایک ان میں سے یہود میں سردار تھا اور کوئی ان میں مسلمان نہیں ہوا یعنی سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اگر کوئی ایمان لاتا تو البتہ ایک جماعت ان میں سے ان کے تابع ہوتی لیکن عوام یہود سے کئی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

٣٦٤٨۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَيَصُوْمُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

٣٦٤٨۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور اچانک یہودیوں میں سے چند لوگ عاشورے کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں اس کے روزے کے تو آپ ﷺ نے اس کے روزے کا حکم کیا۔

٣٦٤٩۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ أَظْفَرَ اللهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ.

٣٦٤٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا سو ہم اس کی تعظیم کے واسطے اس کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ تر لائق ہیں ساتھ تعظیم موسیٰ علیہ السلام کے پھر عاشورہ کے روزے کا حکم کیا۔

فائدہ: تو اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت ﷺ تو ربیع الاول کے مہینے میں مدینے میں آئے تھے اس وقت عاشورہ

کہاں تھا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا علم اس کے ساتھ متاخر ہوا ہو یعنی جب دوسرا سال داخل ہوا اور محرم آیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہود روزہ رکھتے ہیں۔

٣٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

٣٦٥٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے سر کے بالوں کو پیشانی پر ہی چھوڑتے تھے یعنی یوں ہی پڑے رہتے تھے بغیر مانگ نکالنے کے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بال پیشانی پر چھوڑتے تھے اور حضرت ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو درست رکھتے تھے اس چیز میں جس میں آپ ﷺ کو کوئی حکم نہ ہوا ہوتا پھر حضرت ﷺ نے اپنے سر میں مانگ نکالی۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے اہل کتاب کی موافقت کو جب کہ بت پرستوں کے مخالف ہوتے واسطے لینے کے اخف امرین کو پھر جب مکہ فتح ہوا تو بت پرست مسلمان ہوئے تو رجوع کیا طرف مخالفت باقی کفار کے اور وہ اہل کتاب تھے۔ (فتح)

٣٦٥١۔ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَآءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾.

٣٦٥١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنی اس آیت میں ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ سو بعض کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

٣٦٥٢۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيْقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا

٣٦٥٢۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ باری باری لیا ان کو کچھ اوپر دس مالکوں نے کہ ایک سے دوسرے نے خریدا۔

أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَّبٍّ إِلٰى رَبٍّ.

فائدہ: شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ مالک کو رب کہنا منع ہے اور بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔

٣٦٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَنَا مِنْ رَّامِ هُرْمُزَ.

۳۶۵۳۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رام ہرمز کے اہل سے ہوں۔

فائدہ: اور وہ ایک شہر ہے فارس کی زمین میں۔

٣٦٥٤۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيْسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ.

۳۶۵۴۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت بند ہونے رسولوں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہے۔

فائدہ: مراد فترت سے وہ مدت ہے جس میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا لیکن یہ منع نہیں کہ اس میں کوئی نبی ہوا ہو جو پچھلے رسول کی شریعت کی طرف بلائے اور ابن جوزی نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے لیکن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فترت کا زمانہ پانچ سو ساٹھ برس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چار سو برس کا اور وجہ مناسبت ان حدیثوں کی ساتھ اسلام سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف اس کے جو حدیثیں اس کے قصے میں وارد ہوئیں ہیں وہ اس کی شرط پر نہیں اگرچہ بعض کی اسناد صحیح ہیں اور حاصل حدیثوں باب کا یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوئے بعد اس کے کہ باری باری سے لیا ان کو ایک جماعت نے غلامی میں بعد اس کے کہ انہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کی اور اتنی مدت طویل سے غائب رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام کے ساتھ احسان کیا کہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے۔

الحمد للہ پارہ پانزدہم تمام ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀......❀......❀